بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ — نحل ۸۹

اور ہم نے تم پر یہ قرآن اُتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے

آخری پیغام



پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ایم اے، پی ایچ ڈی

ادارہ مسعودیہ

۲/۶، ۵-ای، ناظم آباد کراچی (سندھ)

اسلامی جمہوریہ پاکستان

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ (نحل ۸۹)

اور ہم نے تم پر یہ قرآن اُتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے

آخری پیغام

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ایم۔ اے، پی۔ ایچ۔ ڈی

ادارۂ مسعودیہ ۲/۶، ۵-ای، ناظم آباد کراچی (سندھ)
اسلامی جمہوریہ پاکستان

کتاب ______ آخری پیغام
مصنف ______ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
تقدیم نگار ______ ابوالسرور محمد مسرور احمد
ناشر ______ ادارۂ مسعودیہ
طباعت ______ ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء
تعداد ______ گیارہ سو
قیمت ______ روپے

ادارۂ مسعودیہ کی کتب ملنے کے پتے

۱۔ ادارۂ مسعودیہ: ۲/۶، ۵ ۔ ای، ناظم آباد، کراچی۔ فون: ۶۶۱۴۷۴۷
۲۔ ضیاء الاسلام پبلی کیشنز: ضیاء سنٹرل (شوگن سینٹر) محمد بن قاسم روڈ آف ایم، اے، جناح روڈ، عید
کراچی فون نمبر: ۲۲۱۳۹۷۳ - ۲۶۳۳۸۱۹
۳۔ فرید بک اسٹال: ۳۸۔ اردو بازار لاہور، فون نمبر: ۷۳۱۲۱۷۳ - ۷۲۲۴۸۹۹ - ۰۴۲
۴۔ ضیاء القرآن: ۱۴۔ انفال سینٹر، اردو بازار، کراچی فون نمبر: ۲۲۱-۲۱۲ - ۲۶۳۰۴۱۱
۵۔ مکتبہ غوثیہ: پرانی سبزی منڈی، یونیورسٹی روڈ، پولیس چوکی محلہ قمرتان آباد، کراچی نمبر ۵
فون نمبر: ۴۹۲۶۱۱۰ - ۴۹۱۰۵۸۴
۶۔ مکتبہ الجامعہ نقشبندیہ بستان العلوم: کڈ ہالہ (مجاہد آباد)، آزاد کشمیر براستہ گجرات،
اسلامی جمہوریہ پاکستان

اُس کے نام

☆ ــــ جس کی عمرِ عزیز کی اللہ نے قسم کھائی
☆ ــــ جس کے جمال جہاں آرا کی اللہ نے قسم کھائی
☆ ــــ جس کے دیارِ عزیز کی اللہ نے قسم کھائی
☆ ــــ جس کو دونوں جہاں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا
☆ ــــ جس کو دونوں عالم کے لیے ھادی بنا کر بھیجا
☆ ــــ جس کو علم و حکمت کے خزانوں سے سرفراز کیا
☆ ــــ جس کے حضور آسمان و زمین سے ہر آن درود و سلام کے گجرے پیش کیے جاتے ہیں
☆ ــــ جس کی اطاعت کو اللہ نے اپنی اطاعت قرار دیا
☆ ــــ جس کی محبت کو اللہ نے اپنی محبت قرار دیا
☆ ــــ جس کے لیے ابراہیم (علیہ السلام) نے دعا کی
☆ ــــ جس کی بشارت داؤد (علیہ السلام) نے دی
☆ ــــ جس کی بشارت موسیٰ (علیہ السلام) نے دی
☆ ــــ جس کی بشارت عیسیٰ (علیہ السلام) نے دی
☆ ــــ جس کی بشارت ہر آنے والے نے دی

☆ —— جس کی بشارت زرتشت نے دی

☆ —— جس کی بشارت گوتم بدھ نے دی

☆ —— جس کی بشارت ویدوں میں دی گئی

☆ —— جس نے ایک جہاں کو اخلاق سے اپنا گرویدہ بنایا

☆ —— جس نے اخلاق ہی سے خون کے پیاسوں کو اپنا جانثار بنایا

☆ —— جس نے کشاکش زندگی سے کبھی پیٹھ نہ پھیری، مردانہ وار جینا سکھایا۔

☆ —— جس نے جو کہا پورا ہو کر رہا، اور جو کیا پورا کر کے رکھا

☆ —— جس نے اپنے دوست و دشمن کسی کو نہ ترسایا، سبھی کو سیراب کیا

☆ —— جس نے زندگی بھر ایک جوڑے میں بسر کی —— جو غریبوں کا غریب اور شہنشاہوں کا شہنشاہ تھا۔

☆ —— جس نے سادگی کی انتہا کر دی، جس نے عاجزی کی انتہا کر دی

☆ —— جس نے شاہی کی مگر فقیرانہ بسر کی

☆ —— جس نے غریبوں کا نام لے کر عیش و عشرت کا خواب نہ دیکھا اور شرم و حیا کو نہ شرمایا۔

☆ —— جس کا ہاتھ ہمیشہ اونچا رہا

☆ —— جس نے ہاتھ کبھی نہ پھیلایا، لینا نہیں دینا سکھایا

☆ —— جس کے انداز جدید سے جدید تر تھے

☆ —— جس کے افعال عجیب سے عجیب تر تھے

☆ —— جس کے اقوال خوب سے خوب تر تھے

☆ —— جس نے زبان و رنگ کو اللہ کی نشانیاں قرار دیا اور تنگ نظر

انسانوں کو وسعت فکر و نظر دی

☆ ـــــ جس نے آنے والے حادثات کی اطلاع دے کر انسان کو ہوشیار و خبردار کیا

☆ ـــــ جس نے علم و حکمت کے دریا بہائے

☆ ـــــ جس نے بتایا بہترین معاشرہ کے لیے معاشی وسائل ہی نہیں اخلاقی اقدار کی بھی ضرورت ہے ۔

☆ ـــــ جس نے بچوں کو صداقت کا سبق دیا اور صداقت شعار بنایا

☆ ـــــ جس کے تربیت یافتہ بچوں نے باطل کے آگے سر نہ جھکایا اور سر دے دیا۔

☆ ـــــ جس نے موت کے آئینے میں زندگی کا چہرہ دکھایا اور شہیدوں کو جاوداں بنایا

☆ ـــــ جس نے خادموں کو خدمت کا طریقہ بتایا

☆ ـــــ جس نے تاجروں کو تجارت کا سلیقہ بتایا

☆ ـــــ جس نے ملازموں کو ملازمت کا قرینہ بتایا

☆ ـــــ جس نے شوہروں کو حقوق زوجیت کا پاسدار بنایا

☆ ـــــ جس نے حاکموں کو حکومت کا سلیقہ بتایا

☆ ـــــ جس نے فوج کشوں کو فوج کشی کا سلیقہ بتایا

☆ ـــــ جس نے فاتحوں کو فتح و نصرت کے آداب سکھائے

☆ ـــــ جس نے مہد سے لحد تک انسانی زندگی کے سارے گر بتائے

☆ ـــــ جس نے معیشت کی راہیں کھولیں

☆ ـــــ جس نے معاشرت کے طریقے بتائے

☆ــــ جس نے محبت کا سبق سکھایا
☆ــــ جس نے زندہ درگور کی جانے والی عورت کو مسند عزت پر بٹھایا
☆ــــ جس نے عورت کے قدموں کے نیچے جنت کو لاکر رکھا اور اس کو زمین سے آسمان پر پہنچا دیا
☆ــــ جس نے زندہ رہنا سکھایا
☆ــــ جس نے مرنا جینا سکھایا
☆ــــ جس نے مظلوموں کی دادرسی کی
☆ــــ جس نے مسلم و غیر مسلم دونوں کی مشکل کشائی کی
☆ــــ جس نے بے کسوں، بے بسوں اور مظلوموں کو صاحب اختیار و اقتدار بنایا
☆ــــ جس نے کنجشک فرومایہ کو شاہین سے لڑایا اور پست حوصلہ انسانوں کو بلند حوصلہ عطا فرمایا
☆ــــ جس نے علم کی لگن لگائی، جس نے لوح وقلم کا وقار بلند کیا،
☆ــــ جس نے جہالت کی تاریکیوں سے نکالا اور علم کے نور سے منور کیا
☆ــــ جس نے ضعیف کا حق قوی سے دلوایا اور قوی کو دینا سکھایا
☆ــــ جس نے دادرسی کے لیے تلوار اٹھائی
☆ــــ جس نے دادخواہوں کی دادرسی کی
☆ــــ جس نے مسکینوں اور یتیموں کی کفالت کی
☆ــــ جس نے کسانوں اور مزدوروں کی حمایت کی
☆ــــ جس نے غریبوں اور مفلسوں کو گلے لگایا
☆ــــ جس نے تہذیب وتمدن کا پاس رکھا

☆ ـــــ جس نے رسم و رواج کا لحاظ رکھا
☆ ـــــ جس نے فکر انسانی میں ایک انقلاب برپا کیا
☆ ـــــ جس نے عالمی نشأۃ ثانیہ کا اعلان کیا اور فکر و نظر کو بیدار کیا
☆ ـــــ جس نے انسانی معاشرے میں انقلاب برپا کیا
☆ ـــــ جس نے زمین والوں کو پرواز کرنا سکھایا
☆ ـــــ جس نے نوع انسانی کے لیے مہمیز کا کام کیا
☆ ـــــ جس نے شعور و آگہی کی آنکھیں کھول دیں
☆ ـــــ جس نے قلب انسانی کو سنوارا
☆ ـــــ جس نے تسخیر کائنات کے گُر بتائے
☆ ـــــ جس نے ذہنوں کو جھنجھوڑا، جس نے دلوں کو ٹٹولا
☆ ـــــ جس نے نوع انسان کو ایک ملت کا تصور دیا اور ایک جیتا جاگتا ضابطۂ حیات ساتھ لایا
☆ ـــــ جس نے رنگ و نسل، قومیت و علاقائیت سے بے نیاز ہو کر سوچنا سکھایا اور ایک آفاقی سوچ دی
☆ ـــــ جس نے مغلوب و مفتوحِ کائنات کو فاتح کائنات بنایا
☆ ـــــ جس نے ذہنوں اور دلوں کو قابو میں رکھنا سکھایا
☆ ـــــ جس نے بتایا سارا جہان ایک سے وابستہ ہے ایک نہ ہو تو کچھ نہ ہو ـــــ جس طرح اعداد کی ساری دنیا ایک سے وابستہ ہے ایک نہ ہو تو کوئی عدد نہ ہو ـــــ
☆ ـــــ جس نے اعلان کیا نہ گورے کو کالے پر فخر ہے نہ کالے کو گورے پر
☆ ـــــ جس نے اعلان کیا نہ عربی کو عجمی پر فخر ہے، نہ عجمی کو عربی پر

☆ —— جس نے اعلان کیا شرافت و بزرگی کا معیار کردار و عمل ہے

☆ —— جس نے روح کو بیدار کیا، فکر کو جگایا، نظر کو چمکایا

☆ —— جس نے آخرت کا تصور دے کر زندگی کو وسیع سے وسیع تر کر دیا

☆ —— جس نے انقلاب نو کا اعلان کیا

☆ —— جس نے وحدت آدم کا عَلم بلند کیا

☆ —— جس نے وحدت فکر و عمل کا پھریرا لہرایا

☆ —— جس کا فیض کل بھی جاری تھا، جس کا فیض آج بھی جاری ہے،
جس کا فیض کل بھی جاری رہے گا



حرفِ اوّل

ابوالسرور محمد مسرور احمد

قرآنِ کریم انسان کی فکری دُنیا اور عملی دُنیا کو بنانے والا۔ تاریکیوں سے روشنیوں کی طرف لانے والا، فاصلوں کو گھٹانے والا اور سفید و سیاہ کو ملانے والا ہے ــــــ قرآن کریم نے انسان کو تجربوں کی کلفت سے بے نیاز کر کے نتائج تک پہنچا دیا، یہ اس کا عظیم احسان ہے، ہم نے اس سے فائدہ نہیں اُٹھایا، ہم نے قرآن کو مذہب کے خانے میں ڈال کر الگ کر دیا ــــــ افسوس ہم نے یہ کیا کیا! ــــــ ہم نے اس کو علم کے خانوں میں تقسیم کر دیا، یہ ناقابلِ تقسیم ہے علم و دانش کے سارے خانے اسی کی روشنی سے روشن ہوئے ہیں ــــــ یہ آفتاب ہے، یہ مہتاب ہے، یہ نُورٌ علیٰ نُور ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری اور نزولِ قرآن سے انسانی زندگی میں ہر طرف انقلاب آیا ــــــ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور قرآن نے ہم کو محبت میں لگایا، اَب ہم فساد میں لگ گئے، تشدد کے حوالے سے اسلام کو پہچانا جانے لگا، قرآن میں بڑی کشش ہے، اس کی تلاوت سُن کر مسلمانوں کے ہی نہیں غیر مسلموں کے دل بھی کھنچتے ہیں، یہ آفاقی کلام ہے، یہ اللہ کا کلام ہے ــــــ ہمارے اسلاف قرآن پڑھتے بھی تھے اور اس پر عمل بھی کرتے تھے، ہم صرف باتیں بناتے ہیں، بہت کم ہیں جو پڑھتے ہیں، وہ جو عمل کرتے

ہیں وہ عنقا ہوتے جارہے ہیں ـــــ وہ کتاب جو دنیا کی ہر سلطنت میں یاد کیے جانے کے لائق ہے ـــــ وہ خود مسلمان حکومتوں میں بُھلادی گئی، یہ دُنیا کی تاریخ خصوصًا مسلمانوں کی تاریخ کا بڑا المیہ ہے، ہمارے دانشور قرآنی علوم سے محروم ہیں، ہمارے حکمراں قرآن کریم سے بے خبر ہیں۔

ہم زندگی کے ہر شعبے میں یہود و نصاریٰ اور ہنود کی باتیں اور ادائیں اپنا رہے ہیں مگر نہ معلوم کیوں اسلام کی باتیں اچھی نہیں لگتیں ـــــ اللہ تعالیٰ ہم میں قومی غیرت اور حمیت پیدا کرے، یہ غیرت پیدا ہو جائے تو سب کام آسان ہو جائیں۔

ہمارا حال یہ ہو گیا ہے کہ ہم قرآن مجید کی عظمت کو غیر مسلموں کے اقوال کی روشنی میں جاننا چاہتے ہیں، کیسا عجیب اندازِ فکر ہے! قرآن کو خود قرآن و حدیث کی روشنی میں پڑھا جانا چاہیئے یا مسلمان مفکرین و مفسّرین کی تحقیقات کی روشنی میں ـــــ دُنیا کے تقریبًا ہر مذہب و ملت کے دانشوروں نے قرآن کریم کو پڑھا ہے اور اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے، یہ خیالات خاص طور پر ان حضرات کی توجہ کے لائق ہیں جو قرآن کریم کو دوسروں کے حوالے سے جاننا چاہتے ہیں، ہم یہاں چند خیالات پیش کرتے ہیں!

(۱) سر ولیم میور، "قرآن پاک کا کوئی جزو، کوئی فقرہ اور کوئی لفظ ایسا نہیں سُنا گیا جس کو جمع کرنے والوں نے چھوڑ دیا ہو" [۱]

(۲) سر ولیم میور، "شاید دُنیا میں کوئی ایسی کتاب نہیں ہے جس کا متن قرآنِ پاک کی طرح تیرہ صدیوں تک اپنی اصلی حالت میں رہا ہو" [۲]

(۳) ڈاکٹر سیل، "قرآن انتہائی لطیف اور پاکیزہ زبان میں ہے، اس کتاب سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی انسان اس کی مثل نہیں بنا سکتا۔ یہ لازوال معجزہ، مُردہ زندہ کرنے سے کہیں زیادہ ہے۔"[۳]

(۴) ایم۔ کے۔ گاندھی، "میں نے تعلیمات قرآنی کا مطالعہ کیا ہے، مجھے قرآن کو الہامی کتاب تسلیم کرنے میں ذرہ برابر بھی تامل نہیں ہے۔ مجھے اس کی سب سے بڑی خوبی یہ نظر آئی ہے کہ یہ فطرت انسانی کے عین مُطابق ہے۔"[۴]

(۵) ڈاکٹر جانسن، "قرآن کے مطالب ایسے مناسب وقت اور عام فہم ہیں کہ دُنیا ان کو آسانی سے قبول کر سکتی ہے۔"[۵]

(۶) چارس فرانس پورٹر، "دُنیا کی کوئی کتاب اتنی نہیں پڑھی جاتی جتنا قرآن پڑھا جاتا ہے۔"[۶]

(۷) جرمنی شاعر و فلسفی، گوئٹے، "قرآن کی یہ حالت ہے کہ اس کی دلفریبی بتدریج فریفتہ کرتی ہے پھر متعجب کرتی ہے اور آخر میں ایک تحیر آمیز رقت میں ڈال دیتی ہے۔"[۷]

(۸) عمانویل ڈی اش، "قرآن مجید مُردہ عقل اور علم کو زندہ کرتا ہے۔"[۸]

(۹) ہاروگ ہرش فیلڈ، "ہم کو یہ دیکھ کر تعجب نہ کرنا چاہیئے کہ قرآن سائنسی علوم کا سرچشمہ ہے۔"[۹]

(۱۰) پروفیسر مارگولیوس، "قرآن نے انسانی فکر و خیال کی نئی ہیئت کو جنم دیا اور ایک نئی قسم کی قومی خصوصیت پیدا کی۔"[۱۰]

(۱۱) ایل۔ وی۔ ورلری ، "قرآن میں عقل و دانش کا ایک ذخیرہ جمع ہے جس سے ہماری ذہین ترین شخصیات، عظیم ترین فلاسفر اور ماہر سیاستداں استفادہ کر سکتے ہیں۔" [۱۱]

(۱۲) ڈاکٹر مورس بوکائے ، "قرآن میں کوئی ایک بھی ایسی بات نہیں جس پر جدید سائنسی نقطہ نگاہ سے اعتراضات کیے جا سکیں۔" [۱۲]

(۱۳) ڈاکٹر مورس بوکائے ، "حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی معلومات کی نوعیت کو دیکھتے ہوئے یہ بات ناقابل تصور معلوم ہوتی ہے کہ قرآن کے بہت سے وہ بیانات جو سائنس سے متعلق ہیں کسی بشر کا کام ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا یہ بات مکمل طور پر صحیح ہے کہ قرآن کو وحی آسمانی کا اظہار سمجھا جائے۔" [۱۳]

(۱۴) ڈاکٹر گستاؤلی بان ، "قرآن دلوں میں ایسا زندہ اور پُرجوش ایمان پیدا کرتا ہے کہ پھر کسی شک کی گنجائش نہیں رہتی۔" [۱۴]

(۱۵) جرمنی فاضل، ایم کی بولف، "قرآن نے صفائی، طہارت اور پاکیزگی کی وہ تعلیم دی ہے کہ اگر ان پر عمل کیا جائے تو جراثیم امراض سب کے سب ہلاک ہو جائیں۔" [۱۵]

(۱۶) مسٹر بھوپندر ناتھ باسو ، "تیرہ سو برس کے بعد بھی قرآن کی تعلیمات کا اثر یہ ہے کہ ایک خاکروب بھی مسلمان ہونے کے بعد بڑے بڑے خاندانی مسلمانوں کی برابری کا دعویٰ کر سکتا ہے۔" [۱۶]

(۱۷) ایچ۔ جی۔ ویلز ، "قرآن نے مسلمانوں کو مؤاخات (اخوت) کے

بندھن میں باندھ رکھا ہے جو نسل، رنگ اور زبان کے پابند نہیں ہیں۔" [۱۷]

(۱۸) گارڈ فرے ہیگنس، "قرآن غریبوں کا دوست اور غمخوار ہے اور سرمایہ داروں کی زیادتیوں کی ہر جگہ مذمت کرتا ہے۔" [۱۸]

(۱۹) پروفیسر ہربرٹ رائل، "قرآن اخلاقی ہدایتوں اور دانائی کی باتوں سے بھرا ہُوا ہے اور قرآن نے عالمِ انسانیت کی زبردست اصلاح کی ہے۔" [۱۹]

(۲۰) پادری، وال ریس ڈلی، "قرآن کا مذہب امن وسلامتی کا مذہب ہے۔" [۲۰]

(۲۱) کارلائل، "قرآن کے احکام اس قدر عقل وحکمت کے مطابق واقع ہُوئے ہیں کہ اگر انسان انہیں چشمِ بصیرت سے دیکھے تو وہ ایک پاکیزہ زندگی بسر کر سکتا ہے۔" [۲۱]

(۲۲) ڈاکٹر سموئیل جانسن، "قرآن میں مطالب اتنے ستھرے اور ہمہ گیر ہیں اور ہر زمانے کے لیے اس قدر موزوں ہیں کہ زمانے کی تمام صدائیں خواہ مخواہ اس کو قبول کر لیتی ہیں۔" [۲۲]

(۲۳) جان جاک ریک، "قرآن نے ایک عظیم الشان نظامِ تہذیب وتمدن پیدا کیا۔" [۲۳]

(۲۴) ڈاکٹر برتھرینڈ، "وہ لوگ جنہوں نے قرآن کی ہدایات اور احکام کو اپنایا ہے وہ ایسی تہذیب کے بانی ہوئے جو آج تک حیرت انگیز معلوم ہوتی ہے۔" [۲۴]

(۲۵) ڈاکٹر سٹینلے لین پول، "قرآن نے دنیا کو اعلیٰ اخلاق کی تعلیم دی اور اصولِ جہانبانی سکھائے۔" [۲۵]

(۲۶) ڈاکٹر راڈ ڈیل ، "اس کتاب کی تعلیم میں ایسے عناصر موجود ہیں جن کے ذریعہ زبردست اقوام اور فتوحات کرنے والی سلطنتیں بن سکتی ہیں"۔ [۲۶]

(۲۷) نپولین ، "مجھے اُمید ہے کہ میں دُنیا کے تمام دانا اور باشعور لوگوں کو یکجا کر کے قرآنی تعلیمات کی روشنی میں ایک لاثانی نظام قائم کروں گا کیونکہ صرف یہی تعلیمات ہی انسان کو مسرتوں سے روشناس کر سکتی ہیں"۔ [۲۷]

(۲۸) ڈاکٹر رابندر ناتھ ٹیگور ، "وہ وقت دُور نہیں جب کہ قرآن اپنی مسلمہ صداقتوں اور رُوحانی کرشموں سے سب کو اپنے اندر جذب کرے گا۔ وہ زمانہ بھی دُور نہیں جب اسلام ہندو مذہب پر غالب آجائے گا"۔ [۲۸]

(۲۹) مسز سروجنی نائیڈو ، "قرآن شریف غیر مسلموں سے بے تعصبی اور رواداری سکھاتا ہے۔ اس کے اصول کی پیروی سے دُنیا خوشحال ہو سکتی ہے اور دُنیا کا آئندہ مذہب اسلام ہوگا"۔ [۲۹]

(۳۰) سر ایڈورڈ ڈینی راس ، "قرآن شریف اس بات کا مستحق ہے کہ یورپ کے گوشے گوشے میں اسے پھیلایا جائے"۔ [۳۰]

○

آپ نے قرآنِ کریم سے متعلق غیر مسلموں کے افکار و خیالات پڑھے ، جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ غیر مسلموں کی نظر میں قرآن حکیم صحیح اور سچا ہے ، بے مثل و بے نظیر ہے ، کسی انسان کی طاقت نہیں کہ ایسی ایک آیت بھی لکھ سکے ، اس کے مضامین فطرت کے عین مطابق ہیں ، یہ بہت آسان ہے ، اس کی تلاوت سے

انسان عجیب کیف و مستی کے عالم میں کھو جاتا ہے، یہ حیرت افزا بھی ہے عقل افزا بھی ایمان افزا بھی ہے اور صحت افزا بھی، اس میں انسانی مساوات، انسانی اخوت اور غریب پروری کا سبق دیا گیا ہے ـــــ اس سے انسانیت کی اصلاح ہوئی، مذہب کے حوالے سے دُنیا میں امن و امان کا دَور دَورہ ہوا، ایک نیا دستورِ زندگی سامنے آیا اور ایک عظیم تہذیب و تمدن نے جنم لیا اور ایک عظیم حکومت قائم ہوئی ـــــ قرآنِ کریم کی مدد سے ہم آج بھی ایک عالمی حکومت قائم کر سکتے ہیں ـــــ قرآن سب کا ہے اور سب اسکے ہیں ـــــ قرآن اللہ کا کلام ہے اور سب اللہ کے بندے ہیں ـــــ بندگی کا تقاضا ہے کہ ہم اس کے ہر حکم کو مانیں اور اس سیدھے راستے پر چلیں جو قرآنِ حکیم نے ہم کو دکھایا اور اسی راستے پر چل کر ہم اپنی منزل کو پا سکتے ہیں۔

قرآن کریم پر اتنا کام ہوا ہے کہ دُنیا کی کسی کتاب پر اتنا کام نہیں ہوا۔ سَو سے کہیں زیادہ زبانوں میں اس کے ترجمے ہو چکے ہیں مختلف زبانوں میں تفسیریں لکھی گئیں اور بہت سے مختلف پہلوؤں پر کام ہوئے ہیں ـــــ ماضی قریب ہی میں دو تین اہم کام ہوئے جو ہم سب کے لیے قابلِ توجہ ہیں مثلاً ڈاکٹر فضل الرحمٰن انصاری کی انگریزی زبان میں تحقیقی کتاب[۱]، سید انور علی ایڈووکیٹ کی ضخیم انگریزی تفسیر[۲] علماء و دانشور قرآنی علوم پر لکھتے رہے لکھ رہے ہیں اور لکھتے رہیں گے مگر اللہ کی باتیں کبھی ختم نہ ہوں گی ـــــ

پیشِ نظر تحقیق کی تقریب یہ ہوئی کہ فاضل مصنف والدی و مرشدی پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی نے مخدومی حضرت محمد عبد اللہ جان دامت برکاتہم عالیہ (پشاور) کی تحریک پر عالمی شہرت یافتہ خطاط خورشید عالم گوہر رقم کے قلمی قرآن کریم "عجائب القرآن" پر مفصل مقدمہ لکھا۔ گوہر رقم نے یہ قرآن کریم تین سو سے زیادہ عربی رسم الخطوں میں لکھا ہے، جو حیرت ناک بھی ہے اور نادر روزگار بھی۔ اِسی لیے اس کا نام "عجائب القرآن" ہے ـــــ اس کا وزن ایک ٹن سے زیادہ ہے۔ یہ قلمی نسخہ

بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی (اسلام آباد) میں زائرین کے لیے رکھ دیا گیا ہے۔ یہ مقدمہ حضرت عبداللہ جان مدظلہ العالی کی تحریک پر لکھا گیا اور ان ہی کی تحریک پر شیخ صبور احمد (مینجنگ ڈائریکٹر کراچی کیمیکل انڈسٹریز، کراچی) نے پہلی بار ۱۹۸۶ء میں سرہند پبلی کیشنز، کراچی کی جانب سے کتابی صورت میں حضرت ممدوح کے تعاون سے شائع کیا ـــــ پاکستان میں اس کتاب کے دو ایڈیشن شائع ہوئے۔ ایک ایڈیشن ہندوستان سے بھی شائع ہوا ـــــ بحمداللہ علمی حلقوں میں اس کی بہت پذیرائی ہوئی ـــــ چنانچہ پاکستان کے فاضل جلیل پروفیسر مولانا منتخب الحق علیہ الرحمہ (صدر شعبہ معارف اسلامیہ کراچی یونیورسٹی کراچی) نے اس کتاب کو اپنے موضوع پر بہترین کتاب قرار دیا، یہ کتاب عرصہ دراز سے ناپید تھی، شیخ صبور احمد صاحب نے اس کی اشاعت کا پھر بیڑا اٹھایا ہے، انھیں کے تعاون سے شیخ محمد احمد صاحب بھی اپنے والدین کے ایصال ثواب کے لیے سیدغنی زہرہ بائی میموریل ٹرسٹ کراچی کی طرف سے ایک ایڈیشن شائع کرا رہے ہیں ـــــ اللہ تعالیٰ دونوں کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین!

آخر میں ایک وضاحت ضروری سمجھتا ہوں۔ پہلے ایڈیشن میں "حرفِ اوّل" کے عنوان سے حضرت والدی و مرشدی پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی نے کتاب کی تحریک اور طباعت سے متعلق بعض تفصیلات تحریر فرمائی تھیں۔ اب آپ کے ارشاد کی تعمیل میں سابقہ تحریر کی جگہ یہ تحریر شامل کی گئی ہے ـــــ اس میں شک نہیں کہ یہ کتاب اپنے موضوع پر نہایت اہم کتاب ہے، دوسری زبانوں میں بھی اس کے ترجمے ہونے چاہئیں، امید ہے کہ ناشر اس طرف توجہ فرمائیں گے ـــــ اللہ تعالیٰ ہم سب کی کوششوں کو مقبول و مشکور فرمائے۔ آمین!

۴، رمضان المبارک ۱۴۱۸ھ

۴، جنوری ۱۹۹۸ء

احقر ابوالسرور محمد مسرور احمد غفرلہ الصمد

حوالے

۱ے سیارہ ڈائجسٹ (لاہور)، قرآن نمبر، اپریل ۱۹۷۰ء (مقالہ خواجہ ظفر نظامی، قرآن مجید غیر مسلموں کی نظر میں)، ص ۳۶۹

(2) Islam the Religion of all Prophets, Karachi, 1982, Refference. life of Mohomet by Sir William Muir.

۳ے سیارہ ڈائجسٹ (لاہور)، قرآن نمبر، ص ۳۷۲

۴ے ایضاً، ص ۳۷۲ ۵ے ایضاً، ص ۳۷۴

(6) Charles Francis Potter : The faith men live by, Kings Wood Surrey, 1955, p. 81

۷ے سیارہ ڈائجسٹ (لاہور)، قرآن نمبر، ص ۳۷۳ ۸ے ایضاً، ص ۳۷۴

(9) Hartwig Hirschfeld : New Researches into the Composition and Exegesis of the Qur'an, London, 1902, p. 9

(10) Rev. G. Margoliouth (In Introduction to the Qur'an by Rev J. M. Rodwell, London, 1918)

(11) Laura Veccia Varleiri : Apologie de l' Islamisme, pp. 57-59

(12) Dr. Maurice Bucailli : The Bible, the Qur'an and Science, p.15

۱۳ے موریس بوکائے : بائبل، قرآن اور سائنس (ترجمہ اردو ثناء الحق صدیقی) مطبوعہ کراچی، ۱۹۹۳ء، ص ۴۰۲

۱۴ سیارہ ڈائجسٹ (لاہور)، قرآن نمبر، ص ۳۷۴

۱۵ ایضاً، ص ۳۷۰ ۱۶ ایضاً، ص ۳۷۶ ۱۷ ایضاً، ص ۳۷۵

۱۸ ایضاً، ص ۳۷۵ ۱۹ ایضاً، ص ۳۷۱ ۲۰ ایضاً، ص ۳۷۵

۲۱ ایضاً، ص ۳۷۳ ۲۲ ایضاً، ص ۳۷۱ ۲۳ ایضاً، ص ۳۷۷

(24) Dr. Bertherand : Contribution des Arabes au progress des Sciences Medicales, Paris, 1883, p. 6

۲۵ سیارہ ڈائجسٹ (لاہور)، قرآن نمبر، ص ۳۷۲ ۲۶ ایضاً، ص ۳۷۲

۲۷ ایضاً، ص ۳۷۱ ۲۸ ایضاً، ص ۳۷۲ ۲۹ ایضاً، ص ۳۷۳

۳۰ ایضاً، ص ۳۷۶

(31) The Quranic Foundation and Structure of Muslim Society, vols. I., II, Karachi, 1973

(32) Quran the Fundamental law of human life, Hamdard Foundation, Karachi.

نوٹ :- اس تفسیر کی پہلی جلد ۱۹۸۲ء میں سید پبلیکیشنز کراچی نے شائع کی تھی۔ اب یہ تفسیر ہمدرد فاؤنڈیشن کراچی شائع کر رہا ہے۔ اب تک (۱۹۹۶ء - ۹۷) اس کی تیرہ جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔

مسرور۔

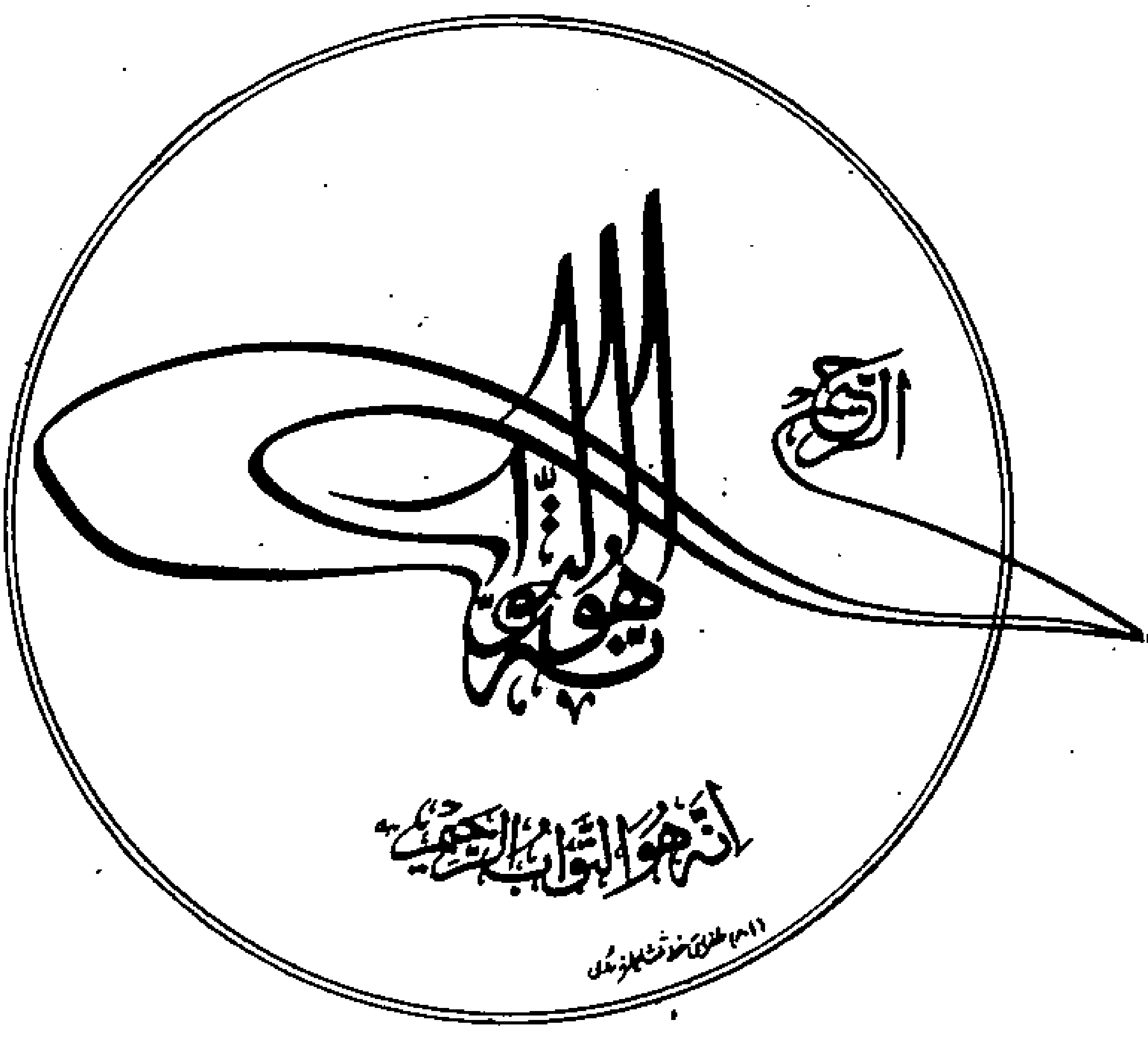
آئینہ

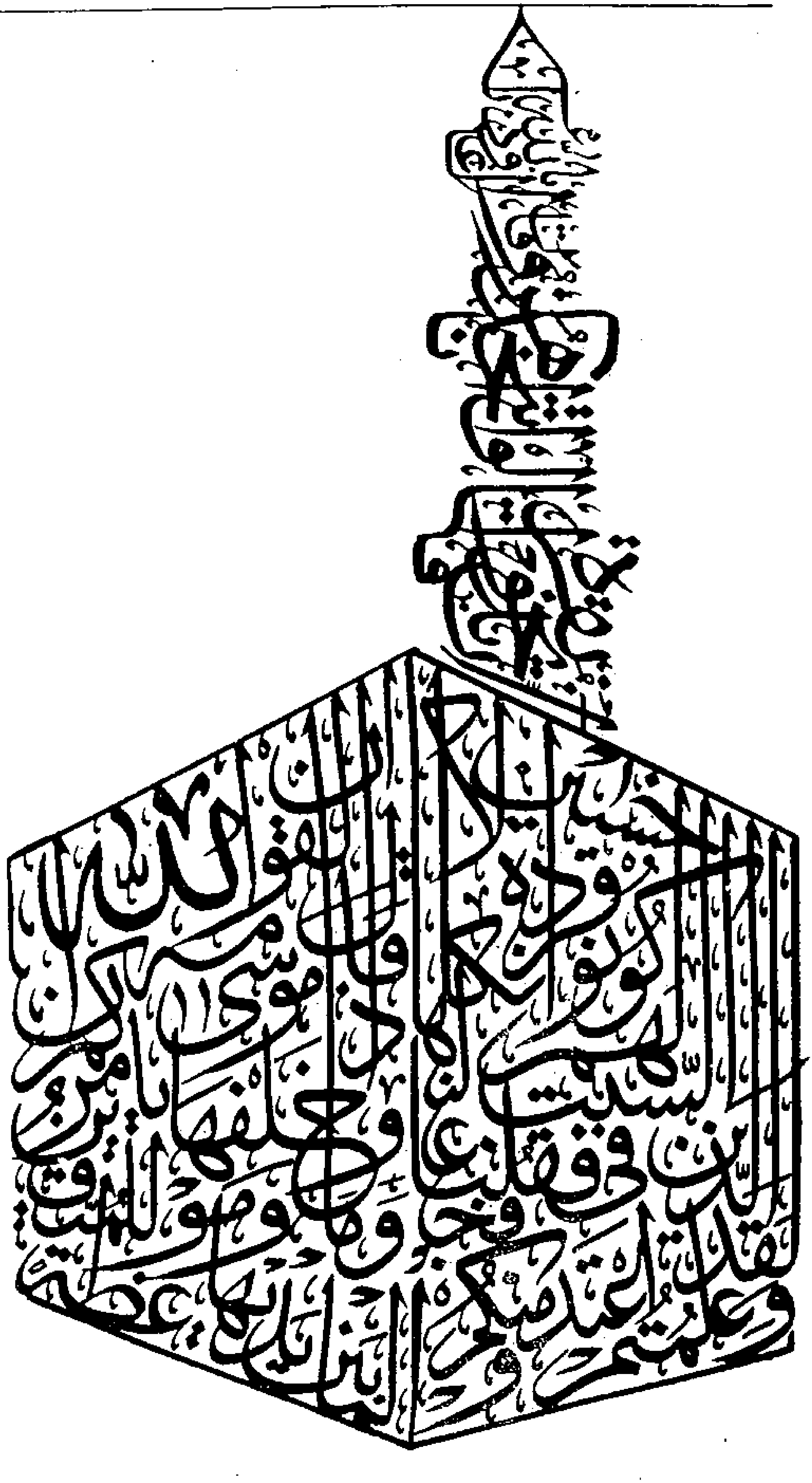
۲۷ باب ۱ ۵۷

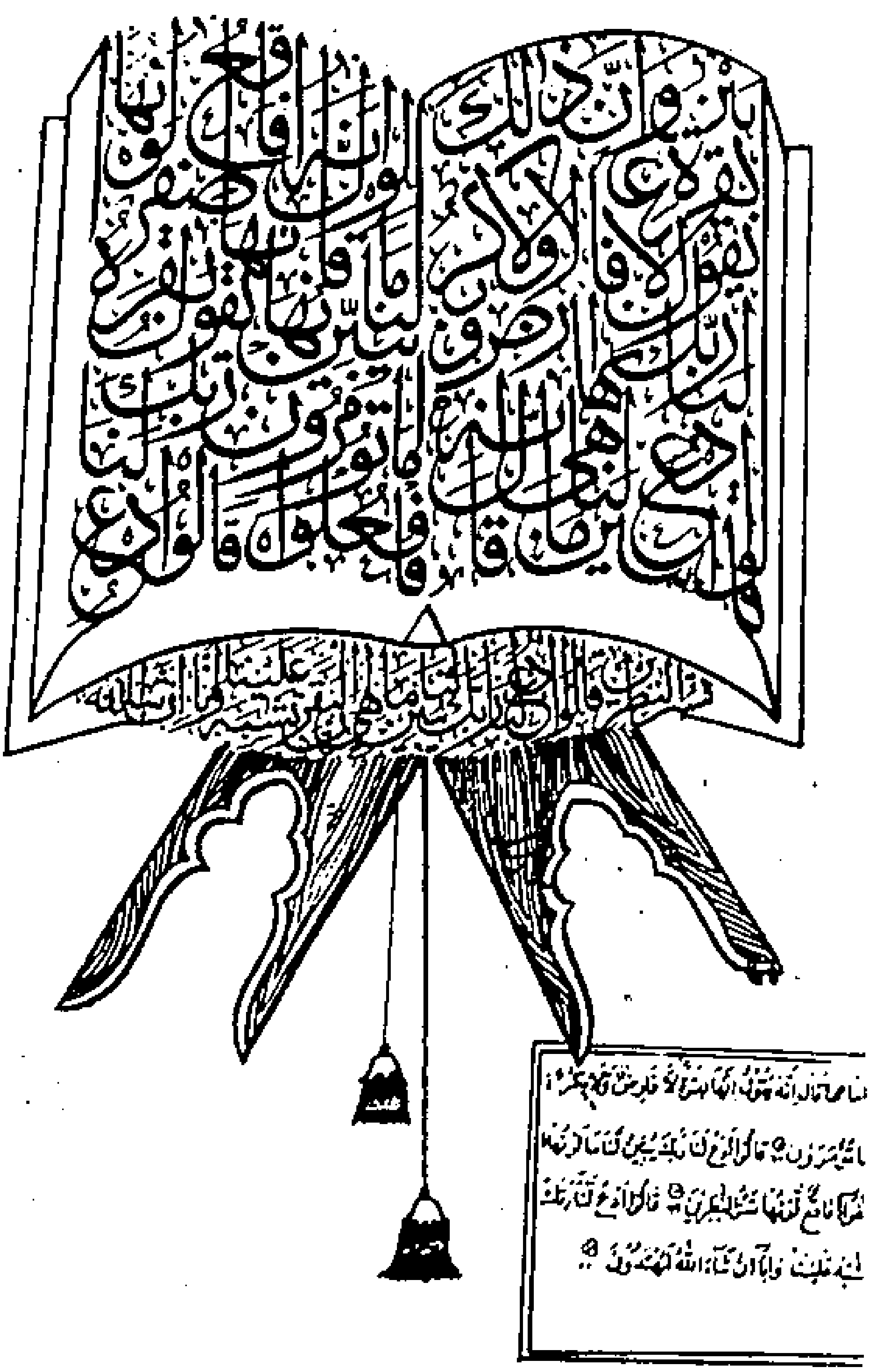
علم الٰہی لامتناہی ——— لوحِ محفوظ ——— قرآن اور صاحبِ قرآن ——— میثاق النبیین ——— دعائے ابراہیم ——— بشارت موسیٰ ——— بشارت عیسیٰ ——— زرتشت کی بشارت ——— گوتم بدھ کی بشارت ——— احسانِ الٰہی ——— اعزازِ الٰہی ——— فرمانِ الٰہی ——— بعثتِ نبوی ——— جبلِ نور ——— آغازِ وحی ——— مدتِ وحی ——— کاتبینِ وحی ——— قرآن منزل من اللہ ——— جبریل نے اُتارا ——— رمضان المبارک میں اتارا ——— رات میں اتارا ——— ٹھہر ٹھہر کے اتارا ——— تمام و کمال اتارا ———

باب ۷

۱۷۱ ـــ ۱۹۶


إنه هو التواب الرحيم




نا ما هي قال إنه يقول إنها بقرة لا فارض ولا بكر
ما تؤمرون ۝ قالوا ادع لنا ربك يبين لنا ما لونها
فاقع لونها تسر الناظرين ۝ قالوا ادع لنا ربك
علينا وإنا إن شاء الله لمهتدون ۝

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱

الحمد للمتوحد بجلاله المتفرد
وصلوٰته دوما علی خیر الانام محمد

(۱)

جب آسمان سجایا جارہا تھا ـــــ جب زمین بچھائی جارہی تھی ـــــ جب دنیا آباد کی جارہی تھی، کس کو معلوم تھا یہاں کیا ہونے والا ہے ـــــ یہاں کون آنے والا ہے؟ ـــــ کیا لانے والا ہے؟ ـــــ صدیوں تک یہ راز راز ہی رہا ـــــ آنے والے آتے رہے، جانے والے جاتے رہے ـــــ خوشخبریاں سناتے رہے ـــــ بشارتیں دیتے رہے ـــــ اچانک جبل نور کی فضائیں گونج اٹھیں ـــــ ہر طرف اجالا ہی اجالا ہوگیا ـــــ اور وہ آنے والا آیا جس کا صدیوں سے انتظار کیا جارہا تھا اور علم و دانش کے محیط بیکراں سے ایک گوہر آبدار لایا جس کی چمک دمک سے سب چمکنے والوں کی چمک ماند پڑھ گئی ـــــ

وہ محیط بے کراں جس کی وسعت و پہنائی کا یہ عالم ہے!

قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ
رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ
رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ۝[1]

(ترجمہ) تم فرما دو اگر سمندر میرے رب کی باتوں کے لیے سیاہی ہو
تو ضرور سمندر ختم ہو جائے گا اور میرے رب کی باتیں
ختم نہ ہوں گی اگرچہ ہم ویسا ہی اور اس کی مدد کو لے آئیں

ایک جگہ اور ارشاد ہوتا ہے: ـــــــــ

وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ
وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ
مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ
حَكِيْمٌ ۝[2]

(ترجمہ) اور اگر زمین پر جتنے پیڑ ہیں سب قلمیں ہو جائیں اور
سمندر اس کی سیاہی ہو اس کے پیچھے سات سمندر
اور، تو اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں گی۔ بے شک اللہ
عزت و حکمت والا ہے ـــــــــ

اللہ اللہ! روئے زمین کے سارے درختوں کی شاخیں قلمیں بن جائیں اور ایک
سمندر نہیں بلکہ ایسے ہی سات سمندر اور ہوں بانسیاہی بن جائیں ـــــــــ قلمیں

---

[1] القرآن الحکیم، سورۃ الکہف، ۱۰۹

[2] القرآن الحکیم، سورۃ لقمٰن، ۲۷

گھس گھس کر ٹوٹ جائیں گی اور سمندر لکھتے لکھتے ختم ہو جائیں گے پھر بھی اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں گی ـــــ اللہ اکبر ـــــ!

وہ اپنے پیارے بندوں کو اپنے لامتناہی علم سے خاص فیض پہنچاتا ہے اور اُن کو نوازتا ہے ـــــ نوازنے کے انداز الگ الگ ہیں جس کا ذکر قرآن حکیم میں یوں فرمایا:ـــــ

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا
وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ
رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ط اِنَّهٗ
عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ○ [1]

(ترجمہ) اور کسی آدمی کو نہیں پہنچتا کہ اللہ اس سے کلام فرمائے مگر وحی کے طور پر یا یوں کہ وہ بشر پردۂ عظمت کے اُدھر ہو یا کوئی فرشتہ بھیجے کہ وہ اس کے حکم سے وحی کرے جو وہ چاہے ـــــ بے شک وہ بلندی و حکمت والا ہے ـــــ

علم الٰہی کی بات تو بہت اونچی ہے لوحِ محفوظ جس کو "ام الکتاب" کہا گیا ہے اس کی شان یہ ہے کہ زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اس میں نہ لکھا ہو، پیدا ہونے کے بعد کہاں رہے گا اور کہاں بسے گا اور کہاں مرے گا اور کہاں دفن ہو گا یہ سب کچھ ایک صاف بیان کرنے والی کتاب میں ہے اور تو اور ـ ارشاد ہو رہا ہے:ـــــ

---

[1] القرآن الحکیم: سورۃ الشوریٰ، ۵۱

وَكُلُّ صَغِيرٍ وَّكَبِيرٍ مُّسْتَطَرٌ ۝ [1]

(ترجمہ) اور ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے

کب سے دنیا قائم ہے اور کون جانے کہ کب تک دنیا قائم رہے گی ــــــ ابتدا سے انتہا تک جو کچھ گزر چکا، گزر رہا ہے، گزرے گا وہ سب کچھ اس روشن کتاب میں ہے ــــــ اور یہ قرآن حکیم بھی نہ معلوم کب سے اس 'ام الکتاب' میں ــــــ اس روشن کتاب میں محفوظ چلا آرہا تھا ــــــ ارشاد ہوتا ہے :ــــــ

بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ۙ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ۝ [2]

(ترجمہ) بلکہ وہ کمال شرف والا قرآن ہے، لوح محفوظ میں۔

اسی خزانے سے نزول قرآن کا آغاز ہوا اور کس پر نازل ہوا، اس کی شان تو ملاحظہ کریں :

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ۭ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰي ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ۭ قَالُوْٓا

---

[1] القرآن الحکیم: سورۃ القمر ۵۳

[2] القرآن الحکیم: سورۃ البروج، ۲۱-۲۲

اَقۡرَرۡنَا ؕ قَالَ فَاشۡهَدُوۡا وَاَنَا مَعَكُمۡ مِّنَ الشّٰهِدِيۡنَ ۝ ۱؎

(ترجمہ) اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا، "جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا، اس کی مدد کرنا۔"

—— فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا؟ اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا؟" —— سب نے عرض کی، "ہم نے اقرار کیا" —— فرمایا" تو پھر ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں" ——

یہ اتنا اہم عہد و پیماں تھا کہ پھر یاد دلایا گیا اور ارشاد ہوا: ——

وَاذۡكُرُوۡا نِعۡمَةَ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ وَمِيۡثَاقَهُ الَّذِىۡ وَاثَقَكُمۡ بِهٖۤ ۙ اِذۡ قُلۡتُمۡ سَمِعۡنَا وَاَطَعۡنَا ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ۝ ۲؎

(ترجمہ) اور یاد کرو اللہ کا احسان اپنے اوپر اور وہ عہد جو اس نے تم سے لیا جب کہ تم نے کہا کہ ہم نے سنا اور

۱؎ القرآن الحکیم: سورۃ آل عمران، ۸۱

۲؎ القرآن الحکیم: سورۃ المائدہ، ۷

مانا ——— اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ دلوں

کی بات جانتا ہے ———

عہد و پیمان کو بار بار یاد دلا کر انبیاء سابقین کے متبعین کو اس طرف متوجہ کیا جا رہا ہے کہ تمہارے نبیوں نے اللہ تبارک و تعالیٰ سے جو عہد و پیمان باندھا تھا اب تم پر واجب ہے کہ اس کو پورا کرو اور پورا اس صورت میں ہوگا کہ تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ اور آپ کا اتباع کرو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام جب سرزمین مکہ میں داخل ہوئے تو دل سے ایک دعا مانگی ——— دعا کے الفاظ قرآن حکیم نے یوں ارشاد فرمائے:-

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ

اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ

اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝[1]

(ترجمہ) اے ہمارے رب اور بھیج ان میں ایک رسول

ان میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور

انھیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انھیں

خوب ستھرا فرما دے، بے شک تو ہی ہے غالب،

حکمت والا ———

اس آنے والے کے لیے عہد لیا گیا، دعائیں مانگی گئیں اور پے در پے بشارتیں سنائی گئیں ——— جس کی گواہی خود قرآن حکیم دے رہا ہے: ———

---

[1] القرآن الحکیم: سورۃ البقرہ، ۱۲۹

وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ
رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ
مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًا ۢ بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی
اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ ؕ[1]

(ترجمہ) اور یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں
تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اپنے سے پہلی کتاب
توریت کی تصدیق کرتا ہوں اور ان رسول کی بشارت
سناتا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے، ان کا
نام "احمد" ہوگا۔

اسی لیے فرمایا:—

الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی
التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ ز[2]

(ترجمہ: جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل
میں —

اور زرتشت (جس کو مجوسی نبی مانتے ہیں) نے ژند اوستا میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد آمد کی خبر دیتے ہوئے مجوسیوں کو بشارت دی:—

آخری زمانے میں ایک انسان کامل ظاہر ہوگا جس کو لوگ
"اشنزریکا" کہیں گے[3]

---

[1] القرآن الحکیم: سورۃ الصف، ۶
[2] القرآن الحکیم: سورۃ الاعراف، ۱۵۷
[3] ابن حزم: کتاب الفصل فی الملل والاھواء والنحل، مطبوعہ قاہرہ ۱۳۱۷ھ ص، ۸ حاشیہ

"اشنر ریکا" کے معنی ہیں ایسا باخبر انسان جو دنیا کو عدل و انصاف سے مزین کر دے ـــــ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے باخبر تھے کہ جو خبریں آپ نے دیں وہ انسان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھیں اور آپ کی آمد آمد کے بعد ظلم و ستم کی جگہ عدل و انصاف کا دور دورہ ہوا اور انسان نے چین کا سانس لیا۔

زرتشت کی طرح گوتم بدھ نے بھی اپنے خادم نندا کے استفسار کے جواب میں کہا!۔

نندا! میں پہلا بودھ (پیغمبر) نہیں ہوں جو زمین پر آیا
اور نہ میں آخری بودھ ہوں ـــــ اپنے وقت پر
ایک بودھ آئے گا جو "میتریا" کے نام سے
موسوم ہوگا۔[۱]

"میتریا" کے معنی وہ جس کا نام رحمت ہے ـــــ قرآن حکیم میں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو "رحمۃ للعالمین" کے لقب سے یاد کیا گیا ہے ـــــ یعنی وہ جو دونوں جہاں کے لیے رحمت ہیں۔

آنے والے کی آمد کا بار بار ذکر ہوتا رہا ہے تو جاننے والے اس طرح جان جاتے ہیں جس طرح اپنے بچوں کو جانتے پہنچانتے ہیں اسی لیے فرمایا: ـــــ

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا
يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ؕ[۲]

---

[۱] مناظر احسن گیلانی: النبی الخاتم مطبوعہ دہلی، ص ۵۰-۵۱

[۲] القرآن الحکیم: سورۃ البقرہ، ۱۴۶، سورۃ الانعام ۲۰

(ترجمہ) جنہیں ہم نے کتاب عطا فرمائی وہ اس نبی کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے کہ وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں ——

دنیا کی کوئی شخصیت ایسی نہیں جس کو صدیوں بعد آج بھی اسی طرح جانا پہچانا جا رہا ہو جس طرح صدیوں پہلے جانا پہچانا گیا ——

تاریخ عالم میں یہ امتیاز صرف اور صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات قدسی صفات کو حاصل ہے —— زمانہ ہمارے آپ کے درمیان کوئی پردہ نہ ڈال سکا ——

اللہ اللہ چودہ سو برس گزر جانے کے باوجود آج بھی محققین و مورخین اور سیرت نگار اسی طرح دیکھ رہے ہیں، اس طرح پہچان رہے ہیں جس طرح چودہ سو برس پہلے دیکھا اور پہچانا تھا —— ہاں، ایسا جانا پہچانا، سارے عالم کے لیے بھیجا گیا اور اعلان کرادیا گیا: ——

قُلْ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعَا ۨالَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ[1]

(ترجمہ) تم فرماؤ اے لوگو میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اسی کو ہے ——

دو عالم روز و شب در گفتگو یش
ہمہ قرآن در شان محمد

وہ آنے والا کوئی معمولی آنے والا نہ تھا —— اتنا عظیم تھا کہ خود خالق

[1] القرآن الحکیم: سورۃ الاعراف، ۱۵۸

کائنات اس آنے والے کی آمد آمد کا ہم پر احسان بار بار جتا رہا ہے اور فرما رہا ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا
مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَ
يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ
قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ [1]

(ترجمہ) بے شک اللہ کا بڑا احسان ہے مسلمانوں پر کہ ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مبعوث ہونا اور قرآن کا نازل ہونا یہ اتنا بڑا احسان تھا کہ اس پر خوشیاں منانے کا حکم دیا گیا اور فرمایا گیا:

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ
مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ وَهُدًى
وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ قُلْ بِفَضْلِ
اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ۭ
هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝ [2]

(ترجمہ) اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف

---

[1] القرآن الحکیم، سورۃ آل عمران ۳/۱۶۴

[2] القرآن الحکیم: سورۃ یونس ۱۰/۵۷-۵۸

سے نصیحت آئی اور دلوں کی صحت اور ہدایت اور رحمت
ایمان والوں کے لیے، تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی
رحمت، اسی پر چاہیے کہ خوشی کریں۔ وہ ان کے سب دھن
دولت سے بہتر ہے ــــــــ

اور فرمایا: ــــــــ

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَٰئِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا
تَسْلِيمًا ۝ إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ
لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ
لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا ۝ [1]

(ترجمہ) بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس
نبی پر۔ اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام
بھیجو۔ بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے
رسول کو، ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں۔

جس کے حضور آسمان والے اور زمین والے درود و سلام کے گجرے پیش کر
رہے ہیں۔ قرآن کی فضائیں اس کے ذکر و فکر سے گونج رہی ہیں ــــــ کہیں
اس کی حیاتِ طیبہ کا ذکر[2] ہے تو کہیں اس کے مولدِ[3] مقدسہ کا ــــــ کہیں اس کے

---

[1] القرآن الحکیم: سورۃ الاحزاب، ۵۶-۵۷

[2] القرآن الحکیم: سورۃ الحجر، ۷۲

[3] القرآن الحکیم: سورۃ البلد، ۱

ن وجمال کا ذکر[1] ہے تو کہیں اس کے مزاج وتاج کا[2] ــــــ کہیں اس کے رنج والم کا
ذکر[3] ہے تو کہیں اس کی رضا وخوشنودی کا[4] ــــــ کہیں اس کے اخلاق عالیہ کا ذکر[5] ہے
تو کہیں اس کی تعلیمات وہبیہ کا[6] ــــــ تو کہیں منصب نبوت پر اس کی سرفرازی کا
ذکر[7] ہے تو کہیں اس سرفرازی پر خوشیاں منانے کا[8] ــــــ کہیں اس کے منازل
مقامات کا ذکر[9] ہے تو کہیں اس کی محبوبیت اور اقربیت کا[10] ــــــ کہیں اس کے علم و
فضل کا ذکر[11] ہے تو کہیں اس کی حکمت ودانائی کا[12] ــــــ

---

[1] القرآن الحکیم: سورۃ الضحیٰ، ۱

[2] القرآن الحکیم: سورۃ آل عمران، ۱۵۹

[3] القرآن الحکیم: سورۃ الانعام، ۳۳

[4] القرآن الحکیم: سورۃ البقرہ، ۱۴۴

[5] القرآن الحکیم: سورۃ القلم، ۴

[6] القرآن الحکیم: سورۃ الاعلیٰ، ۶، سورۃ العلق، ۱-۵، سورۃ النجم، ۵

[7] القرآن الحکیم: سورۃ الاعراف، ۱۵۸، سورۃ السبا، ۲۸

[8] القرآن الحکیم: سورۃ یونس، ۵۸

[9] القرآن الحکیم: سورۃ بنی اسرائیل، ۷۹، سورۃ الاحزاب، ۴۰

[10] القرآن الحکیم: سورۃ النساء، ۶۴، سورۃ البقرہ، ۱۴۴، سورۃ الاحزاب ۶، سورۃ النحل، ۸۹

[11] القرآن الحکیم: سورۃ التکویر، ۲۴، سورۃ النساء، ۱۷

[12] القرآن الحکیم: سورۃ آل عمران، ۱۴۶، سورۃ الجمعہ، ۱، سورۃ البقرہ، ۱۵۱

ــــــ ۔ کہیں اس کی حقیقت و ماہیت کا ذکر[1] ہے تو کہیں سیر کائنات[2] اور کہیں معراجِ سماوات کا[3] ــــــ کہیں ہجرت کا ذکر ہے تو کہیں بیعت کا[4] ــــــ کہیں غزوات کا ذکر[5] ہے تو کہیں فتوحات کا[6] ــــــ کہیں سابقین کا اس کے طفیل فتح و نصرت کی دعائیں مانگنے کا ذکر[7] ہے تو کہیں اس کے انعام و اکرام کا[8] ــــــ کہیں اس کی رحمت عام کا ذکر[9] ہے تو کہیں اس کی تعظیم و توقیر کا[10] ــــــ کہیں اس کی شفقت و مرحمت کا ذکر[11] ہے تو کہیں اس کے انصاف و عدالت[12] ــــــ کہیں اس کی عبادت و ریاضت کا ذکر[13] ہے ۔

[1] القرآن الحکیم : سورۃ المائدہ، ۱۵
[2] القرآن الحکیم : سورۃ بنی اسرائیل، ۱
[3] القرآن الحکیم : سورۃ النجم، ۶-۱۸ ، سورۃ التوبہ، ۴۰
[4] القرآن الحکیم : سورۃ الفتح ، ۱۰-۱۸
[5] القرآن الحکیم : سورۃ آل عمران، ۱۲۱، ۱۲۲، سورۃ التوبہ، ۴۰
[6] القرآن الحکیم : سورۃ النصر، ۱-۲، سورۃ الفتح، ۱
[7] القرآن الحکیم : سورۃ البقرہ، ۸۹
[8] القرآن الحکیم : سورۃ التوبہ، ۵۹، ۷۴
[9] القرآن الحکیم : سورۃ الانبیاء، ۱۰۷، سورۃ الانفال، ۳۳
[10] القرآن الحکیم : سورۃ الفتح، ۹، سورۃ الاعراف، ۱۵۷، الحجرات، ۱-۲
[11] القرآن الحکیم : سورۃ التوبہ، ۱۲۸، سورۃ الکہف، ۶
[12] القرآن الحکیم : سورۃ النساء، ۶۵
[13] القرآن الحکیم : سورۃ المزمل، ۲-۴، ۲۰

تو کہیں اس کے اخلاصِ عمل کا[1] ــــــ کہیں اس کی معصومیت کا ذکر[2] ہے تو کہیں اس کی بے داغ سیرت کا[3] ــــــ کہیں اس کی مجلس کے آداب کا ذکر[4] ہے تو کہیں اس کی باتوں کا[5] ــــــ کہیں اس کی اطاعت و فرماں برداری کا ذکر[6] ہے۔ تو کہیں اس سے فداکارانہ الفت و محبت کا ــــــ اور اس شان کی محبت کا کہ دنیا کی ساری محبتیں اس کے سامنے ہیچ نظر آنے لگیں :ــــــ

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَ
اِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَ
اَمْوَالُ ِۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ
كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ
مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ
فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۭ وَاللّٰهُ لَا
يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝[7]

(ترجمہ) تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی

---

[1] القرآن الحکیم : سورۃ السبا، ۴۷

[2] القرآن الحکیم : سورۃ النجم، ۲

[3] القرآن الحکیم : النجم، ۲، الاحزاب، ۲۱

[4] القرآن الحکیم : سورۃ النور، ۶۳

[5] القرآن الحکیم : سورۃ النجم، ۳

[6] القرآن الحکیم : الاعراف، ۱۵۸، آل عمران، ۳۱-۳۲، الحشر، ۷

[illegible]

کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور
تمہارے پسند کا مکان (یہ چیزیں) اللہ اور اس کے رسول
اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ
دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ
نہیں دیتا۔

اللہ اللہ! ــــــــ کہیں اس کی رفعت و بلندی کا ذکر ہے[۱] تو کہیں انشراح صدر کا[۲] ــــــ کہیں عطائے خاص کا ذکر ہے[۳] تو کہیں اس کے فضل و کمال کا[۴] ــــــ کہیں ازواج مطہرات کا ذکر ہے[۵] تو کہیں رفیقان دمساز کا[۶] ــــــ کہیں فرشتوں کے آنے جانے کا ذکر ہے[۷] تو کہیں جنوں کے اسلام لانے کا[۸] ــــــ الغرض کیا کیا بیان کیجئے اور کہاں تک بیان کیجئے۔ ؎ ہمہ قرآں در شانِ محمد!

---

[۱] القرآن الحکیم: سورۃ الانشراح، ۱
[۲] القرآن الحکیم: سورۃ انشراح، ۴
[۳] القرآن الحکیم: سورۃ الکوثر، ۴
[۴] القرآن الحکیم: سورۃ الاحزاب، ۴۰، سورۃ الضحیٰ، ۳، سورۃ النساء، ۴۶، سورۃ بنی اسرائیل، ۸
[۵] القرآن الحکیم: سورۃ الاحزاب، ۳۲،۱
[۶] القرآن الحکیم: سورۃ التوبہ، ۴۰، سورۃ الفتح، ۲۹
[۷] القرآن الحکیم: سورۃ القدر، ۴
[۸] القرآن الحکیم: سورۃ جن، ۱-۲

ب

ظلمتیں چھا رہی تھیں، مظلوم و مقہور انسانیت نور کو ترس رہی تھی ـــ ـــ
انتظار کرتے کرتے نگاہیں تھک چکی تھیں ـــ آنے والے آتے رہے اور آمد آمد
کی خبر دیتے رہے ـــ صدیاں بیت گئیں، عمریں گزر گئیں ـــ پھر وہ جو زمین و
آسمان کا نور ہے اس نے ایک نور بھیجا اور ایک روشن کتاب ـــ پھر کیا تھا
ہر طرف اجالا ہی اجالا ہو گیا ـــ وہ آیا اور سارے جہاں کے درد کا مداوا لے
کر آیا ـــ خوش خبریاں لے کر آیا ـــ اپنے دامن رحمت میں بہاریں
لے کر آیا ـــ پھر خزاں رسیدہ چمن ایسا لہلہایا کہ دنیا دیکھتی رہ گئی

اس کریم کی عادت ہے کہ جب دنیا ترستی ہے وہ سیراب فرماتا ہے
ـــ اس سے پہلے بھی سیرابی کا یہ سلسلہ جاری رہا ـــ زبور نازل ہوئی
ـــ توریت نازل ہوئی ـــ انجیل نازل ہوئی ـــ
اور نہ معلوم کتنے صحیفے نازل ہوئے ہوں گے ـــ وہ انسان جس نے آخری
پیغام کے انتظار میں برسوں گزارے تھے ـــ آج پیغام لانے والا

اس کے لیے آخری پیغام لایا ہے ——— ہاں غارِ حرا[1] میں وہ پیکرِ نورانی تشریف فرما ہے،
اچانک روح القدس جلوہ گر ہوتا ہے، آواز آتی ہے :-

"پڑھیئے" ——— جواب ملتا ہے "میں پڑھا ہوا نہیں ہوں" ———
آنے والا بغل گیر ہوتا ہے، پھر کہتا ہے "پڑھیئے" ——— وہی جواب ملتا
ہے، "میں پڑھا ہوا نہیں ہوں" ——— پھر وہ بغل گیر کرتا ہے اور عرض کرتا ہے،
"پڑھیئے" ——— جواب وہی ملتا ہے "میں پڑھا ہوا نہیں ہوں" ———
پھر وہ اس زور سے بغل گیر کرتا ہے کہ وہ پیکرِ نورانی پسینہ پسینہ ہو جاتا ہے اور
عرض کرتا ہے :———

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ
الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ
الْاَكْرَمُ ۙ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ

---

[1] جبل حرا ——— جس کو انجیل میں جبل فاران کے نام سے یاد کیا گیا ہے اور اب جبل نور
کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ مکہ مکرمہ کے شمال مشرق میں منیٰ اور عرفات کو جاتے وقت بائیں
ہاتھ سڑک سے چند فرلانگ کے فاصلے پر واقع ہے ——— غارِ حرا تقریباً چار گز
لمبا پونے دو گز چوڑا ہے اور اتنا اونچا کہ ایک آدمی وہاں کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے اور
پاؤں پھیلا کر سو سکتا ہے ——— عجیب بات یہ ہے کہ یہ غار جو لمبا سا مستطیل شکل
کا ہے۔ قدرتاً قبلہ رُخ ہے ——— یہی وہ پہلی عبادت گاہ ہے جہاں حضورِ اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادت و ریاضت کا آغاز فرمایا ——— تاریخ علم و حکمت میں
اس غار کا بہت ہی بلند مقام ہے۔ ———

(مسعود)

الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝[5]

(ترجمہ) پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا آدمی کو،
آدمی کو خونِ بستہ سے بنایا، پڑھو اور تمہارا رب
ہی سب سے بڑا کریم، جس نے قلم سے لکھنا سکھایا،
آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا۔

وحی کبھی گھنٹی کی آواز کی صورت میں نازل ہوتی اور کبھی حضرت جبریل علیہ السلام انسانی صورت میں حاضر ہو کر ہم کلام ہوتے[2] اور جو آپ کہتے جاتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم دُھراتے جاتے ——

المسعودی نے لکھا ہے کہ ولادت کے اکتالیسویں سال آپ نے اعلان رسالت و نبوت فرمایا، یہ پیر کا دن تھا جب کہ ربیع الاول کی دس راتیں گزر چکی تھیں[3] بخاری شریف وغیرہ میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عمر شریف کے چالیس سال پر مبعوث ہوئے ۔ —— یعنی چالیس سال پورے ہونے پر —— المسعودی نے اپنی کتاب التنبیہ والاشراف میں بعثت کے دن کو ۲۲ آبان ماہ ۱۳۵۷ھ سلطنت بخت نصر اور ۲۰ دن ماہ شباط سنہ ۹۲۱ اسکندری کے مطابق قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ اس وقت آپ کی عمر شریف پورے

---

[1] القرآن الحکیم ، سورۃ العلق ، ۱ ــ ۵۔

[2] (ا) ابو عبداللہ مالک بن انس : الموطا ، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء ص ۹۳،

(ب) ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری : صحیح بخاری، ج ۱ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۲ء ص ۹۴

[3] المسعودی : مروج الذہب ، ج ۲ ، ص ۲۹۴

چالیس برس ہو چکی تھی

ابن سعد نے آغاز وحی یعنی ابتدائے نزول قرآن ۱۷ رمضان المبارک کی رات بیان کی ہے اور اس بیان کو بعض نے قبول بھی کیا ہے[۱] لیکن دو جلیل القدر صحابی حضرت جابر اور عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ ولادت بارہ ربیع الاول روز دوشنبہ بتائی ہے چالیس سال بارہ ربیع الاول روز دوشنبہ ہی کو پورے ہوتے ہیں اس لیے قرآن کی نزول کی تاریخ بھی بارہ ربیع الاول روز دوشنبہ ہی قرار پاتی ہے۔ روز دوشنبہ کی اہمیت کا اس سے اندازہ ہوتا ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روز دوشنبہ کے روزے کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا "پیر کے دن میں پیدا ہوا اور پیر کے دن ہی مجھ پر وحی نازل ہوئی "

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سئل عن صوم یوم الاثنین ! فقال فیہ ولدت
وفیہ انزل علی[۲]

نزول قرآن کے بارے میں ماہ رمضان المبارک اور ماہ ربیع الاول کی دو مختلف روایات کی تطبیق اس طرح کی جا سکتی ہے کہ لوح محفوظ سے یک بارگی بیت العزت میں نزول اول رمضان المبارک میں ہوا[۳] اور پھر وہاں سے نزول وحی کے سلسلہ کا آغاز ربیع الاول میں ہوا۔

بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ قرآن حکیم دو دو تین تین، چار چار اور پانچ پانچ

---

[۱] تاریخ القرآن وغرائب رسمہ وحکمہ، مطبوعہ مصر، ص ۱۷ و ۳۶

[۲] محمد بن علوی المالکی الحسنی ؛ حول الاحتفال بالمولد النبوی الشریف، مطبوعہ مکہ مکرمہ ۱۴۰۲ھ، ص ۹ بحوالہ
ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری ؛ مسلم شریف، کتاب الصیام، ص ۷

[۳] جلال الدین سیوطی : الاتقان فی علوم القرآن، ج ۱، ص ۴۰

آیتیں کرکے نازل ہوا ——— بعض چھوٹی بڑی سورتیں ایک ہی بار نازل ہوئیں ——— بعض روایات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ بعض آیات اور سورتیں اپنی جلالت وعظمت کی وجہ سے فرشتوں کے بڑے بڑے جلوسوں کے ساتھ نازل ہوئیں[1] ———

نبوت ورسالت کا جب منصب عطا ہوا تو آپ پورے چالیس برس کے تھے اس کے بعد مکہ معظمہ میں آپ نے تیرہ ۱۳ برس قیام فرمایا، پھر ہجرت کا حکم ہوا اور مدینہ منورہ تشریف لے گئے جہاں آپ نے دس سال قیام فرمایا، پھر جب دنیا سے تشریف لے جانے لگے تو آپ کی عمر شریف تریسٹھ ۶۳ سال کی تھی اس طرح قرآن حکیم تیئیس ۲۳ سال تک نازل ہوتا رہا۔

باعتبار سنہ عیسوی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ۵۷۰ء میں ہوئی ——— ۶۱۰ء میں نزول وحی کا آغاز ہوا اور منصب نبوت ورسالت عطا ہوا ——— ۶۲۲ء میں مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی اور بقول مقالہ نگار انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا (ج ۱۲، مطبوعہ امریکہ) ۱۶ جولائی ۶۲۲ء سے سنہ ہجری کا آغاز ہوا ——— ۸ رجون ۶۳۲ء کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم ظاہر سے پردہ فرمایا۔ اس طرح ۶۱۰ء سے ۶۳۲ء تک مکمل قرآن نازل ہوا ———

---

[1] (ا) احمد بن حنبل شیبانی: المسند، مطبوعہ بمبئی ۱۳۰۸ھ

(ب) جلال الدین سیوطی: الاتقان فی علوم القرآن، ج ۱، ص ۴۷

حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نزول وحی کے ساتھ ساتھ وحی کی کتابت کا سلسلہ بھی جاری رکھا وحی نازل ہونے کے فوراً بعد آپ لکھوا دیا کرتے تھے چنانچہ جن صحابہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآنی آیات اور سورتوں کی کتابت کرائی۔ ان کی تعداد ۴۰ سے زیادہ ہے، مندرجہ ذیل صحابہ قابل ذکر ہیں:۔

❋ ـــ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
❋ ـــ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
❋ ـــ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ
❋ ـــ حضرت علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم
❋ ـــ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ
❋ ـــ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ
❋ ـــ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالٰی عنہ
❋ ـــ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالٰی عنہ
❋ ـــ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالٰی عنہ
❋ ـــ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالٰی عنہ
❋ ـــ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنہ
❋ ـــ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ
❋ ـــ حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالٰی عنہ
❋ ـــ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالٰی عنہ
❋ ـــ حضرت طلحہ بن عبیداللہ۔ رضی اللہ تعالٰی عنہ
❋ ـــ ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ تعالٰی عنہ
❋ ـــ خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنہ

- ابوسفیان بن حرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- یزید بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ارقم بن ابی ارقم مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- عبداللہ بن زید بن عبدربہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- عبداللہ بن ارقم قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ [1]

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی نازل ہوچکتی تو خود یاد فرمالیتے پھر کاتبین وحی کو بلا کر لکھوا دیتے اور یہ نشاندھی فرماتے جاتے کہ فلاں آیت فلاں سورت میں رکھی جائے اور فلاں فلاں سورت میں ـــــ اس طرح عہد نبوی میں پورا قرآن لکھا گیا اور کتابی صورت میں مرتب ہوا ـــــ

---

[1] (ا) ابن حجر عسقلانی: الاصابۃ فی معرفۃ الصحابہ، مطبوعہ مصر ۱۳۲۸ھ، ج ۱، ص ۱۴
(ب) ابن اثیر علی بن محمد جزری: اسد الغابہ، مطبوعہ قاہرہ ۱۲۹۰ھ، ج ۱، ۴۷
(ج) ابی بکر احمد بن علی بن ثابت الخطیب بغدادی: اکمال فی اسماء الرجال، مطبوعہ بمبئی
(د) محدث ابن سیدالناس: عیون الاثر، ج ۲، ص ۵، ۳-۳۱۶
(ہ) محدث ابن سیدالناس: السیرت الحلبیہ، ج ۲، ص ۳۲۶
(و) ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری: صحیح مسلم، ج ۲، ص ۲۶۴
(ز) عبدالحق محدث دہلوی: مدارج النبوۃ، مطبوعہ لکھنؤ ج ۲، ص ۶۰-۲۰ ۵

کاتبینِ وحی فوری طور پر جن اشیاء پر وحی الٰہی کی کتابت کرتے تھے اس کی تفصیل یہ ہے:۔

۱۔ الرقاع : کھال، کاغذ اور پتوں کے ٹکڑے
۲۔ الاکتاف : اونٹ یا بکری کے شانے کی ہڈی
۳۔ العسب : کھجور کے درخت کی شاخ کا چوڑا حصہ
۴۔ اللخاف : پتھر کی تختیاں یا پتلے ٹکڑے
۵۔ قطع الادیم : دباغت کی ہوئی کھال کے پتلے ٹکڑے
۶۔ الاضلاع : اونٹ وغیرہ کی پسلی کی چوڑی ہڈیاں
۷۔ الاقتاب : اونٹ کی کاٹھی کے پتلے اور چوڑے تختے[۱]

جیساکہ عرض کیا گیا یہ وہ اشیاء تھیں جن پر نزولِ وحی کے فوراً بعد آیاتِ قرآنی کی کتابت ہوئی تھی اس کے بعد رق، مہرق، کاغذ وغیرہ پر صحائف کی شکل میں صاف کیا جاتا اور چوبی فائلوں میں مصحف کی شکل میں محفوظ کر لیا جاتا جس کی تفصیل اپنے مقام پر آئے گی۔

*

[۱] (ا) جلال الدین سیوطی: الاتقان فی علوم القرآن، ج ۱، ص ۵۸
(ب) حافظ ابی بکر بن ابی داؤد: کتاب المصاحف، ص ۷، ۸
(ج) ابن ندیم: کتاب الفہرست، ص ۳۶، ۳۷

(ج)

چھٹی صدی عیسوی قبل اسلام عربی ادب کا تاریخی دور تھا، شاعری ادبی اظہار کا ذریعہ تھی، اور عربوں کو دل سے محبوب تھی، مشہور عربی قصائد جن کو سبعۃ المعلقات کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور جو آج بھی مدارس عربیہ میں پڑھائے جاتے ہیں، عربی ادب کا عظیم شہ کار تھے۔ سنہری حروف میں لکھ کر ان کو دیوار کعبہ پر لٹکایا گیا تھا اور برسوں سے اسی طرح معلق چلے آ رہے تھے۔ لیکن قرآنی آفتاب کے آگے اُن کی چمک ماند پڑ گئی اور یہ بجھ کر رہ گئے ——— وہ قرآن جو کسی انسان کی کاوش کا نتیجہ نہ تھا، خالقِ الفاظ و حروف نے خود اتارا تھا ——— قرآن قدم قدم پر خود اپنا تعارف کرا رہا ہے:-

وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ [1]

ترجمہ:-

اور یہ ہے برکت والا ذکر کہ ہم نے اتارا۔

اور فرمایا:-

وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ۝ [2]

ترجمہ:-

اور بیشک تم قرآن سکھائے جاتے ہو حکمت والے، علم والے کی طرف سے۔

---

[1] القرآن الحکیم: سورۃ الانبیاء، ۵۰؛ سورۃ الاعراف، ۲؛
سورۃ النساء، ۱۰۵ اور ۱۱۳

[2] القرآن الحکیم: سورۃ النمل، ۶

اور فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْکِتٰبَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۜ ۱

ترجمہ:-

سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنے بندے پر کتاب اتاری اور اس میں اصلا کجی نہ رکھی۔

اور فرمایا:

تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا ۙ ۲

ترجمہ:-

بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندے پر جو سارے جہان کو ڈر سنانے والا ہو۔

اللہ نے اتارا، اپنے بندے پر اتارا ——— لیکن کون گواہ ہے کہ اللہ نے اتارا؟ اللہ اکبر ——— خود ارشاد فرمارہا ہے، شکوک رفع فرمارہا ہے ——— دلوں کے زنگ دھو رہا ہے ——— ارشاد ہوتا ہے:-

لٰکِنِ اللّٰهُ یَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَیْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ وَالْمَلٰٓئِکَةُ یَشْهَدُوْنَ ؕ وَکَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا ۝ ۳

---

۱ القرآن الحکیم ! سورۃ الکہف، ۱

۲ القرآن الحکیم ! سورۃ الفرقان، ۱

۳ القرآن الحکیم

ترجمہ:۔

لیکن (اے محبوب) اللہ اس کا گواہ ہے جو اس نے تمہاری طرف اتارا
وہ اس نے اپنے علم سے اتارا ہے اور فرشتے گواہ ہیں اور اللہ کی گواہی
کافی ہے۔

اللہ اس کی گواہی دے رہا ہے کہ اسی نے قرآن آپ پر اتارا اور فرشتے گواہ ہیں کہ اس نے قرآن آپ پر اتارا ـــــــ اور اللہ سے بڑھ کر کس کی گواہی فیصلہ کن ہوگی!

قرآن حکیم دو طریقوں سے نازل ہوا ـــــــ وحی الٰہی کے ذریعے اور حضرت جبریل امین کے ذریعے ـــــــ اس کی تفصیل خود قرآن حکیم بتا رہا ہے ـــــــ

اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ
وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ [۱]

ترجمہ:۔

بے شک اے محبوب ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی جیسے وحی
نوح اور اس کے بعد پیغمبروں کو بھیجی ـــــــ

اور ارشاد فرمایا:

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ
اَمْرِنَا ۭ [۲]

ترجمہ:۔

اور یوں ہی ہم نے تمہیں وحی بھیجی ایک جانفزا چیز اپنے حکم سے۔

---

[۱] القرآن الحکیم ، سورۃ النساء، ۱۶۳ ، سورۃ الشوریٰ ، ۷

[۲] القرآن الحکیم ، سورۃ الشوریٰ ، ۵۲

براہ راست وحی کے علاوہ بالواسطہ وحی کا سلسلہ بھی جاری رہا اور حضرت جبریل امین پیغام الٰہی لاتے رہے قرآن حکیم کہہ رہا ہے :-

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ ۝ [1]

ترجمہ :-

تم فرما دو جو کوئی جبریل کا دشمن ہے تو اس (جبریل) نے تمہارے دل پر اللہ کے حکم سے یہ قرآن اتارا ——— اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتا ہے اور ہدایت و بشارت مسلمانوں کو ۔

اور فرماتا ہے :-

وَإِنَّهُ لَتَنزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ ۝ عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ ۝ [2]

ترجمہ :-

اور بے شک یہ قرآن رب العالمین کا اتارا ہوا ہے اسے روح الامین لے کر اترا تمہارے دل پر کہ تم ڈر سناؤ ۔

اور فرماتا ہے :-

إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ۝ ذِي قُوَّةٍ عِندَ

---

[1] القرآن الحکیم ! سورۃ البقرہ ، ۹۷

[2] القرآن الحکیم ! سورۃ الشعراء ، ۱۹۲ - ۱۹۴ ، سورۃ النحل ، ۱۰۲

ذِی الْعَرْشِ مَکِیْنٍ ۙ مُّطَاعٍ ثَمَّ
اَمِیْنٍ ؕ [1]

ترجمہ:۔

بے شک یہ عزت والے رسول کا پڑھنا ہے جو قدرت والا ہے، مالک عرش کے حضور عزت والا، وہاں اس کا حکم مانا جاتا ہے، امانت دار ہے۔

اور پھر قسم کھا کر فرمایا جا رہا ہے:۔

فَلَآ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ ۙ وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ ۙ
اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۙ [2]

ترجمہ:۔

تو مجھے قسم ان چیزوں کی جنھیں تم دیکھتے ہو اور جنھیں تم نہیں دیکھتے۔ بیشک یہ قرآن ایک کرم والے رسول سے باتیں ہیں۔

معلوم ہو گیا قرآن حکیم کس نے اتارا، کس طرح اتارا، کس پر اتارا ——— اب یہ معلوم کرنا ہے کب اتارا اور کس وقت اتارا ——— ایک دم اتارا یا تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا ——— ان تمام سوالات کے جوابات بھی خود قرآن حکیم کی زبانی سنیے ——— ارشاد ہوتا ہے:۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ
هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی

---

[1] القرآن الحکیم! سورۃ التکویر، ۱۹–۲۱
[2] القرآن الحکیم! سورۃ الحاقہ، ۳۸–۴۰

وَ الْفُرْقَانِ ج ۱

ترجمہ:-

رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترا، لوگوں کے لیے ہدایت اور رہنمائی اور فیصلہ کی روشن باتیں۔

ماہ رمضان المبارک میں قرآن نازل ہوا ———— کس وقت نازل ہوا؟

———— ارشاد ہوتا ہے:

حٰمٓ ۚ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۙ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ۲

ترجمہ:-

قسم اس روشن کتاب کی بیشک ہم نے اسے برکت والی رات میں اتارا بیشک ہم ڈر سنانے والے ہیں۔

اور فرماتا ہے:

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۚ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۗ لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۗ ۳

ترجمہ:-

بے شک ہم نے اسے شب قدر میں اتارا اور تم نے کیا جانا کیا

---

۱ القرآن الحکیم! سورۃ البقرہ ، ۱۸۵

۲ القرآن الحکیم ! سورۃ الدخان ، ۲-۳

۳ القرآن الحکیم ! سورۃ القدر ، ۱-۳

شب قدر؟ شبِ قدر ہزار مہینوں سے بہتر ـــــــــــ

ایک دم اترا یا رفتہ رفتہ اترا؟ ــــــــــ اس سوال کا جواب قرآن حکیم یوں دیتا ہے :-

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ
تَنْزِيْلًا ۝ ج [1]

ترجمہ :-

بے شک ہم نے تم پر قرآن بتدریج اتارا ــــــــــ

اور فرماتا ہے :-

وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى
مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا ۝ [2]

ترجمہ :-

اور قرآن ہم نے جدا جدا کر کے اتارا کہ تم اسے لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر پڑھو اور ہم نے اسے بتدریج رہ رہ کر اتارا۔

پھر اس کی حکمت بھی بیان فرمائی کہ ایک دم کیوں نہ اتارا، رہ رہ کر کیوں اتارا ــــــــــ

ارشاد ہوتا ہے :-

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ
عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚ
كَذٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ

---

[1] القرآن الحکیم ! سورۃ الدھر، ۲۳

[2] القرآن الحکیم ! سورۃ بنی اسرائیل، ۱۰۶

وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ۝ [۳]

ترجمہ :-

اور کافر بولے قرآن اُن پر ایک ساتھ کیوں نہ اتار دیا ؟ ———

ہم نے یونہی بتدریج اسے اتارا ہے کہ اس سے تمہارا دل مضبوط

کریں اور ہم نے اسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھا ———

قرآن پورا اترا یا کچھ رہ گیا ——— اس کا جواب بھی قرآن حکیم یوں دے رہا ہے :-

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ؕ لَا مُبَدِّلَ

لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ [۱]

ترجمہ :-

اور پوری ہوئی تیرے رب کی بات سچ اور انصاف پر ———

اس کی باتوں کا کوئی بدلنے والا نہیں ، اور وہی ہے سنتا جانتا ———

[۱] القرآن الحکیم ! سورۃ الفرقان ، ۳۲

[۲] القرآن الحکیم ! سورۃ الانعام ، ۱۱۵

۲۰

(ل)

ہر عمل کا ردِ عمل ہوتا ہے ——— ایک عظیم انسان آیا ——— ایک عظیم کتاب لایا ——— ایک عظیم انقلاب آیا ——— اہلِ عرب ہکا بکا رہ گئے، یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے، کیوں ہو رہا ہے اور کیا ایسا بھی ہو سکتا ہے؟

——— قرآنِ حکیم نے ان کے اچنبے کو یوں بیان فرمایا:—

اَکَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَیْنَآ اِلٰی رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ قَالَ الْکٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِیْنٌ ۝[۱]

ترجمہ:—

کیا لوگوں کو اس کا اچنبا ہوا کہ ہم نے ان میں سے ایک مرد کو وحی بھیجی کہ

---

[۱] القرآن الحکیم، سورۂ یونس، ۲

لوگوں کو ڈر سنائے اور ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ ان کے لیے ان کے
رب کے پاس سچ کا مقام ہے۔ کافر بولے بے شک یہ تو کھلا جادوگر
ہے[1]۔ ______

قرآن کہتا ہے کہ یہ تو کوئی اچنبے کی بات نہیں ہاں اگر ایسا ہوتا کہ نبی عربی ہوتا اور وحی عجمی ہوتی تو
یقیناً ان کا حیرت و استعجاب صحیح تھا ______ ارشاد ہوتا ہے:۔

وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ
اٰيٰتُهٗ ؕ ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ ؕ[2]

ترجمہ:۔

اور اگر ہم اسے عجمی زبان کا قرآن کرتے تو ضرور کہتے کہ اس کی آیتیں کیوں
نہ کھولی گئیں، کیا کتاب عجمی اور نبی عربی؟

بیشک یہ حیرت کی بات ہوتی مگر پھر بھی ایک شک رہ جاتا ہے وہ یہ کہ جب رسول کی
زبان خود عربی ہے تو یہ کیسے تسلیم کر لیا جائے کہ یہ کلام ان کا نہیں ان کے پالنہار کا ہے؟
______ کلام کے سمجھنے والے اچھی طرح جانتے ہیں کہ ایک ہی وقت میں اور ایک ہی
متکلم کے کلام میں کبھی بھی زمین و آسمان کا فرق نہیں ہوتا بلکہ متکلم اپنے کلام سے جانا پہچانا جاتا ہے
______ پھر جب اس متکلم کی زبان پر ایسا کلام آجائے جو کسی حالت میں اس کا ہو ہی نہیں
سکتا تو عقل یقین کرنے پر مجبور ہے کہ اس کا سرچشمہ کہیں اور ہے ______ قرآن حکیم نے
ایک اور حقیقت کی طرف توجہ دلائی ہے اور وہ کلام کا جھول ہے جو ہر اہل قلم کی تحریر میں پایا
جاتا ہے، کلام کا یکساں طور پر بلیغ ہونا ممکن نہیں ______ اس کے علاوہ معنوی طور پر
انسانی قانون و اصول تجربے اور مشاہدے کے ساتھ ساتھ بدلتے رہتے ہیں اور ایک حالت

---

[2] القرآن الحکیم: سورۃ حم السجدہ، ۴۴

پر نہیں رہتے۔ مگر قرآن میں نہ صوری نشیب و فراز ہے نہ معنوی ——
ارشاد فرماتا ہے:

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ط وَلَوْ كَانَ
مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ
اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ○[1]

ترجمہ:۔

تو کیا غور نہیں کرتے قرآن میں اور اگر وہ غیر خدا کے پاس سے ہوتا تو ضرور اس
میں بہت اختلاف پاتے۔

بیشک قرآن نے جو کہہ دیا، کہہ دیا —— وہ اٹل ہے —— سائنس و
حکمت کے اصول بدل سکتے ہیں زمانے کے ہزار انقلاب آجائیں مگر قرآنی قانون و اصول ہرگز
متاثر نہیں ہو سکتے —— ان کی بنیاد عالمگیر صداقت پر ہے، ان میں شک کا گزر ہی
نہیں، آغاز ہی میں اعلان کر دیا گیا: ——

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ[2]

ترجمہ:۔

یہ کتاب تو وہ ہے جس میں شک کی جگہ ہی نہیں ——

یہ شک و شبہ سے ایسا بالاتر ہے!

لَا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ

---

[1] القرآن الحکیم! سورۃ النساء، ۸۲
[2] القرآن الحکیم! سورۃ البقرہ، ۲۔

پر نہیں رہتے۔ مگر قرآن میں نہ صوری نشیب و فراز ہے نہ معنوی ـــــــــــ ارشاد فرماتا ہے:

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ط وَلَوْ كَانَ
مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِیْهِ
اخْتِلَافًا كَثِیْرًا ○ [1]

ترجمہ:۔

تو کیا غور نہیں کرتے قرآن میں اور اگر وہ غیر خدا کے پاس سے ہوتا تو ضرور اس میں بہت اختلاف پاتے۔

بیشک قرآن نے جو کہہ دیا، کہہ دیا ـــــــــ وہ اٹل ہے ـــــــــ سائنس و حکمت کے اصول بدل سکتے ہیں زمانے کے ہزار انقلاب آجائیں مگر قرآنی قانون و اصول ہرگز متاثر نہیں ہو سکتے ـــــــــ ان کی بنیاد عالمگیر صداقت پر ہے، ان میں شک کا گزر ہی نہیں، آغاز ہی میں اعلان کر دیا گیا: ـــــــــ

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ [2]

ترجمہ:۔

یہ کتاب تو وہ ہے جس میں شک کی جگہ ہی نہیں ـــــــــ

یہ شک و شبہ سے ایسا بالاتر ہے!

لَا یَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ

---

[1] القرآن الحکیم! سورۃ النساء، ۸۲
[2] القرآن الحکیم! سورۃ البقرہ، ۲۔

وَلَا مِنْ خَلْفِہٖ ط[1]

ترجمہ :-

باطل کو اس کی طرف راہ نہیں، نہ اس کے آگے سے، نہ اس کے پیچھے سے۔

یہ سراپا اور بہ سچ "ہے" ——— یہ سراپا اور حق "ہے۔

فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ[2]

ترجمہ :-

آسمان اور زمین کے پروردگار کی قسم وہ "حق" ہے۔

یہ خود ساختہ نہیں، قرآن گواہی دے رہا ہے :———

وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِىْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ قف[3]

ترجمہ :-

اور اس قرآن کی یہ شان نہیں کہ کوئی اپنی طرف سے بنا لے بے اللہ کے اتارے، ہاں وہ اگلی کتابوں کی تصدیق ہے اور لوح میں جو کچھ

---

[1] القرآن الحکیم ! سورۃ یونس ، ۲

[2] القرآن الحکیم ! سورۃ الزمر ، ۲ ؛
القرآن الحکیم ! سورۃ بنی اسرائیل ، ۱۰۵ ؛ سورۃ السبا ، ۶ ؛
القرآن الحکیم ! سورۃ الذٰریٰت ، ۲۳ ؛ سورۃ الرعد ، ۱

[3] القرآن الحکیم ! سورۃ یونس ، ۳۷

وَ لَا مِنْ خَلْفِهٖ ؕ[1]

ترجمہ :-

باطل کو اس کی طرف راہ نہیں، نہ اس کے آگے سے، نہ اس کے پیچھے سے۔

یہ سراپا برحق ہے ـــــــــ یہ سراپا حق ہے۔

فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ[2]

ترجمہ :-

آسمان اور زمین کے پروردگار کی قسم! وہ حق ہے۔

یہ خودساختہ نہیں، قرآن گواہی دے رہا ہے :ـــــــــ

وَ مَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ
دُوْنِ اللّٰهِ وَ لٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِیْ بَيْنَ يَدَيْهِ
وَ تَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ
الْعٰلَمِيْنَ ۫ [3]

ترجمہ :-

اور اس قرآن کی یہ شان نہیں کہ کوئی اپنی طرف سے بنا لے بے اللہ کے اتارے، ہاں وہ اگلی کتابوں کی تصدیق ہے اور لوح میں جو کچھ

---

[1] القرآن الحکیم ! سورۃ یونس ، ۲

[2] القرآن الحکیم ! سورۃ الزمر ، ۲ ؛
القرآن الحکیم ! سورۃ بنی اسرائیل ، ۱۰۵ ؛ سورۃ السبا ، ۶ ؛
القرآن الحکیم ! سورۃ الذریت ، ۲۳ ؛ سورۃ الرعد ، ۱

[3] القرآن الحکیم ! سورۃ یونس ، ۳۷

لکھا ہے اس کی تفصیل ہے، اس میں کچھ شک نہیں یہ پروردگارِ عالم کی طرف سے ہے۔

پھر ارشاد ہوتا ہے:——

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ لہ

ترجمہ:-

کیا یہ کہتے ہیں کہ انھوں نے اسے بنا لیا ہے۔ تم فرماؤ کہ اس جیسی ایک سورت لے آو اور اللہ کو چھوڑ کر جو مل سکیں سب کو بلاؤ اگر تم سچے ہو۔

اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ یہ قرآن (معاذ اللہ) ہمارے رسول کا خود ساختہ ہے تو جو چیز ایک انسان نے بنائی ہے۔ اور جو خوبی ایک انسان نے پیدا کی ہے۔ وہ دوسرا انسان بھی بنا سکتا ہے اور پیدا کر سکتا ہے تو ہم تمھیں چیلنج کرتے ہیں کہ تم ہی نہیں بلکہ سارے عالم کو بلا لاؤ اور قرآن جیسی ایک ہی سورت بنا کر دکھا دو؟—— قرآن کے اس چیلنج کا باوجود علم و حکمت کی اتنی وسعت کے آج تک کوئی جواب نہ دے سکا۔

کفار یہی سمجھتے تھے کہ قرآن خود ساختہ ہے حالانکہ ان میں سے اکثر علم و ادب کے نباض تھے، شاید یہ مطالبہ وہ کرتے ہوں جو ادب کے نبض شناس نہ تھے —— بہر حال انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ اس جیسا دوسرا قرآن لایئے یا اسی کو بدل دیجئے —— اس سوال کا جواب یوں دیا گیا:

لہ القرآن الحکیم، سورۃ یونس ۳۸

قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ
نَفْسِيْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۚ [1]

ترجمہ:۔

تم فرماؤ کہ مجھے نہیں پہنچتا کہ میں اسے اپنی طرف سے بدل دوں، میں
تو اسی کا تابع ہوں جو میری طرف وحی ہوتا ہے ——————

جس صاحب طرزادیب کا کلام ہوتا ہے وہی اس میں ردّو بدل پر قادر ہوتا ہے اور وہ بھی ایک وقت خاص میں، ہر وقت نہیں —————— پھر ایسا کلام جس کی مثال کائنات میں نہیں اس میں ردو بدل پر کوئی قادر ہو سکتا تھا؟ —————— وہی قادر ہوتا جس کا وہ کلام ہے۔

اس حقیقت کو قرآن کریم نے یوں بیان فرمایا ہے: ——————

وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ
ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ۙ [2]

ترجمہ:۔

اور اگر ہم چاہتے تو یہ وحی جو ہم نے تمہاری طرف کی اسے لے
جاتے پھر تم کوئی نہ پاتے کہ تمہارے لیے ہمارے حضور اس پر
وکالت کرتا ——————

قرآن حکیم نے قرآن کے آسمانی کتاب ہونے اور انسانی کتاب نہ ہونے پر ایک دلیل یہ دی کہ یہ کوئی ایسی کتاب نہیں جس کا نام لوگوں نے پہلے نہ سنا ہو —————— یہ پچھلی آسمانی

---

[1] القرآن الحکیم ! سورۂ یونس ، ۱۵

[2] القرآن الحکیم ! سورۂ بنی اسرائیل ، ۸۶

کتابوں میں اس کا ذکر ہوتا چلا آیا ہے۔ گویا قرآن کی حقانیت و صداقت کتب سابقہ تواتر سے
ثابت کررہی ہیں ——————

ارشاد ہوتا ہے :——————

وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ[1]

ترجمہ:- اور بے شک اس کا چرچا اگلی کتابوں
میں ہے

ارشاد ہوتا ہے :——————

اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ۙ صُحُفِ
اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ۧ[2]

ترجمہ:-

بیشک یہ اگلے صحیفوں میں ہے، ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں۔

پچھلی کتابیں اس کی تصدیق کرتی ہیں اور یہ پچھلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا
ہے ——————

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ
الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ[3]

ترجمہ:-

اور یہ برکت والی کتاب کہ ہم نے اتاری تصدیق فرماتی ان کتابوں کی جو

---

[1] القرآن الحکیم : سورۃ الشعراء ، ۱۹۶

[2] القرآن الحکیم : سورۃ اعلیٰ ، ۱۰ - ۱۲

[3] القرآن الحکیم : سورۃ الانعام ، ۹۲ ، سورۃ المائدہ ، ۴۸

آگے نقیں۔

ایک جگہ فرمایا :۔۔۔۔۔۔۔

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ
مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ
الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ [1]

ترجمہ :۔

اور (اے محبوب) ہم نے تمہاری طرف سچی کتاب اتاری ،
اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی اور ان پر محافظ و گواہ ۔۔۔۔۔۔۔

یعنی یہی نہیں کہ قرآن پچھلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے۔ بلکہ پچھلی کتابوں کا محافظ بھی ہے اور گواہ بھی ۔۔۔۔۔۔۔ آج نہ زبور اصلی حالت میں ہے نہ توریت اور نہ انجیل ۔۔۔۔۔۔۔ قرآن نہ ہوتا تو شاید لوگ ان آسمانی کتابوں کے نام بھی بھول چکے ہوتے یا نام زندہ بھی ہوتے تو عقل پرست محققین کی نظر میں ان کی حقانیت مشکوک ہو چکی ہوتی۔ قرآن کی برکت سے ان کے نام زندہ ہیں ۔۔۔۔۔۔۔

(ب)

قرآن کریم نے پہلے اپنی تاریخی حیثیت کو متعین کیا اور بتایا کہ یہ وہ کتاب ہے جس کا اگلی آسمانی کتابوں میں ذکر آچکا ہے اور جو قرآن کی تصدیق کرتی ہیں اور قرآن ان کی تصدیق کرتا ہے ۔۔۔۔۔۔۔ پھر قرآن کی ادبی حیثیت کی طرف متوجہ کیا جو نہایت ہی اہم ہے اور فیصلہ کن ہے ۔۔۔۔۔۔۔

---

[1] القرآن الحکیم : سورۃ المائدہ ، ۴۸

اور فرمایا:

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى
عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۖ وَادْعُوْا
شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝
فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا
النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۖ
اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ۝ [1]

ترجمہ:

اور اگر تمہیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے خاص بندے پر اتارا
تو اس جیسی ایک سورت تو لے آؤ۔ اور اللہ کے سوا اپنے
سب حمایتوں کو بلا لو اگر تم سچے ہو۔ پھر اگر نہ لا سکو اور ہم فرمائے
دیتے ہیں کہ ہرگز نہ لا سکو گے تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن
آدمی اور پتھر ہیں، تیار رکھی ہے کافروں کے لیے

اور فرمایا:

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ
عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ
لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ
لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ۝ [2]

---

[1] القرآن الحکیم! سورۃ البقرہ ، ۲۳ - ۲۴

[2] القرآن الحکیم! سورۃ بنی اسرائیل ، ۸۸

ترجمہ :-

تم فرماؤ اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ قرآن کی مانند

لے آئیں تو اس کا مثل نہ لا سکیں گے اگرچہ ان میں ایک دوسرے کا

مددگار ہو ———

اتنا بڑا چیلنج آج تک کسی کتاب کے مصنف نے نہیں دیا ——— یہ کوئی معمولی چیلنج نہیں ——— کسی بھی کتاب میں کسی بھی ادیب کے لیے ایسے ایک دو جملے شامل کرنا زیادہ مشکل نہیں جو مصنف کے معلوم ہونے لگیں، پیوند نہ لگیں ——— لیکن اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ تم کو یہ شک ہے کہ قرآن حکیم آسمانی کتاب نہیں بلکہ ایجاد بندہ ہے تو اگر تم اپنے قول میں سچے ہو تو پورا قرآن نہیں ایک ہی جملہ اس جیسا بنا کر لاؤ ——— اور یہ چیلنج جاہلوں کو نہیں دیا جا رہا بلکہ اُن اہل زبان کو جن کو اپنی زبان دانی پر فخر تھا جن میں بڑے بڑے شعراء اور قادر الکلام ادیب تھے جن کے مایہ ناز قصائد بیت اللہ میں آویزاں تھے اور اس دعوے کے ساتھ آویزاں تھے کہ دنیا ان کا جواب پیش نہیں کر سکتی، جو اپنی زبان دانی کے سامنے دوسروں کو بے زبان سمجھتے تھے ——— لیکن ہوا یہ کہ نزول قرآن کے بعد سب زبان والے، بے زبان ہو گئے ——— قرآن کہتا ہے سارے عالم کے جن وانس الگ الگ کوشش کر دیکھیں، یا سب مل کر کوشش کریں ——— ہرگز ہرگز قرآن جیسا قرآن نہیں لا سکتے ——— اس لیے فرمایا :

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا [1]

ترجمہ :-

پھر اگر تم نہ لا سکو اور ہم فرمائے دیتے ہیں کہ ہرگز نہ لا سکو گے ———

[1] القرآن الحکیم ! سورۃ البقرہ ، ۲۴

قرآن حکیم کا یہ چیلنج چودہ صدیاں گزر جانے کے باوجود آج تک باقی ہے ______
قرآن حکیم کی حلاوت کا یہ عالم کفار مکہ اور امرائے قریش چھپ چھپ کر سنتے تھے گو بظاہر انکار کرتے تھے ______ مشرف باسلام ہونے سے پہلے حضرت خالد بن ولید جب خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور قرآن سنا تو بے اختیار پکار اٹھے : ______

والله انه لحلاوة وان عليه لطلاوة، و
ان اسفله لمغدق، وان اعلاه لمثمر،
وما يقول هذا بشر۔[1]

ترجمہ :-

خدا کی قسم یہ کلام شیریں ہے ، اس میں حسن و خوبی ہے ، یہ سر تا پا سرسبز و شاداب درخت ہے جو نیچے سے ہرا اور اوپر سے بھرا ہوا ہے ۔ انسان کی تو یہ طاقت نہیں کہ ایسا کلام بول سکے ______

دور جدید کے ایک انگریز نومسلم ، ایم ۔ ایم ۔ پکتھال نے قرآن حکیم کا انگریزی میں ترجمہ کیا ، لیکن پیش لفظ میں برملا اعتراف کیا : ______

یہ ترجمہ قرآن ، وہ عظیم الشان قرآن نہیں ، جس کی نقل کوئی نہیں پا سکتا ہے ______ جس کی آواز سن کر انسان مست و بیخود ہو جاتا ہے اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلتے ہیں ______[2]

قرآن کے مثل ایک آیت یا اس جیسا قرآن لانے میں اہل عرب یا اہل عالم کی عجز و معذوری

---

[1] ابو عمر یوسف بن عبداللہ الشہیر بن عبد البر قرطبی : الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ، مطبوعہ حیدرآباد دکن ۱۳۳۶ھ ، ج ۱ ، ص ۱۵۹

[2] ایم ایم ۔ پکتھال ، دی گلوریس قرآن ، مطبوعہ نیویارک ۱۹۵۴ء ، پیش لفظ ______

سے آگے چل کر ایک یہ بھی خیال پیدا ہو سکتا تھا کہ شاید قرآن ایک ایسی لغت یا ایسی زبان میں اتارا گیا ہو جس کا سمجھنے والا ہی نہ ہو ——— قرآن حکیم نے اس خیالِ باطل کی خود تردید فرمائی ——— پہلے تو ایک اصول بیان فرمایا کہ ہم جس قوم میں رسول بھیجتے ہیں، تو اس کو اس کی قومی زبان میں پیغام دیتے ہیں، دوسری اجنبی زبان میں نہیں۔

چنانچہ ارشاد ہوتا ہے: ———

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ [1]

ترجمہ:-

اور ہم نے ہر رسول اس کی قوم ہی کی زبان میں بھیجا۔ کہ وہ انہیں صاف بتائے۔

پھر قرآن حکیم کی عربیت کے بارے میں بار بار وضاحت فرمائی کہ یہ قرآن خالص عربی زبان میں ہے ———

ارشاد ہوا:- ———

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ○ [2]

ترجمہ:-

بے شک ہم نے اسے عربی قرآن اتارا کہ تم سمجھو۔

اور دوسری بہت سی آیات میں اس حقیقت کو واشگاف فرمایا کہ قرآن عربی اور خالص

---

[1] القرآن الحکیم ! سورۂ ابراہیم ، ۴

[2] القرآن الحکیم ! سورۂ یوسف ، ۲

عربی زبان میں نازل کیا گیا ہے [۱]

علامہ ابوبکر واسطی نے الارشاد فی القرأت العشر اور علامہ جلال الدین سیوطی نے الاتقان فی علوم القرآن میں قرآن کریم میں غیر عربی زبانوں کے الفاظ اور مثالوں کی تفصیل دی ہے۔ اہل عرب کے بقیہ دنیا سے برسہابرس سے تجارتی تعلقات رہے دوسری اقوام سے ان کا اختلاط تھا، جن کی زبانیں مختلف تھیں۔ جب قوموں کا باہمی اختلاط ہو تو ان کی زبان بلکہ ہر چیز متاثر ہوتی ہے۔ ایک زبان کے الفاظ دوسری زبان میں داخل ہونے لگتے ہیں۔ پھر استعمال ہوتے ہوتے اس کا جزو بن جاتے ہیں اور اس کے اپنے ہو جاتے ہیں مثلاً فارسی میں عربی کے بے شمار الفاظ ہیں مگر فارسی کی فارسیت مجروح نہیں ہوئی ـــــ اسی طرح اردو، سندھی، پشتو، بلوچی، پنجابی وغیرہ میں بہت سے عربی فارسی الفاظ موجود ہیں۔ بلکہ دنیا کی ہر زبان میں کسی نہ کسی زبان کی آمیزش ضرور ہے مگر پھر بھی ہر زبان کی انفرادیت قائم ہے۔

(ج)

قرآن کی ادبیت و عربیت کے اعلان کے بعد قرآن حکیم نے اپنے جمال معنوی اور ظاہری اور پھر اس کی تاثیر کا اس انداز سے ذکر کیا ہے :ـــــ

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا
مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ۖ تَقْشَعِرُّ
مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ
ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى

---

[۱] القرآن الحکیم ! سورۃ الرعد، ۲۷ ؛ سورۃ طٰہٰ ، ۱۱۲ ؛ سورۃ الزمر ، ۲۷ ؛ سورۃ حٰم السجدہ ؛ ۳۰ سورۃ الشوریٰ ، ۷ ؛ سورۃ الزخرف ، ۳ ـ ۴

ذِکْرُ اللّٰہِ ط [۱]

ترجمہ:- اللہ نے اتاری سب سے اچھی کتاب کہ اوّل سے آخر تک ایک سی
ہے دوہرے بیان والی اس سے بال کھڑے ہوتے ہیں ان کے
بدن پر جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور پھر ان کی کھالیں اور دل نرم
پڑتے ہیں یادِ خدا کی طرف رغبت میں ــــــــــ

اللہ تعالیٰ نے "احسن تقویم [۲]"، "احسن الحدیث [۳]" نازل فرمائی تاکہ دنیا کو "احسن عمل [۴]" کا جلوہ دکھا کر "احسن مقیلا [۵]" کے مقام پر فائز کیا جائے ــــــــــ تاثیرِ قرآن کا یہ عالم ہے ارشاد ہو رہا ہے :ــــــــــ

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى
اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا
مِنَ الْحَقِّ ج يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا
مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ○ [۶]

ترجمہ:-
اور جب سنتے ہیں وہ جو رسول کی طرف اترا تو ان کی آنکھیں دیکھو کہ آنسوؤں
سے ابل رہی ہیں اس لیے کہ وہ حق کو پہچان گئے ــــــــــ کہتے ہیں

---

[۱] القرآن الحکیم : سورۃ الزمر، ۲۳
[۲] القرآن الحکیم : سورۃ التین، ۴
[۳] القرآن الحکیم : سورۃ الزمر، ۲۳
[۴] القرآن الحکیم : سورۃ الملک، ۲
[۵] القرآن الحکیم : سورۃ الفرقان، ۲۴
[۶] القرآن الحکیم : سورۃ المائدہ، ۸۳

اے رب ہمارے ہم ایمان لائے ـــــــ تو ہمیں حق کے
گواہوں میں لکھ لے ـــــــ

اور فرمایا :ـــــــ

إِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ مِن قَبْلِهِ إِذَا
يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ يَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ
سُجَّدًا ۙ ۝ [1]

ترجمہ :ـ

بیشک وہ جنہیں اس کے اترنے سے پہلے علم ملا جب ان پر پڑھا
جاتا ہے ٹھوڑی کے بل سجدے میں گر پڑتے ہیں ـــــــ

دو ارشاد فرمایا :ـــــــ

وَيَقُولُونَ سُبْحَانَ رَبِّنَا إِن كَانَ وَعْدُ
رَبِّنَا لَمَفْعُولًا ۝ وَيَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ
يَبْكُونَ وَيَزِيدُهُمْ خُشُوعًا ۝ [2]

ترجمہ :

اور کہتے ہیں پاکی ہے ہمارے رب کو بے شک ہمارے رب کا
وعدہ پورا ہوا اور ٹھوڑی کے بل گرتے ہیں روتے ہوئے اور یہ
قرآن ان کے دل کا جھکنا بڑھاتا ہے ـــــــ

مشہور ایرانی سیاح بزرگ بن شہریار نے تیسری صدی ہجری کا یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ

---

[1] القرآن الحکیم : سورۃ بنی اسرائیل ، ۱۰۷

[2] القرآن الحکیم : بنی اسرائیل ، ۱۰۸ ـ ۱۰۹

نوٹ : مطالعہ یا تلاوت کرنے والے مسلمان اس آیت کے اختتام پر سجدۂ تلاوت ضرور کریں۔

کشمیر کے راجہ مہروک نے سندھ کے ایک عالم کو دربار میں بلایا، اس سے زبان ہندیہ میں قرآن حکیم کا ترجمہ کرایا ۔۔۔۔۔ جب اس عالم نے یہ ترجمہ پڑھ کر سنایا ۔۔۔۔۔ "اسی مٹی سے تم کو پیدا کیا اِسی مٹی میں تم کو لوٹائیں گے اور پھر اِسی مٹی سے تم کو اٹھائیں گے" ۔۔۔۔۔ ترجمہ سننا تھا کہ وہ راجہ زار و قطار رونے لگا، زمین پر سر رکھ دیا، منہ خاک آلود ہو گیا ۔۔۔۔۔ پھر وہ دل سے مسلمان ہو گیا ۔۔۔۔۔[۱]

۱۹۴۷ء میں راقم نے خود دیکھا دلّی میں مشرکین و کفار کے ایک عظیم اجتماع میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص کی تلاوت کی گئی تو سب کے سب دم بخود ہو گئے کہاں وہ ایک ڈیڑھ لاکھ کا مجمع اور وہ شور و غل اور بھنبھناہٹ کہ الاماں والحفیظ! اور کہاں تلاوت قرآن کی یہ تاثیر اور تصویر کا یہ عالم کہ بس دیکھا کیجئے!

یہ تو انسانوں پر قرآن حکیم نے اپنا اثر دکھایا کہ ان کی پیشانیوں کو جھکایا اور زار و قطار رلایا ۔۔۔۔۔ قرآن تو کہتا ہے کہ انسان تو انسان اگر یہ قرآن پہاڑوں پر نازل ہوتا تو اس کی ہیبت و جلالت سے وہ کانپ اٹھتے! ۔۔۔۔۔

---

۱ (ا) بزرگ بن شہریار، عجائب الہند مطبوعہ لیڈن ۱۸۸۶ء
بحوالہ ہندوستان عربوں کی نظر میں، مطبوعہ اعظم گڑھ ۱۹۶۰ء
ص ۱۹۲ - ۱۹۴
(ب) سید سلیمان ندوی؛ عرب و ہند کے تعلقات. مطبوعہ الٰہ آباد،
۱۹۳۰ء، ص ۱۴۱ - ۱۴۲

ارشاد ہوتا ہے :۔۔۔۔۔۔

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ
لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ
خَشْيَةِ اللّٰهِ ط[1]

ترجمہ :۔

اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتارتے تو ضرور اسے دیکھتا جھکا ہوا،
پاش پاش ہوتا اللہ کے خوف سے ۔

قرآن کیا نازل ہوا ، دل کے دریچے کھلنے لگے ۔۔۔۔۔۔ عالم بالا کے جھروکوں سے الفاظ و حروف کے حسین چہرے جھانکنے لگے ۔۔۔۔۔۔ ایک ایک کر کے صفحہ قرطاس پر آنے لگے اور صفحہ قرطاس کو تختۂ گل بنا کر دیکھنے والوں کے لیے جنت نظارہ بنانے لگے ۔۔۔۔۔۔ اور شش جہات سے مبارک باد، مبارک باد کی صدائیں بلند ہونے لگیں ۔۔۔۔۔۔ جن و انس اور ملائک ایک ایک تختے کو حیران ہو کر دیکھنے لگے ۔
۔۔۔۔۔۔ اعجاز قرآن پر سب کے سب انگشت بدنداں ۔۔۔۔۔۔ ایک جہانِ حسن ہے کہ ایک ایک آیت سے ظاہر ہو رہا ہے ۔۔۔۔۔۔ کھولیے تو بحرِ بیکراں ہے ، بند کر دیئے تو گوہرِ آب دار ۔۔۔۔۔۔

---

[1] القرآن الحکیم ، سورۃ الحشر ، ۲۱

اے دیدہ ورو! اگر جمالِ معنی تک رسائی نہیں تو ظاہری جمال ہی دیکھ لو۔
دیکھو دیکھو عروسِ آیاتِ بینات گھونگٹ کھولے کھڑی ہیں اور دعوتِ نظارہ
دے رہی ہیں ——— ایک نظر دیکھ تو لو!

۳

(ا)

قرآنِ حکیم جس ماحول میں نازل ہوا وہ ان پڑھوں کا ماحول تھا جس کی تصدیق اس آیت سے ہوتی ہے:—

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ[1]

ترجمہ:۔

وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا۔

لیکن ان پڑھوں میں سے کچھ پڑھے لکھے بھی تھے گو کہ اکثریت ان پڑھوں کی تھی۔ گروہ بھی ایسے تھے جن میں علم و ادب سینہ بسینہ چلا آتا تھا۔ ان میں مختلف علوم و فنون کا رواج بھی تھا، اس کی تصدیق خود اس امر سے ہوتی ہے کہ قرآن جیسا علمی شہ کار اس معاشرے میں بھیجا گیا —— شہ کار اسی کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ جو پرکھنے کی صلاحیت رکھتا ہے

---

[1] القرآن الحکیم۔ سورۃ الجمعہ

——— جاہلوں کے سامنے کوئی علمی شہ کار پیش نہیں کرتا۔ قرآن حکیم نے ان پڑھوں میں، پڑھنے کی بات کی اور لوح و قلم کا پھارا دے کر ثریا تک پہنچا دیا ——— قرآن حکیم کی نظر میں عظمت لوح و قلم کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ قرآن حکیم کی ایک سورۃ کا نام ہی القلم ہے پھر اسی میں قلم کی قسم کھائی :———

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۝ [۱]

ترجمہ :-

قلم اور ان کے لکھنے کی قسم۔

پھر جو کچھ لکھا گیا اس کی قسم یوں کھائی :———

قٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ۝ [۲]

ترجمہ :-

عزت والے قرآن کی قسم۔

عہد نبوی کا معاشرہ کتاب کے تصور سے بیگانہ نہ تھا۔ چنانچہ قرآن حکیم ان سے پوچھتا ہے :———

اَمْ لَكُمْ كِتٰبٌ فِيْهِ تَدْرُسُوْنَ ۝ [۳]

ترجمہ :-

کیا تمہارے لیے کوئی کتاب ہے جس میں پڑھتے ہو ؟

... وہ کتاب سے نا آشنا تھے اور نہ کاغذ سے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس معاشرے

---

[۱] القرآن الحکیم ! سورۃ القلم ، ۱

[۲] القرآن الحکیم ! سورۃ ق ، ۱

[۳] القرآن الحکیم ! سورۃ القلم ، ۳۷

یعنی "کاغذ" پر لکھی ہوئی کتابیں موجود تھیں کیوں کہ قرآن انہی اشیاء کا ذکر کرتا ہے جو ان کے چاروں طرف یا ان میں موجود تھیں کسی ایسی چیز کا ذکر کرتا جو ان میں نہ تھی تو تمثیلی اور مثالی انداز سے ذکر کرتا مگر کتاب و کاغذ کا جس انداز سے ذکر کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین مکہ کتاب و کاغذ سے اچھی طرح واقف تھے، بلکہ یہ چیزیں ان کے معاشرے میں موجود تھیں ———

ارشاد ہوتا ہے :-

وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِىْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ
بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ
اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ ؎۱

ترجمہ :-

اور اگر ہم پر کاغذ میں کچھ لکھا ہوا اتارتے کہ وہ اسے اپنے ہاتھوں سے چھوتے جب بھی کافر کہتے کہ یہ نہیں مگر کھلا جادو ـــ

یہی نہیں کہ اس معاشرے میں کاغذ و کتاب موجود تھے۔ بلکہ کاتب اور کتابت کا رواج بھی تھا جس کا اندازہ قرآن حکیم کی ان آیات سے ہوتا ہے :

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰٓى
اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ؕ وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌۢ
بِالْعَدْلِ ۪ وَلَا يَاْبَ كَاتِبٌ اَنْ يَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ
اللّٰهُ فَلْيَكْتُبْ ۚ ؎۲

؎۱ القرآن الحکیم ! سورۃ الانعام ، ۶ ، ۹۱
؎۲ القرآن الحکیم ! سورۃ البقرہ ، ۲ ، ۲۸۲

اے ایمان والو! جب تم ایک مقرر مدت تک کسی رہن کا لین دین کرو تو اسے لکھ لو اور چاہیے کہ تمہارے درمیان کوئی لکھنے والا ٹھیک ٹھیک لکھے اور لکھنے والا لکھنے سے انکار نہ کرے جیسا کہ اسے اللہ نے سکھایا ہے ——

یہ تو شہر کی بات تھی، سفر میں لین دین ہو تو اس کے لیے فرمایا:

وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ ط[1]

ترجمہ:-

اور اگر تم سفر میں ہو اور لکھنے والا نہ پاؤ تو گرو ہو قبضہ میں دیا ہوا۔ (یعنی کوئی چیز دائن کے قبضے میں گروی رکھ دو)

تاریخی حقائق سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ اہل مکہ میں لکھنے پڑھنے کا رواج تھا ——

مشہور و معروف عربی قصائد المعلقات السبعۃ لکھ کر دیوار کعبہ پر لٹکائے گئے جو تقریباً ڈیڑھ سو برس تک لٹکتے رہے —— ابن ندیم نے کتاب الفہرست میں لکھا ہے کہ حضرت عبدالمطلب کی ایک تحریر جو چمڑے پر لکھی ہوئی تھی خلیفہ مامون الرشید کے کتب خانے میں موجود تھی —— صحیح بخاری میں باب کیف بدأ الوحی میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ورقہ بن نوفل عبرانی زبان میں لکھا کرتے تھے چنانچہ وہ عبرانی میں انجیل بھی لکھتے تھے[2]

وکان یکتب کتاب العبرانی فیکتب من

---

[1] القرآن الحکیم! سورۃ البقرہ / ۲۸۳

[2] محمد بن اسمٰعیل بخاری! صحیح بخاری / ج ۱ / ص ۹۵

الانجیل بالعبرانیۃ [1]

ترجمہ :- اور وہ عبرانی زبان میں لکھتے تھے چنانچہ انجیل بھی عبرانی زبان میں لکھتے تھے۔

سنہ ۱ھ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام عامر بن فہیرہ نے سفر ہجرت کے دوران حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے دشمن جاں سراقہ بن جعشم کو امان نامہ لکھ کر دیا۔

خود حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے عبداللہ بن سعید بن العاص کو حکم دیا کہ وہ مدینہ منورہ میں لڑکوں کو لکھنے کی تعلیم دیں [2] حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ عبرانی اور سریانی زبانوں میں لکھنا پڑھنا سیکھیں ——— ابوداؤد شریف کی ایک حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ شفا بنت عبداللہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو لکھنا پڑھنا سکھایا تھا ——— غزوہ بدر کے ۷۰ قیدیوں میں جن کے پاس فدیہ کے لیے خرچ نہ تھا فدیہ کے عوض مدینہ منورہ کے دس دس لڑکوں کو لکھنا پڑھنا سکھانے کا حکم دیا گیا [2]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں تقریباً ۴۱ صحابہ لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔

طبقات ابن سعد کے مطابق حضرت ابن عباس کے پاس ایک اونٹ کے بوجھ کے برابر کتابیں تھیں [3]

عہد نبوی میں اکثر ممالک میں لکھنے کا رواج تھا مثلاً روم، یونان، ہندوستان، ایران چین، حجاز، عراق، مصر وغیرہ۔ مختلف ممالک میں لکھنے کے لئے مختلف اشیاء استعمال کی جاتی تھیں ——— روم میں سفید ریشم یا نازک و لطیف کھال پر لکھتے تھے ——— یونان میں بھی کھال پر

[1] ایضاً ، ج ۱ ، ص ۹۵

[2] ابن عبداللہ قرطبی ! الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب مطبوعہ حیدرآباد دکن ۱۳۳۶ھ ج ۱ ، ص ۲۵۳

[3] ابو عبداللہ محمد بن سعد زہری ! طبقات ، ج ۲ ، ص ۴۱

[4] ایضاً ، ج ۵ ، ص ۲۱۶

لکھتے تھے اس کی تصدیق اس واقعہ سے بھی ہوتی ہے کہ جب سقراط سے پوچھا گیا کہ وہ لکھنے لکھانے کیوں نہیں؟ ــــ تو اس نے جواب دیا "میں نہیں چاہتا کہ جو بات ایک زندہ مرد کے دل سے نکلے وہ ایک مردہ بکری کی کھال پر لکھی جائے"۔

جنوبی ہندوستان میں تاڑی کے درخت کے ایک گز لمبے اور ۳ انگشت چوڑے پتوں کو باہم چسپاں کر کے لکھنے کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔ شمالی ہند میں بھوج کے درخت کی چھال کے ایک گز لمبے اور چند انگشت چوڑے ٹکڑے پر لکھتے پھر کپڑے میں لپیٹ کر دو تختیوں میں محفوظ کر دیتے جس کو "پوتی" کہا جاتا تھا ــــ ایک درخت کاذی بھی تھا، اس کی چھال بھی لکھنے کے لئے استعمال ہوتی تھی۔ چنانچہ ہندوستان کے ایک بادشاہ نے خسرو نوشیرواں شاہ ایران کے نام اسی درخت کی چھال پر زر سرخ سے ایک خط لکھوا کر بھیجا تھا۔

ایران میں گائے بھینس، بکری اور ہرن کی کھال پر کتابت کرتے تھے ــــ چین کے لوگ کاغذ پر لکھتے تھے[۱] جو نباتات سے تیار کیا جاتا تھا ــــ حجاز میں ہڈی، شانہ شتر، پتلے نازک سفید پتھر، چھال صاف کی ہوئی کھجور کی شاخیں اور کھال لکھنے کے کام آتی ــــ مصر میں پاپیرس گورخر کی کھال یا قلجان پر کتابت کرتے تھے ــــ پاپیرس کو قدیم ماخذ میں قرطاس کہا گیا ہے ــــ جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ / ۱۵۰۵ء) نے لکھا ہے کہ پاپیرس ۳۰ گز لمبا ہوتا تھا ــــ قرآن کریم میں قیامت کے دن آسمانوں کو لپیٹ دیئے جانے کو اس سے تشبیہ دی ہے۔ عراق میں بھی پاپیرس استعمال ہوتا تھا چنانچہ ابن عبدوس جہشیاری (م ۳۳۱ھ / ۹۴۲ء) نے الوزراء والکتاب میں لکھا ہے کہ ابوجعفر منصور خلیفہ بغداد کے خزانے میں قرطاس (پاپیرس)

---

[۱] کاغذ سازی کے فن میں مسلمانوں نے بڑی ترقی کی اور قسم قسم کے کاغذ بنائے۔ مثلاً سلیمانی، طلحی، نوحی، فرعونی جعفری، جیہانی، ماموتی، منصوری، سمرقندی وغیرہ۔

بڑی مقدار میں جمع تھا۔ ؎۱

الغرض عہد نبوی میں دنیا کے مختلف علاقوں میں لکھنے کے لیے متعدد چیزیں استعمال ہوتی تھیں جن میں کھال اور پاپیروس خاص طور پر قابل ذکر ہیں جن کی کچھ تفصیل آگے آتی ہے۔ مشرق و مغرب کے کتب خانوں میں یونانی، آرامی، عبری، عربی، اردو، ستانی، پہلوی، وغیرہ زبانوں میں کھال پر لکھی ہوئی تحریریں موجود تھیں ــــ پاپیروس پر عربی میں لکھے ہوئے اوراق دستیاب ہوئے ہیں جن کی روشنی میں تاریخ کے تاریک گوشوں سے پردہ اٹھا ہے۔

قرآن کریم کی کتابت میں مندرجہ بالا اشیاء میں سے کتابت کے لئے کون کون سی چیزیں استعمال کی گئیں اس کی کچھ تفصیل یہ ہے۔

ایک تحقیق کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں "کاغذ" کی جگہ دو چیزیں استعمال ہوتی تھیں۔ رق اور مہرق ــــ مہرق، سفید ریشمی کپڑا جس پر گوند لگا کر لکھنے کا کام لیا جاتا تھا

؎۱ ابوالفضل ذاکر: کاغذسازی در تمدن اسلامی شمولہ کیہان فرہنگی، ایران شمارہ ۶ ص ۳۰-۳۲ بحوالہ ذیل:-

۱۔ ابوریحان البیرونی، تحقیق ماللہند
۲۔ مسعودی، مروج الذہب
۳۔ ابن ندیم، الفہرست
۴۔ بلاذری، فتوح البلدان
۵۔ ابن حوقل، صورت الارض
۶۔ جاحظ، المحاسن والاضداد
۷۔ طبری، تاریخ طبری
۸۔ ابن عبدوس جہشیاری، الوزراء والکتاب۔

مسعود

اور رق پتلی اور باریک کھال جو کاغذ کی جگہ استعمال ہوتی تھی اور نہایت پائیدار و دیرپا ہوتی تھی ——— قاموس میں ہے "رق باریک کھال کو کہتے ہیں جس پر کتابت کی جائے اور لسان العرب میں ہے، "ایک باریک کھال جس پر لکھا جاتا ہے"[1] ———

مجدوالدین فیروزآبادی نے رق کے معنی صاف کی ہوئی کھال بھی بتایا ہے"[2]

خود قرآن حکیم سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن اسی باریک کھال پر لکھا جاتا تھا۔

چنانچہ ارشاد ہے:

وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ۙ فِىْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ۙ[3]

ترجمہ:-

اور اس نوشتہ کی جو کھلے دفتر میں لکھا ہوا ہے۔

بعض احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ نزول وحی کا آغاز تحریری صورت میں ہوا چنانچہ بخاری شریف کی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا والی روایت کی شرح میں علامہ قسطلانی نے عبید بن عمیر کی جو روایت نقل کی ہے اس میں یہ تفصیل موجود ہے:-

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل میرے پاس دیبا نامی ریشمی کپڑا لائے اس میں کچھ لکھا ہوا تھا[4] ———

---

[1] دائرۃ المعارف الاسلامیہ، ج ۱۶، مطبوعہ لاہور، ص ۳۲۴

[2] مجدوالدین فیروزآبادی: بصائر ذوی التمیز فی لطائف الکتاب العزیز، مطبوعہ قاہرہ ۱۳۸۹ھ، ج ۲، ص ۹۳

[3] القرآن الحکیم: سورۃ طور، ۲-۳

[4] جلال الدین سیوطی: الاتقان، ج ۱، ص ۴۲؛ الجزائری: التبیان، ص ۱۲؛ ترجمہ علی: ترجمہ مشارق الانوار، ص ۴۱

پھر کہا پڑھیے؟ میں نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔

اس روایت میں دیبا نامی ریشمی کپڑے کا ذکر ملتا ہے اور مہرق جس کا ذکر کیا گیا وہ بھی ریشمی کپڑے ہی سے تیار کیا جاتا، بہرحال عہدِ نبوی میں لکھنے کے لیے رق اور مہرق کاغذ کی جگہ استعمال کئے جاتے تھے ـــــ

جہاں تک کاغذ کا تعلق ہے وہ ۱۰۵ء میں یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے تقریباً ۴۶۶ برس پہلے چین میں Ts'ailun سائی لن نے ایجاد کیا، ۷۵۱ء میں یہ فن ایشیا میں سمرقند پہنچا اور ۷۹۲ء میں خلیفہ ہارون الرشید کے زمانے میں پہلی مرتبہ بغداد میں بنایا گیا[1] ـــــ

مگر ایک روایت یہ بھی ہے کہ پہلی صدی ہجری میں ـــــ حجاج بن یوسف کے ایماء پر عرب میں کاغذ بننے لگا تھا ـــــ لیکن عہدِ نبوی میں چین میں کاغذ موجود تھا، اس بات کی کوئی تاریخی شہادت نظر سے نہیں گزری کہ یہ کاغذ عرب میں آتا تھا یا نہیں البتہ اک حدیث سے اندازہ ہوتا ہے کہ علمی دنیا میں چین کی ترقی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اچھی طرح واقف تھے چنانچہ آپ نے فرمایا:

اطلب العلم لو کان بالصین[2]

ترجمہ:-

علم حاصل کرو اگرچہ چین ہی کیوں نہ جانا پڑے۔

عہدِ قدیم میں دریائے نیل کے کنارے پیدا ہونے والے نرکل کے پودے کی چھال

---

[1] انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا، ج ۱۲، مطبوعہ امریکہ ۱۹۶۴ء، ص ۹۶۶

[2] (ا) ابن الحاج الفاسی، محمد بن محمد العبدری: المدخل (ب) امام غزالی: احیاء العلوم، مطبوعہ قاہرہ ص ۱۸،

سے ایک قسم کا کاغذ بنایا جاتا تھا جس کا نام پودے کے نام پر PAPYRUS رکھا گیا۔ اس پر لکھا ہوا ریکارڈ آج بھی موجود ہے یہ لکھنے کے لیے وسیع پیمانے پر استعمال ہوتا تھا۔[1]

اہل عرب تجارت میں بڑے مشاق اور بحری سفر کے دلدادہ تھے اس لیے قرین قیاس یہی ہے کہ چین اور مصر کا کاغذ بھی ——— حرمین شریفین میں استعمال ہوتا ہوگا کیوں کہ درآمدات کا تعلق طلب وضرورت سے وابستہ ہے اور نزول قرآن کے بعد لکھنے کی چیزوں کی شدید ضرورت تھی چنانچہ موطا امام مالک میں ہے :۔

جمع ابوبکر القرآن فی قراطیس

ترجمہ :۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قرآن پاک کاغذوں پر جمع کیا

اور قرآنی آیات میں ”قرطاس“ کا لفظ استعمال ہوا ہے گو اس کا اطلاق رق اور مہرق پر کیا بھی کیا جاسکتا ہے۔

(ب)

اب ہم حجاز کے ”رق“، چین کے ”کاغذ“ اور مصر کے ”پیپرس“ کے متعلق تاریخ کے پس منظر میں کچھ عرض کرتے ہیں :۔

ا۔ بحیرۂ احمر پر رومیوں کے غلبے کے بعد جب یمنیوں کی تجارت کمزور پڑنے لگی تو اہل یمن نے بحری راستے کی بجائے اندرون عرب کے بری راستوں سے غیر ملکوں کا تجارتی سفر شروع کیا ——— یہ راستہ حضرموت سے شروع ہوتا تھا اور بحیرۂ احمر

[1] انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا، ج ۱۳، ص ۹۶۶

کے اور صحرائے نجد سے بچتا ہوا مکہ مکرمہ جاتا تھا جس کی وجہ سے مصر و شام اور یمن کے درمیان مکہ بہت بڑی منڈی بن گیا ـــــــ مکے کی خاص پیداوار میں "جانوروں کی کھالیں" سب سے زیادہ اہم تھیں "طائف کا چمڑا" عربی میں ضرب المثل ہے ـــــــ ڈاکٹر حمید اللہ نے مبسوط سرخسی (ج ۱۰، ص ۹۱، ۹۲) اور شرح السیر الکبیر سرخسی (ج ۱، ص ۶۹) کے حوالوں سے لکھا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ ہجرت فرمانے کے بعد مکے والوں سے حالتِ جنگ کے باوجود ابوسفیان کو مختلف سامانِ ضرورت بھیج کر معاوضے میں "جانوروں کی کھالیں" طلب کی تھیں ۱؎ ـــــــ اغلب گمان یہی ہے کہ یہ کھالیں دباغت کے بعد رق تیار کرنے کے لیے منگوائی ہوں گی چونکہ آپ کارِ نبوت میں مصروف تھے اور یہ کھالیں رق کی صورت میں کتابتِ قرآن کے لیے استعمال ہوتی تھیں۔

۲ ـ جزیرہ نمائے عرب تین براعظموں کے درمیان واقع ہے ایشیا، افریقہ اور یورپ ـــــــ مشرق کا تجارتی مال بڑی حد تک عرب کی راہ سے یورپ جاتا تھا عرب خود بھی تجارت کے لیے دور دراز نکل جاتے تھے کاروبار نے ان کو مصر و شام اور چین و ہند تک پہنچایا۔ قدیم زمانے سے چین اور پاک و ہند کا تجارتی مال یمن آتا اور خشکی کے راستے حجاز و شام سے گزر کر یورپ جاتا تھا ـــــــ مدینہ منورہ سے ایک رات اور ایک دن کے فاصلے پر جار کی بندرگاہ تھی یہاں کا مال مدینہ منورہ اور اطراف کی بستیوں میں کثرت سے فروخت ہوتا تھا ـــــــ مدینہ منورہ اور اس کے اطراف کی تجارت بہت کامیاب تھی بہت سے مہاجر صحابہ نے تجارت کا پیشہ اختیار کیا ـــــــ جار کے متعلق عرام بن الاصبغ لکھتے ہیں :ـــــــ

والجار علی شاطئ البحر، ترفأ الیہ

۱؎ محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، رسول کریم کی سیاسی زندگی، مطبوعہ کراچی ۱۹۶۱ء، ص ۳۲

السفن من الارض الحبشة و مصر و
من البحرين والصين[1]

ترجمہ:۔

جار بحیرہ احمر کی ساحلی بستی ہے یہاں پر حبشہ، مصر، بحرین اور چین سے
جہاز آکر لگتے ہیں ۔۔۔۔۔

آبلہ اور دیبا کی بندرگاہوں کے لیے مؤرخین نے لکھا ہے : ۔۔۔۔۔

وكانت احدى فرض الهند يجتمع
بها تجارة الهند والسند والصين
واهل المشرق والمغرب ۔

ترجمہ:۔

دیبا ہندوستان کی بندرگاہ تھی جہاں ہندوستان، سندھ،
چین بلکہ مشرق اور مغرب کے تاجر جمع ہوا کرتے تھے ۔۔۔۔۔

حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عہد فاروقی میں ۱۴ھ میں آبلہ کو فتح کیا (یہ بندرگاہ قدیم زمانے سے ارض الهند فرج الهند والسندھ کے لقب سے مشہور تھی) تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے مکتوب میں لکھا: ۔۔۔۔۔

فان الله وله الحمد فتح علينا
الابلة وهى مرفى سفن البحر من

---

[1] اطہر مبارک پوری، قاضی: عرب و ہند عہد رسالت میں، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۵ء، ص ۳۲
(بحوالہ عرام بن الاصبغ سلمی، کتاب اسماء جبال تہامہ)

عمان والبحرین والفارس والھند والصین۔

ترجمہ:۔

اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں ابد پر فتح دی ——— یہ مقام عمان بحرین، فارس اور چین سے آنے والے جہازوں کی بندرگاہ ہے[1] ———

مندرجہ بالا حقائق سے معلوم ہوتا ہے کہ سرزمین حجاز میں چین سے سامان آتا تھا اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی منڈیوں میں بکتا تھا اس لیے ظن غالب ہے کہ چین کا وہ کاغذ جس کی ایجاد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے صدیوں پہلے ۱۰۵ء میں ہو چکی تھی مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے بازاروں میں ملتا ہوگا چنانچہ بعض احادیث میں کاغذ پر قرآن پاک کی کتابت کا ذکر آتا ہے

۲۔ عبد مناف بن قصی کے چار بیٹے عبد شمس، ہاشم، نوفل اور المطلب نے بالترتیب شاہ حبشہ نجاشی، قیصر روم، کسرائے ایران اور شاہ یمن سے تجارتی راہداری کے پروانے حاصل کیے اور آزادانہ تجارت شروع کی سردیوں میں یمن اور گرمیوں میں شام ومصر کرنے جانے لگے جس کا ذکر قرآن حکیم میں اس طرح ہے:۔ ———

لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ ۙ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّیْفِ ۚ[2]

ترجمہ:۔

چونکہ (اللہ نے) قریش کو مانوس کر دیا۔ ہاں، جاڑے اور

---

[1] اطہر مبارک پوری: عرب و ہند عہد رسالت میں، ص۔ ۲

[2] القرآن الحکیم: سورۃ القریش، ص ۱ ۔ ۲

کرنی کے سفر دراصل سے انہیں مانوس کر دیا۔

چنانچہ اسی ہمہ گیر تجارت کا اثر تھا کہ عرب میں تقریباً ۱۲ بڑے بڑے بازار لگتے تھے جن میں مندرجہ ذیل ذکر ہیں:۔

دومۃ الجندل، صحار، دبا، شحر، رابیہ (حضرموت)
ذوالمجاز، نطاۃ (خیبر)، مشقر، منیٰ، حجر، عکاظ، عدن،
صنعاء [1]

سب سے بڑا بازار عرفات کے قریب عکاظ کا لگتا تھا اس میں نہایت عمدہ اور نایاب سامان فروخت ہوتا تھا جو عرب کے کسی بازار میں نہیں ملتا تھا یقیناً یہاں چین کا کاغذ اور مصر کا پیپرس ضرور ملتا ہوگا اور کاتبین وحی نے اس سے ضرور استفادہ کیا ہوگا۔

خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت سے پہلے کئی سال تجارت فرمائی چنانچہ آپ ایک طرف خلیج فارس کے ساتھ ساتھ بحرین اور عمان تشریف لے گئے اور دوسری طرف بحیرہ قلزم کے ساتھ ساتھ یمن بھی تشریف لے گئے یہی وجہ ہے کہ آپ ذاتی طور پر شاہ حبشہ نجاشی سے بھی واقف تھے چنانچہ آپ نے ہجرت اولیٰ کے وقت اپنے چچا زاد بھائی حضرت جعفر کو نجاشی کے نام ایک سفارشی خط بھی دیا تھا۔ مسند امام احمد بن حنبل (ج ۴ ص ۲۰۶) کے حوالے سے ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے لکھا ہے کہ جب مشرقی عرب بحرین سے ایک وفد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے اس علاقہ کا اس طرح ذکر کیا جیسے وہ برسوں کا جانا پہچانا ہے [2] اس پر جب ان لوگوں نے استفسار کیا تو آپ نے فرمایا، میں نے

---

[1] اطہر مبارک پوری: عرب و ہند عہد رسالت میں، ص ۱۲۰

[2] محمد حمید اللہ: رسول اکرم کی سیاسی زندگی۔ بحوالہ مسند امام احمد بن حنبل، ج ۴، ص ۲۰۶

تمہارے ملک کی خوب سیر کی،، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ بہ سلسلے تجارت مشقر اور دبا کے مشہور میلوں میں تشریف لے گئے ہوں گے۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سامان تجارت دے کر حباشہ (تہامہ) بھیجا جہاں رجب میں تین دن بازار لگتا تھا۔ پھر جرش (یمن) بھیجا جہاں بڑا بازار لگتا تھا۔۔۔۔۔ ان تمام حقائق سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمری اور عنفوان شباب کا بیشتر حصہ تجارتی مصروفیات میں گزارا ظاہر ہے ایسی ہستی سے یہ امید نہیں رکھی جا سکتی کہ وہ قرب وجوار اور دور دراز ملکوں میں پائی جانے والی لکھنے کی چیزوں سے بے خبر ہو ان کی باخبری پر تو خود قرآن گواہ ہے۔ اس لیے ان تمام حقائق سے یہ نتیجہ نکالنا نامناسب نہ ہوگا کہ عہد نبوی میں قرآن حکیم کی مکمل کتابت رق، مہرق، کاغذ اور پیپرس، وغیرہ پر ہوئی ہو گی

بہر حال جیسا کہ عرض کیا گیا اتنا تو قرآن سے ثابت ہے کہ قرآن حکیم کو باریک کھال کے اوراق پر جمع کیا گیا۔۔۔۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

وَالطُّوْرِ ۝ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ۝ فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ۝ [1]

ترجمہ:-

طور کی قسم اور اس نوشتہ کی جو کھلے دفتر میں لکھا ہے۔۔۔۔

---

[1] القرآن الحکیم: سورۃ الطور، ۱ - ۳

(ج)

قرآن حکیم کو "قرآن" بھی کہا گیا ہے یعنی جو پڑھا جائے، اور کتاب بھی کہا گیا ہے یعنی جو پڑھا جائے، یا جو لکھا ہوا ہو ——— مندرجہ ذیل آیات سے اس امر کی توثیق ہوتی ہے:

(۱) وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ [۱]

(۲) كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ [۲]

(۳) ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ [۳]

(۴) هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا [۴]

(۵) وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ [۵]

(۶) كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ [۶]

(۷) وَهٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ [۷]

(۸) وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ [۸]

(۹) وَكِتٰبٍ مُّبِيْنٍ [۹]

(۱۰) وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ [۱۰]

مؤطا امام مالک میں مندرجہ ذیل آیت سے قرآن مکتوب ہی مراد لیا گیا ہے: ———

لے القرآن الحکیم: سورۃ الانعام، ۹۲؛ سورۃ ص، ۲۹؛ سورۃ البقرہ، ۱؛ سورۃ الانعام، ۱۱۴؛ سورۃ الاعراف، ۵۲؛ سورۃ ھود، ۱؛ سورۃ الاحقاف، ۱۲؛ سورۃ الانعام، ۹۲؛ سورۃ النمل، ۱؛ سورۃ الدخان، ۲

كَلَّآ إِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۝ فَمَن شَآءَ ذَكَرَهُ ۝
فِى صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ۝ مَّرْفُوعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ۝
بِأَيْدِى سَفَرَةٍ ۝ كِرَامٍ بَرَرَةٍ ۝ [۱]

ترجمہ:-

یوں نہیں یہ تو سمجھانا ہے تو جو چاہے اسے یاد کرے ان صحیفوں میں کہ
عزت والے ہیں، بلندی والے، پاکی والے، ایسوں کے ہاتھ لکھے ہوئے
جو کرم والے نکوئی والے۔

ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے:-

يَوْمَ نَطْوِى السَّمَآءَ كَطَىِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ [۲]

ترجمہ:-

جس دن ہم آسمان کو لپیٹیں گے جس طرح سجل نوشتوں کو لپیٹتا ہے۔

بعض احادیث میں آیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک کاتب کا نام سجل تھا [۳]

درایتہً یہ روایت صحیح معلوم ہوتی ہے کیوں کہ تشبیہ اسی وقت ذہن نشین ہو سکتی ہے جب مخاطب کے سامنے وہ شے موجود ہو جس سے تشبیہ دی جا رہی ہے یا اس نے دیکھی ہو ——— کاتبینِ وحی لوگوں کے سامنے لکھا کرتے تھے جہاں مختلف اشیاء پر کتابت ہوتی تھی وہاں جیسا کہ آیت مذکورہ سے ثابت ہوتا ہے

۱؎ (ا) القرآن الحکیم ، سورۃ عبس، ۱۱-۱۶ (ب) مالک بن انس ، الموطا ، ص ۱۹۰
۲؎ القرآن الحکیم ، سورۃ الانبیاء ، ۱۰۴
۳؎ ابو الفداء اسمٰعیل بن عمر قرشی دمشقی ، تفسیر ابن کثیر ، ج ۲ ، ص ۲۰۰

ایسی اشیاء پر بھی کتابت ہوتی تھی جس کو Scroll کی صورت میں لپیٹ دیا جاتا تھا

ایسی تحریر رد مہرق، یا، کاغذ، ہی پر ہو سکتی ہے ــــــ Scroll

کی لمبائی عام کاغذ جتنی نہیں ہوتی بلکہ بقدر ضرورت کاغذ جوڑ جوڑ کر اس کو لمبا کرتے رہتے ہیں۔ اور لپیٹتے جاتے ہیں ــــــ یہ طریقہ قدیم زمانے سے چلا آرہا ہے۔ اب رفتہ رفتہ اس کا رواج ختم ہو رہا ہے لیکن اب بھی مطالبات کے سلسلے میں محضرنامے طول طویل کاغذ پر پیش کیے جاتے ہیں ــــــ بہر کیف آیت مذکورہ میں نوشتوں کے لپیٹے جانے کی آسان کے لپیٹے جانے سے تشبیہ اسی وقت مکمل ہو سکتی ہے جب وہ نوشتے طویل و عریض کاغذ پر تحریر کیے جاتے ہوں پھر ان کو لپیٹ کر رکھ دیا جاتا ہو ــــــ اس آیت کریمہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کاتبین وحی طویل کاغذوں پر قرآن حکیم کی کتابت کرتے تھے جن کو لپیٹ کر رکھ دیا جاتا تھا۔ عام طور حفاظت کی خاطر Scroll ان کے نلووں میں رکھتے ہیں اور بعض احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ ــــــ عہد نبوی میں بھی یہ طریقہ رائج تھا ــــــ

مگر جو کچھ لکھا گیا وہ منتشر حالت میں تھا یا کتابی صورت میں ــــــ اس کا جواب قرآن حکیم میں موجود ہے۔ ارشاد ہوتا ہے: ــــــ

إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ ۝ فِي كِتَابٍ مَّكْنُونٍ ۝ لَّا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ ۝[1]

ترجمہ:۔

بے شک یہ عزت والا قرآن ہے محفوظ نوشتہ میں اسے نہ چھوئیں مگر باوضو ــــــ

آیت کریمہ کے تیور بتا رہے ہیں کہ عہد نبوی میں قرآن کریم کتابی شکل میں سامنے آچکا

---

[1] القرآن الحکیم: سورۃ الواقعہ، ۷۷ ـ ۹۔

تھا کیونکہ یہاں قرآن کریم کا ذکر ہے، اور اس کے ہاتھ لگانے اور چھونے کا ذکر ہے اور محفوظ نوشتہ کا اطلاق کتاب ہی پر ہو سکتا ہے نہ کہ ایک دو اوراق پر ——— اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کو یکجا کرنے اور پڑھانے کا یوں بھاری ذمہ لیا:

إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ ۝ [1]

ترجمہ:۔

بے شک اس کا محفوظ کرنا اور پڑھانا ہمارے ذمہ ہے ———

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن حکیم کو یکجا کرنے کا وعدہ فرمایا اس لیے یہ عہد نبوی ہی میں یکجا کر دیا گیا ہوگا چنانچہ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ قرآن ساتھ رکھتے تھے کیونکہ متشابہات سے بچنے کا یہی ایک طریقہ تھا ورنہ ممکن نہ تھا۔ قرآن حکیم کی حفاظت کا ایک اور جگہ یوں ذکر کیا گیا ہے:

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُونَ ۝ [2]

ترجمہ:۔

بے شک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں ———

قرآن حکیم کے مطالعہ سے تو یہ ثابت ہو گیا کہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں قرآن حکیم لکھ کر محفوظ کر لیا جاتا تھا اور گھروں میں پڑھا جاتا تھا۔ کتب احادیث کے مطالعے سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ قرآن حکیم عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع کر لیا گیا تھا اور اس کے متعدد نسخے موجود

---

[1] القرآن الحکیم: سورۃ القیٰمۃ، ۱۷

[2] القرآن الحکیم: سورۃ الحجر، ۹

تھے اسی لیے آپ نے قرآن مجید کو ایک مسلمان کا بہترین ورثہ قرار دیا چنانچہ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی روایت کرتے ہیں : ــــــــ

ان مما یلحق المؤمن من عملہ و
حسناتہ بعد موتہ علما نشرہ و
مصحفا ورثہ [1]

ترجمہ:-

مرنے کے بعد مومن کو اس کے اعمال اور حسنات پر جس کا اجر ملتا ہے
ان میں ایک تو وہ علم ہے جس کی اس نے نشر و اشاعت کی اور ایک وہ
مصحف (قرآن مجید) جس کا اس نے لوگوں کو وارث بنایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بھی کوئی ارشاد فرمایا پہلے خود اس پر عمل کیا، یہی مزاج نبوت تھا اس لیے یہ دل کہتا ہے کہ جب آپ نے مسلمانوں کے لیے قرآن مجید بہترین ورثہ قرار دیا تو دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد دربار نبوی سے بھی یہ ورثہ ملت اسلامیہ کو ملنا چاہیے ــــــ چنانچہ بخاری شریف کی ایک حدیث سے اس کی تصدیق ہوتی ہے ــــــ حدیث کے الفاظ یہ ہیں : ــــــــ

عن عبد العزیز بن رفیع قال دخلت
انا و شداد بن معقل علی ابن عباس
فقال لہ شداد بن معقل ـــــ اترک
النبی من شیء ؟ ـــــ قال ماترک
الا ما بین الدفتین ـــــ قال و دخلنا

---

[1] ابوالفضل احمد بن علی الشہیر بابن حجر عسقلانی: فتح الباری شرح صحیح البخاری مطبوعہ مصر دمشق، ج ۱۰، ص ۴۲۹

على محمد بن الحنفية وسألناه ـــ وقال
ما ترك الا ما بين الدفتين ـــ[1]

ترجمہ :-

عبدالعزیز بن رفیع کہتے ہیں کہ میں اور شداد بن معقل حضرت ابن عباس کے
پاس گئے تو شداد نے پوچھا ـــ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے کوئی چیز ترکے میں چھوڑی ہے ؟ ـــ انہوں
نے جواب دیا ـــ نہیں بجز اس کے جو دو پٹھوں کے
درمیان ہے ۔ ـــ پھر ہم محمد بن الحنفیہ کے پاس گئے
اور یہی سوال کیا تو انہوں نے بھی یہی جواب دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
کوئی چیز نہیں چھوڑی بجز اس کے جو دو پٹھوں کے درمیان ہے ۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد کم سے کم ایک قرآن مجید چھوڑا جو جلد میں محفوظ تھا اس کی مزید تصدیق بخاری شریف کی ایک دوسری حدیث سے ہوتی ہے ۔ جس کے الفاظ کا ترجمہ و تلخیص یہ ہے :

یوسف بن مالک کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
کی خدمت میں موجود تھا کہ ایک عراقی آیا ـــ عرض گزار ہوا
ـــ اے ام المؤمنین! مجھے اپنا قرآن مجید دکھایئے
ـــ فرمایا ـــ بھلا کس لیے ؟ ـــ
عرض کیا ـــ تاکہ میں قرآن کریم کی ترتیب درست کر لوں
کیونکہ لوگ خلاف ترتیب پڑھتے ہیں ـــ فرمایا ـــ

---

[1] محمد بن اسمٰعیل بخاری ؛ صحیح بخاری ، ج ۲ ، ص ۱۴۳

اس میں تمہارا کوئی نقصان نہیں جس کو چاہو پہلے پڑھ لو ـــــــ

یوسف بن مالک کا بیان ہے کہ پھر ان کے لیے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے قرآن مجید نکالا اور ان کو سورتوں کی ترتیب لکھوادی

حدیث کے اصل الفاظ یہ ہیں :ـــــــ

فاخرجت المصحف فاملت علیہ ای السورة [۱]

ترجمہ :۔ تو آپ نے قرآن نکالا اور سورتوں کی ترتیب لکھوادی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب ترین ازواج مطہرات میں تھیں اور لکھنا پڑھنا جانتی تھیں آپ ہی کے ہاں اور آپ ہی کی قربت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا ممکن ہے کہ یہ قرآن مجید حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذاتی نسخہ ہو جو آپ نے یادگار چھوڑا ـــــــ اور یہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تلاوت میں رہتا ہو جس کا اشارہ اس آیت سے ملتا ہے جس میں خطاب امہات المومنین سے کیا گیا ہے :ـــــــ

وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ
بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ
وَالْحِكْمَةِ ط [۲]

ترجمہ :۔

اور یاد کرو جو تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں اللہ کی آیتیں اور حکمت ـــــــ

[۱] محمد بن اسمٰعیل بخاری ! صحیح بخاری، ج ۲، ص ۹۹۲ ـ ۹۹۳

[۲] القرآن الحکیم ! سورۃ الاحزاب، ۳۴

اور غالباً یہ بات کفار و مشرکین کے علم میں تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دولت کدے میں قرآن مکتوب و مجلد محفوظ ہے اسی لیے انہوں نے قرآن حکیم پر تنقید کرتے ہوئے یہ الفاظ کہے :۔۔۔۔۔

وَقَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا
فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝[1]

ترجمہ :۔

وہ کہتے تھے کہ یہ پرانے زمانے کے قصے کہانیاں ہیں جو انہوں نے لکھ رکھی ہیں اور اسی میں سے یہ صبح و شام لکھواتے رہتے ہیں ۔۔۔۔۔

(د)

بہرکیف مندرجہ بالا حقائق سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ذاتی نسخہ تھا جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے پاس محفوظ تھا اور اس سے دوسرے مسلمان تقابل کر کے اپنے اپنے نسخے صحیح کیا کرتے تھے ۔۔۔۔۔

احادیث سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں کم از کم چار صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پورا قرآن حکیم جمع کیا تھا[2] ۔۔۔۔۔ چنانچہ جب حضرت انس بن مالک

---

[1] القرآن الحکیم ! سورۃ الفرقان ، ۵

[2] تہذیب التہذیب (ج ۷، ص ۲۴۳)، استیعاب (ج ۲ ص ۵، ۲۸۵، ۵۶۵)، اسد الغابہ (ج ۲، ص ۲۸۶)، طبقات (ج ۲، ص ۲۸۵) وغیرہ کے مطالعہ سے مزید ۸ صحابہ کا اور علم ہوتا ہے جن کے نام یہ ہیں ۔ عقبہ ابن الجہنی ، سعد ابن عبید ، ابو درداء ، عثمان بن عفان ، تمیم داری ، عبادہ بن صامت ، ابو ایوب انصاری ، عبید اللہ بن مسعود ۔۔۔۔۔

سے دریافت کیا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کس کس نے قرآن جمع کیا تھا تو انھوں نے فرمایا، چار حضرات نے اور چاروں انصار تھے، ان کے اسمار گرامی یہ ہیں:-

(۱) ابی بن کعب رضی اللہ عنہ

(۲) ابو زید رضی اللہ عنہ

(۳) معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

(۴) زید بن ثابت رضی اللہ عنہ [۱]

ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے بھی ایک قرآن جمع کیا تھا ــــــ اس حدیث کی اسناد کو حافظ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا، کہ "واسنادہ صحیح" ــــــ وہ فرماتے ہیں: ــــــ

میں نے عہد نبوی میں پورا قرآن جمع کیا تھا میں اس کو ایک ہی رات میں پڑھ لیتا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ نے ایک ماہ میں ختم کرنے کی ہدایت فرمائی [۲]

یہ حدیث طویل ہے جس میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی خواہش پر اس مدت میں کمی کر کے ۲۰ دن ارشاد فرمائی ــــــ پھر انہوں نے عرض کیا تو پندرہ دن میں ختم کرنے کی ہدایت فرمائی ــــــ مزید عرض کیا تو فرمایا: ــــــ

اقراء فی سبع ولا تزید

---

[۱] (ا) محمد بن اسمٰعیل بخاری! صحیح بخاری، ج ۲، مطبوعہ کراچی، ص ۷۴۸

(ب) ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری! صحیح مسلم، ج ۲، مطبوعہ مصر، ص ۲۵۲

[۲] ابوالفضل احمد بن علی الشہیر ابن حجر عسقلانی! فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج ۹، مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۱ھ

علی ذٰلک[1]

ترجمہ:—

سات روز میں ختم کیا کرو اس سے کم مدت میں ختم نہ کرو ————

اس حدیث پاک سے قرآن کریم کی سات منزلوں کے تعین اور تیس[۳۰] پاروں کی تقسیم کا راز بھی کھل جاتا ہے ———— پہلی ہدایت ۲۰ دن میں ختم کرنے سے متعلق تھی اور دوسری سات دن میں ختم کرنے سے متعلق ————

حضرت ابو زید بن عبید بن نعمان الانصاری رضی اللہ عنہ کے متعلق اسد الغابہ میں لکھا ہے:————

هو اوّل من جمع القراٰن من الانصار[2]

ترجمہ:—

یہ وہی ہیں جنہوں نے انصار میں سب سے پہلے قرآن جمع کیا ————

اور حضرت زید بن ثابت تو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تالیف قرآن کا اہم فریضہ انجام دیتے تھے جیسا کہ وہ خود ارشاد فرماتے ہیں:————

قال کنا عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم نؤلف القراٰن من الرقاع[3]

---

[1] (ا) ابو الفضل احمد بن علی الشہیر ابن حجر عسقلانی؛ فتح الباری شرح صحیح البخاری ج ۹ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۱ھ

(ب) ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی؛ جامع ترمذی، ج ۲، ص ۱۱۸

[2] ابن اثیر علی بن محمد جزری؛ اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، ج ۱، مطبوعہ قاہرہ سنہ ۱۲۹۰ھ

[3] ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الحاکم، المستدرک علی الصحیحین، ج ۲، ص ۶۱۱

ترجمہ:۔ ہم کاتبانِ وحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ کر رقاع (ٹکڑوں) سے قرأت ترتیب وار جمع کرتے جاتے تھے۔

"جمع کرنے" اور "تالیف کرنے" میں فرق یہ ہے کہ جمع کرنے کا اطلاق ایسے مجموعے پر ہوتا ہے جس میں ترتیب وغیرہ کا لحاظ نہیں رکھا گیا ہو مگر تالیف کا اطلاق ایسے مجموعہ پر ہوتا ہے جو ترتیب کے ساتھ جمع کیا گیا ہو ——— یہاں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرما رہے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ کر قرآن مجید کو مختلف ٹکڑوں سے کتابی صورت میں ترتیب وار جمع کرتے تھے ——— جیسا کہ عرض کیا گیا حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے پورا قرآن جمع کیا تھا جس کو تکمیل کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ملاحظہ کے لیے پیش کیا چنانچہ ابن قتیبہ کتاب المعارف میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے متعلق لکھتے ہیں:۔

كان أخر عرض رسول الله صلى الله
عليه وسلم القرأن على مصحفه و
هو اقرب المصاحف من مصحفنا وقد
كتب زيد لعمر بن الخطاب۔[1]

ترجمہ:۔

زید نے عرضۂ اخیرہ میں اپنا کتابت شدہ قرآن مجید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کیا اور سنایا اور وہ قرآن مجید ہے جو ہمارے قرآن مجید جیسا ہے پھر انہیں زید نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے قرآن مجید لکھا تھا ———

---

[1] ابی محمد عبداللہ مسلم بن قتیبہ الدینوری : المعارف ، مطبوعہ قاہرہ ۱۳۵۳ھ / ۱۹۳۴ء

۹ ذی الحجہ ۱۰ھ (مارچ ۶۳۲ء) کو خطبہ حجۃ الوداع کے فوراً بعد آخری آیت نازل ہوئی:۔

اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ
نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔[1]

۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ (جون ۶۳۲ء) کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم ظاہر سے پردہ فرمایا آخری آیت کے نزول اور پردہ فرمانے کے مابین تقریباً ڈھائی پونے تین ماہ کا عرصہ گزرا ـــــ اغلب یہی ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اپنا مصحف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ۹ ذی الحجہ ۶۳۲ء اور ۱۲ ربیع الاول ۶۳۲ء کے درمیان ملاحظہ کے لیے پیش کیا ہوگا ـــــ

مندرجہ بالا تمام شواہد سے اندازہ ہوتا ہے کہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں قرآن مجید کی ایک کاپی نہیں بلکہ کئی کاپیاں مدون ہو چکی تھیں ـــــ اگر ایسا نہ ہوتا تو آپ ایسی ہدایات نہ فرماتے جس سے قرآن کا مدون اور مرتب ہونا ثابت ہوتا ہے ـــــ مثلاً ترمذی کی ایک حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک صحابی نے دریافت کیا۔ ـــــ کونسا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے؟ ـــــ آپ نے فرمایا:ـــــ

الحال والمرتحل[2]

ترجمہ:۔

سفر سے اُترنا اور سفر کرنا

پھر جب اس ارشاد کا مطلب دریافت کیا گیا تو ارشاد فرمایا:۔

۱؎ القرآن الحکیم؛ سورۃ المائدہ، ۳،

۲؎ ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، جامع ترمذی، ج ۲، ص ۱۱۸، ۱۱۹

صاحب القرآن یقرء عن اول القرآن الیٰ
آخرہ ومن آخرہ الی اولہ۔ کلما
حل ارتحل۔[1]

ترجمہ:۔

قرآن پڑھنے والا جو اوّل سے آخر تک قرآن پڑھتا ہے اور ختم کر لیتا ہے تو دوبارہ شروع کر دیتا ہے گویا جیسے ہی تلاوت کا سفر ختم کرتا ویسے ہی دوسرا سفر (تلاوت کا) شروع کر دیتا ہے۔

غور طلب امر یہ ہے کہ یہاں حافظ قرآن نہیں فرمایا، قرآن پڑھنے والا فرمایا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد نبوی میں قرآن حکیم کے مکمل نسخے موجود تھے چنانچہ بعض احادیث سے اس امر کی تصدیق ہوتی ہے کہ قرآن حکیم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں کتابی صورت میں مدوّن ہو گیا تھا۔

مثلاً ——— حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں:

ان قرآن کان مجموعا
مؤلفا علی عہد النبی صلی
اللہ علیہ وسلم۔[2]

---

[1] ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمٰن دارمی: مسند دارمی، مطبوعہ کانپور ۱۲۹۳ھ، ۴۱۴

نوٹ:۔ جس حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ آپ دو چیزیں چھوڑ رہے ہیں یعنی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اس سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ قرآن حکیم کتابی صورت میں موجود تھا۔

(ا) مستدرک، ج ا، ص ۹۳ (ب) السنن الکبریٰ، ج ا، ص ۱۱۴ (ج) کنز العمال، ج ا، ص ۸۶۔۸۷،

(د) الترغیب والترہیب، ج ا، ص ۳۸)

[2] دائرہ المعارف الاسلامیہ، مطبوعہ لاہور، ج ۱۶، ص ۴۰۴

قرآن مجید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں باقاعدہ جمع کیا ہوا ترتیب دیا ہوا موجود تھا ــــــــــ

امام نووی فرماتے ہیں :

ان القرآن کان مؤلفا فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما ھو فی المصاحف الیوم ۔[1]

ترجمہ :۔

قرآن مجید عہد نبوی میں اسی انداز سے ترتیب دیا گیا تھا جس انداز کی ترتیب سے آج وہ مصحف میں موجود ہے ــــــــــ

علامہ طبرسی، تفسیر مجمع البیان میں لکھتے ہیں : ــــــــــ

ان القرآن کان علی عہد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجموعا مؤلفا علی ما ھو علیہ الآن ۔[2]

ترجمہ :۔

عہد نبوی میں قرآن مجید بالکل اسی طرح مجموع و مرتب تھا جس طرح آج ہے ــــــــــ

---

[1] ابو ذکریا یحیٰی بن شرف نووی، المنہاج فی شرح مسلم بن الحجاج، مطبوعہ مصر، بحوالہ دائرۃ المعارف اسلامیہ، ج ۱۶، ص ۲۴۰

[2] طبرسی، ( ) تفسیر مجمع البیان بحوالہ دائرۃ المعارف الاسلامیہ، ج ۱۶، ص ۲۴۰

قرآن پاک کی جمع و تدوین سے متعلق جہاں اور شہادتیں ہیں وہاں ایک شہادت امام احمد بن حنبل نے اپنے مسند میں نقل کی اوس ابن ابی اوس حذیفہ الثقفی روایت کرتے ہیں کہ وہ قبیلہ بنی ثقیف کے وفد کے ساتھ ممبر کی حیثیت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ منورہ حاضر ہوئے ——— حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشاء کے بعد وفود سے ملاقات کیا کرتے تھے تو ایک رات یہ واقعہ پیش آیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارکان وفد کے پاس آنے میں تاخیر فرمائی جب تاخیر کا سبب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا ——— کہ آج کی " حزب " رہ گئی تھی تو میں نے پسند نہیں کیا کہ اس کو ختم کیے بغیر باہر آجاؤں۔ اس پر اوس کہتے ہیں کہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے قرآن کے احزاب کے بارے میں پوچھا یعنی قرآن پاک کے ان حصوں کے بارے میں جو تلاوت کی سہولت کے لیے تقسیم کر لیے گئے تھے اس پر انہوں نے مندرجہ ذیل سات احزاب کی تفصیل بتائی جو ایک ہفتے کے لیے مقرر کی گئی تھیں، وہ یہ ہیں :———

(۱) حزب اول ——— سورۂ فاتحہ سے سورۂ نساء تک

(۲) حزب ثانی ——— سورۂ مائدہ سے سورۂ توبہ تک

(۳) حزب ثالث ——— سورۂ یونس سے سورۂ نحل تک

(۴) حزب رابع ——— سورۂ بنی اسرائیل سے سورۂ فرقان تک

(۵) حزب خامس ——— سورۂ شعراء سے سورۂ یٰس تک،

(۶) حزب سادس ——— سورۂ صٰفّٰت سے سورۂ حجرات تک

(۷) حزب سابع ——— سورۂ قٓ سے سورۂ ناس تک

؎۱ احمد بن حنبل : المسند، ج ۴، ص ۳۴۳

یہ حدیث اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ عہدِ نبوی میں قرآن پاک مدوّن ہو چکا تھا اور اسی ترتیب و تنظیم کے ساتھ جس ترتیب و تنظیم کے ساتھ آج ہمارے سامنے ہے اور اسی ترتیب کو سامنے رکھ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزانہ کے معمول تلاوت کے لیے قرآن پاک کو احزاب پر تقسیم فرمایا ——— جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دولت کدے میں قرآن حکیم کے منتشر اوراق تھے جن کی کسی صحابی نے شیرازہ بندی کردی تھی [۱] ———

قرین قیاسی یہی ہے کہ اصل کاپی آپ اپنے پاس رکھتے ہوں گے پھر وقتاً فوقتاً اس سے دوسرے صحابہ کو لکھواتے رہتے ہوں گے ——— اس قیاس کی توثیق قرآن پاک کی اس آیت سے بھی ہوتی ہے جس میں کفار نے آپ پر الزام لگایا تھا کہ آپ نے اپنے پاس پرانے قصّے کہانی لکھ چھوڑے ہیں جو لوگوں کو لکھواتے رہتے ہیں (معاذ اللہ) ———

احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کتابتِ وحی کا خاص اہتمام فرماتے تھے [۲] یہاں تک کہ آپ کے پڑوس میں حضرت زید بن ثابت رہتے تھے، جب وحی آتی فوراً ان کو بلا لیتے اور جو کچھ نازل ہوتا لکھوا دیتے [۳] پھر یہی نہیں کاتبوں کو لکھوا دیتے بلکہ لکھوانے کے بعد پڑھوا کر سنتے اور جو غلطی ہوتی اس کی اصلاح فرماتے [۴] پھر لوگوں کو نقل کے لیے عنایت فرماتے [۵]

---

[۱] جلال الدین سیوطی! الاتقان فی علوم القرآن، مطبوعہ کراچی، ج ۱، ص ۱۴۸

[۲] (ا) ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی! جامع ترمذی، ج ۲، ص ۱۲۴

(ب) محمد بن اسمٰعیل بخاری! صحیح بخاری، ج ۲، ص ۷۶۱

[۳] ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی! سنن ابو داؤد (بحوالہ ڈاکٹر فضل الرحمٰن انصاری، دی قرآنک فاونڈیشن اینڈ اسٹرکچر آف مسلم سوسائٹی، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۳ء، ص ۶۹)

[۴] مجمع الزوائد، ج ۱، ص ۶۰ (بحوالہ مذکورہ، ص ۶۹)

[۵] صدیق حسن خان، نواب! فتح المغیث (بحوالہ مذکورہ، ص ۶۹)

لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مجلد نہ تھا، چوبی فائلوں میں جمع تھا۔
چنانچہ فتح الباری میں ہے:۔

كانوا يكتبون المصحف في الرق و
يجعلون له دفتين من خشب [1]

ترجمہ:۔

صحابہ کرام قرآن مجید باریک چمڑے پر لکھتے تھے اور اس کو دو چوبی
دفتیوں میں رکھ لیتے تھے

اور اس طرح رکھتے کہ جب کوئی آیت نازل ہوتی اور یہ ہدایت فرمائی جاتی کہ فلاں فلاں،
سورت میں فلاں آیت کے بعد یہ لکھ لی جائے تو لکھ لی جاتی [2] چنانچہ حضرت
عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب سورۂ بقرہ کی ایک آیت نازل ہوئی
تو!

فقال جبريل للنبي صلى الله عليه و
آله وسلم ضعها على راس مأتين ثمانين
من سورة البقره [3]

ترجمہ:۔

تو جبریل نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اس کو سورۂ بقرہ کی

---

[1] ابن حجر عسقلانی: فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج ۹
[2] (ا) جلال الدین السیوطی: الاتقان فی علوم القرآن، ج ۱، ص ۱۴۴-۱۴۵
(ب) ابن حزم: کتاب الفصل، ج ۴، ص ۲۲۱
[3] دائرۃ المعارف الاسلامیہ، ج ۱۶، ص ۳۲۶

آیت نمبر ۲۸۰ کے بعد لکھ لیجئے ــــــــ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

بہرکیف قرآن مجید جلد میں تھا یا دو گتوں کے درمیان یہ بات ثابت ہو چکی کہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پورا قرآن مرتب ہو چکا تھا بلکہ بعض احادیث سے تو یہ اندازہ ہوتا ہے کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قرآن کریم کے متعدد نسخے موجود تھے اور اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر تلاوت کرنے کی تاکید شدید فرمائی اور دوہرے اجر کی بشارت دی۔ ایسی بہت سی احادیث کتب احادیث میں موجود ہیں۔[۱] ــــــــ اس تاکید و ترغیب کی روشنی میں یہ بات یقینی طور پر کہی جا سکتی ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے کتابت قرآن کا خاص اہتمام کیا ہوگا اور لکھے پڑھے تمام صحابہ کے پاس مصاحف ہوں گے چنانچہ مسند امام محمد میں صحابہ کا یہ قول نقل کیا گیا ہے:ــــ

بین اظهرنا المصاحف وقد تعلمنا فیها وعلمناها نساءنا وذرارینا و خدمنا۔[۲]

ترجمہ:۔

ہمارے درمیان مصاحف موجود تھے جن سے ہم نے خود قرآن مجید سیکھا اور اپنی عورتوں بال بچوں اور خادموں کو سکھایا۔

عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں یہاں تک لکھا ہے!

---

[۱] (ا) جلال الدین سیوطی: الاتقان، ج ۲، ص ۱۰۸۔

(ب) الزرکشی: البرہان فی علوم القرآن، ص ۴۶۲

[۲] (ا) احمد بن حنبل: المسند، مطبوعہ بمبئی ۱۳۰۸ھ)

(ب) عمدۃ القاری۔ ج ۲، ص ۲۷

ان الذین جمعوا القرآن علی عهد
النبی صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم لا یحصہم عدد و
یضبطہم احد[1]

ترجمہ:-

عہد نبوت میں جن لوگوں نے جمع قرآن کی خدمت جلیلہ انجام دی ان کی
اتنی کثرت ہے نہ کوئی ان کی تعداد کا تعین کر سکتا ہے اور نہ ان کے ناموں
کو ضبط تحریر میں لا سکتا ہے ـــــــ

(ھ)

اس پس منظر میں یہ حدیث بھی قابل توجہ ہے جس میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت
کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ـــــــ

چار چیزیں دنیا میں مظلوم اور کس مپرسی کی حالت میں ہیں
جن میں ایک وہ مصحف ہے جو گھر میں اس حالت میں پڑا ہے
کہ اس کی تلاوت نہیں کی جاتی ـــــــ

اس حدیث کے معانی و مطالب کو حال و مستقبل دونوں پر محمول کیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ
شواہد و حقائق سے ثابت ہو رہا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں مصاحف کی اتنی کثرت ہو گئی تھی وہ گھروں میں آویزاں
کیے جانے لگے تھے جس پر آپ نے تنبیہ فرمائی اور فرمایا ـــــــ

---

[1] بدرالدین محمود بن عیسیٰ! عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری مطبوعہ مصر

لا تغرنكم هٰذا المصاحف المعلقة [1]

ترجمہ:-

ان آویزاں قرآنوں سے تم دھوکے میں نہ پڑ جانا ـــــــ

پھر عہد خلافت راشدہ میں اتنی کثرت ہو گئی کہ قرآن مجید کے بعض نسخوں کو مطلّے و مذہب کیا جانے لگا ـــــــ

قاعدہ ہے کہ جب کوئی چیز کثرت سے پائی جاتی ہے اور اپنی جگہ قائم ہو جاتی ہے تو پھر اس میں نئی نئی اختراعات وایجادات ہونے لگتی ہیں ـــــــ

چنانچہ عہد عثمانی میں کچھ لوگوں نے قرآن مجید کو مطلّے و مذہب کیا [2]،
جب حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالے عنہ کو یہ معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا:

---

[1] علی متقی علاؤالدین ہندی ! کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، مطبوعہ حیدرآباد دکن ۱۳۱۲ھ، ج ۱، ص ۱۳۴

[2] قرن اول ہی سے قرآن حکیم کی زرکاری اور تذہیب کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا چنانچہ قرن اول اور قرن دوم میں یہ زرکار ممتاز نظر آتے ہیں۔ الیقطینی، ابراہیم الصغیر، ابو موسیٰ ابن عمار ابن السقطی، ابو عبداللہ الخزیمی، وغیرہ (الفہرست، ۹ ؛ دائرۃ المعارف، ج ۱۶، ص ۳۵۸)

اذا حلیتم مصاحنکم فعلیکم
الدمار ۔ [1]

ترجمہ :۔

تم لوگوں نے اپنے قرآن مجید کو مطلّی ومحلّی کیا تو تمہاری ہلاکت کا وقت قریب آگیا ہے ۔۔۔۔۔

اوپر جو کچھ عرض کیا وہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق تھا اس عہد کے بعد خلافت راشدہ کے دور میں نجی طور پر تو قرآن پاک کی بہت سی نقول تیار کی گئیں مگر سرکاری طور پر بھی کام ہوا چنانچہ ایک خاص مصحف حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ۱۱ھ میں اپنے عہد خلافت میں سرکاری طور پر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تیار کرایا اور اپنے پاس رکھا ۔ انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا کے مقالہ نگار نے اس خاص نسخے کے متعلق لکھا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تیار کرایا تھا یہ صحیح نہیں [2] ۔۔۔۔۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد یہی نسخہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا آپ کی شہادت کے بعد آپ کی صاحبزادی ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس محفوظ رہا پھر اس نسخے کو سامنے رکھ کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۲۵ھ میں اپنے عہد خلافت میں سرکاری طور پر متعدد نقول تیار کرائیں اور بلاد اسلامیہ ارسال کیں [3]

ابن حزم نے خلافت راشدہ کے دور صدیقی اور دور فاروقی کا جو نقشہ کھینچا ہے اس سے

---

[1] دائرۃ المعارف الاسلامیہ ، ج ۱۶ ، مطبوعہ لاہور ، ص ۴۲ - ۴۱

[2] انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا ، ج ۱۵ ، مطبوعہ امریکہ

[3] جلال الدین سیوطی ، الاتقان فی علوم القرآن ، ج ۱ ، مطبوعہ کراچی ، ص ، ۱۴۵ ، اور ۱۴۹

تو یہ اندازہ ہوتا ہے کہ خلافت راشدہ کے ابتدائی دس سالوں میں قرآن حکیم کی قلمی کاپیوں کی تعداد ایک لاکھ سے تجاوز کر چکی تھی ــــــ ان کے بیان کا خلاصہ یہ ہے :ــــــ

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ڈھائی برس خلیفہ رہے ان کے عہد میں کوئی شہر ایسا نہ تھا جہاں قرآن کے نسخے نہ ہوں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں دس برس اور چند ماہ تک مسجدیں بنتی رہیں اور قرآن لکھے جاتے رہے جب ان کا انتقال ہوا تو قرآن کے کم از کم ایک لاکھ نسخے رہے ہوں گے[1] ــــــ

پھر ہزاروں کی تعداد میں جو طلبا پڑھتے تھے وہ لکھتے بھی ہوں گے چونکہ بار بار تلاوت و قرأت کے لیے قرآن کا لکھا جانا ضروری تھا صدہا برس سے یہی عمل رہا ہے اس لیے مشہور صحابہ حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہزاروں تلامذہ میں نہ معلوم کس کس نے قرآن پاک کی نقول تیار کی ہوں گی پریس کی ایجاد سے پہلے کتابوں کا لین دین نقل اور کتابت کے ذریعے ہی ہوتا تھا، تحریر اور کتابت کی کلفتوں کا آج ہم اندازہ بھی نہیں کر سکتے مگر شوق علم میں ہمارے اسلاف ہر مشکل پر غالب آگئے اور وہ کچھ کر دکھایا جس کو آج ہم ترستے ہیں۔

(۹)

احادیث سے اندازہ ہوتا ہے کہ عہد نبوی میں قرآن حکیم کے علاوہ بھی کتابیں موجود تھیں اور لکھے ہوئے کاغذات گول تھیلوں میں رکھتے تھے۔ مثلاً۔ المستدرک کی ایک روایت میں سعید بن بلال بیان کرتے ہیں ــــــ

[1] ابن حزم، کتاب الفصل و الملل والاہوا والنحل مطبوعہ قاہرہ، ج ۲، ص ۷۸ (ملخصاً)

كنا اذا اكثرنا على انس بن مالك
فاخرج الينا محالا عنده فقال
هذه سمعتها من النبي صلى الله عليه
وسلم۔[1]

ترجمہ:۔

جب ہم حضرت انس بن مالک سے زیادہ اصرار کرتے تو اپنے پاس
سے کاغذات رکھنے کا ٹولا نکال لاتے اور کہتے یہی وہ حدیثیں ہیں جو
میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنیں ـــــــــــ

حافظ ابن عبدالبر کی جامع میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق حسن صحابی رسول کے حوالے سے لکھا ہے کہ ان کو حضرت ابوہریرہ: ـــــــــــ

فاخذ بيده الى بيته فارانا كتبا
كثيرة من حديث رسول صلى الله
عليه وسلم۔[2]

ترجمہ:۔

اپنے گھر لے گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کی
بہت سی کتابیں بھی دکھائیں ـــــــــــ

حضرت عبداللہ بن عمر ابن العاص کے احادیث رسول کا ایک مجموعہ الصحیفۃ الصادقہ

---

[1] ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم: المستدرک علی الصحیحین، مطبوعہ ہند

[2] ابن عبداللہ قرطبی : جامع بحوالہ قرآن مجید کا نزول اور وحی از پروفیسر محمود الحسن خسرو، مطبوعہ کراچی، ص ۲۹۷

کے نام سے مدون کیا تھا، یہ صحیفہ عرصہ تک ان کے خاندان میں محفوظ رہا، ان کے پوتے شعیب اسی صحیفے سے روایت کرتے تھے ــــــ جس کا ذکر فتح المغیث میں اس طرح ملتا ہے : ــــ

شعیب بن محمد بن عبد الله بن عمرو
بن العاص لم یسمع جده انما وجد
کتابه فحدث منه ۔[1]

ترجمہ :-

شعیب ــــ نے اپنے دادا سے حدیث سنی تو نہیں لیکن ان
کی کتاب پائی تھی وہ اسی کتاب سے حدیث روایت کرتے تھے۔

طبقات ابن سعد میں موسیٰ بن عقبہ سے جو صاحبِ مغازی اور فقہائے تابعین سے تھے، منقول ہے : ــــــ

وضع عندنا کریب بن ابی مسلم مولی
عبدالله بن عباس حمل بعیر من کتب
ابن عباس ۔[2]

ترجمہ :-

ہمارے پاس عبداللہ بن عباس کے آزاد کردہ غلام کریب بن ابی مسلم
نے ایک اونٹ کے بوجھ برابر ابن عباس کی کتابیں رکھوائی تھیں۔

یہی نہیں کہ عبداللہ بن عباس نے خود کتابیں لکھیں بلکہ جو کچھ لکھتے رہے اس کی نقلیں بھی لوگ لے جاتے رہے چنانچہ الترمذی کی کتاب العلل میں مروی ہے : ــــــ

---

[1] صدیق حسن خاں، نواب : فتح المغیث ، مطبوعہ لکھنو ، ص ۲۲۵

[2] ابوعبداللہ محمد بن سعد زہری : طبقات ، ج ۵ ، ص ۲۱۶

ان نفرا قدموا علی ابن عباس من
اهل الطائف بکتب من کتبه فجعل
یقرأ علیه ۔[1]

ترجمہ :۔

ابن عباس کے پاس طائف کے کچھ لوگ ان کی کچھ کتابیں لے آئے
اور ان کے سامنے پڑھنے لگے ۔

حافظ ابن کثیر اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں : ۔

کان عبد اللہ بن عمرو قد اصاب یوم
الیرموک زاملتین من کتب اهل الکتاب
فکان یحدث منها ۔[2]

ترجمہ :۔

عبد اللہ بن عمرو نے جنگ یرموک میں یہود و نصاریٰ کی کتابیں دو بوریاں
بھر پائی تھیں تو ان کتابوں کی باتیں بھی بیان کرتے تھے ۔

مندرجہ بالا حقائق و شواہد سے معلوم ہوا کہ عہد نبوی میں ایک نہیں بیسیوں کتابیں موجود تھیں صحابہ خود بھی لکھتے تھے اور دوسرے لوگ بھی لکھتے تھے گویا کاغذ و قلم کی کمی نہ تھی خواہ کاغذ کسی نوعیت کا بھی ہو ، ایسی صورت میں قرآن جیسی عظیم اور اہم کتاب کے لیے یہ کہنا کہ عہد نبوی میں کتابی صورت میں مرتب نہ تھا ، خلاف حقیقت معلوم ہوتا ہے ۔ خصوصاً جب کہ ایک نہیں متعدد شواہد اس حقیقت کی تائید کر رہے ہوں کہ نزول قرآن کے ساتھ ساتھ

---

[1] ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی ، جامع ترمذی ، ج ۲ ، مطبوعہ کراچی ، ص ۲۶۱

[2] ابوالفداء اسمٰعیل بن عمر و کثیر دمشقی ، تفسیر ابن کثیر ، ج ۱ ، ص ۔۔۔

کاتبین وحی لکھتے جاتے اور دوسرے صحابہ ان سے نقول لیتے جاتے اور کم از کم قرآن کے پانچ نسخے عہدِ نبوی میں مرتب ہو چکے تھے اور ایک نسخہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھی تھا پھر بعد میں خلافت راشدہ میں قرآن حکیم کے نسخے تیار ہوتے رہے ـــــ تدوین قرآن کی بات تو صاف ہو گئی اب قاری کے ذہن میں یہ سوال ابھرتا ہے کہ یہ کیسے معلوم ہو کہ قرآن کا نام قرآن ہے ؟

(ض)

ہر کتاب کے سرورق پر ایک کتاب کا نام ہوتا ہے جس سے وہ پہچانی جاتی ہے ـــــ قرآن کی شان یہ ہے کہ اس کا نام متن میں شامل ہے، اور تقریباً ۷۰ مقامات پر "قرآن" کا نام آیا ہے ـــــ کسی کتاب کا سرورق غائب ہو جائے تو پتہ چلانا مشکل ہو جاتا ہے کہ اس کتاب کا نام کیا ہے اور یہ کس مصنف کی تصنیف ہے ـــــ قرآن کا امتیاز یہ ہے کہ ابتدا سے لے کر انتہا تک قدم قدم پر قرآن اپنا تعارف کرا رہا ہے، اپنا نام بتا رہا ہے ـــــ اور قرآن کے متن کا ایک ایک حرف، ایک ایک جملہ خدائے واحد کی گواہی دے رہا ہے ـــــ قرآن پر تحقیق کرنے والے ہر مسلم و غیر مسلم محقق کے لیے اتنی وافر تعداد میں داخلی شہادتیں میسر ہیں کہ خارجی شہادتوں سے وہ بے نیاز ہو جاتا ہے ـــــ

قرآن حکیم میں "قرآن" کو قرآن کے علاوہ متعدد صفاتی نام سے بھی یاد کیا گیا ہے ۔ مثلاً
الفرقان، البرہان، الموعظہ، الشفاء، الرحمۃ، التذکرہ، الکلام، الکتاب، النور، الھدیٰ، الحکمۃ البالغۃ، احسن الحدیث، التنزیل، العروۃ الوثقیٰ، البلاغ، الصحف، البصیرۃ، البیان، الذکر، الصدق، التبصرہ، الحق، وغیرہ وغیرہ [1]

---

[1] القرآن الحکیم: سورۃ الفرقان، ۱؛ سورۃ یونس، ۵۷؛ سورہ بنی اسرائیل، ۸۲؛ سورۃ یونس، ۵۷؛ سورۃ الحاقہ، ۴۸؛ سورۃ الزخرف، ۱-۲؛ سورۃ النساء، ۴؛ سورۃ الزمر، ۲۳؛ سورۃ الشعراء، ۱۹۲؛ سورۃ ابراہیم، ۵۲؛ سورۃ آل عمران، ۱۳۸؛ وغیرہ وغیرہ

بالعموم کتاب کو قاری کی سہولت کے لیے ابواب و فصول میں تقسیم کیا جاتا ہے دور جدید میں قاری کی سہولت کے پیش نظر نئے نئے اسلوب ایجاد ہو رہے ہیں اور نئے نئے طریقے اپنائے جا رہے ہیں ——— قرآن حکیم نے بھی قاری کی سہولت کو پیش نظر رکھا ہے، پہلی تقسیم تو سورتوں کی بنیاد پر کی گئی ہے اس طرح پورے قرآن حکیم کو ۱۱۴ سورتوں پر خود حق تعالیٰ نے تقسیم فرمایا ——— پھر مزید سہولت کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات حصوں پر تقسیم کیا جن کو احزاب کے نام سے یاد کیا گیا اس طرح ہفتے کے ہر دن کے لیے ایک حزب تلاوت کی جا سکتی ہے جس کو منزل بھی کہا جاتا ہے ———

مزید سہولت کے لیے قرآن حکیم کو تیس ۳۰ حصوں میں تقسیم کیا گیا یہ سلف صالحین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی روشنی میں کیا، اس طرح تیس پارے قرار دیے گئے پھر ہر پارے کو رکوعوں میں تقسیم کر کے، ربع، نصف، اور ثلث میں تقسیم کیا گیا[1] ——— اور اولین سہولت تو خود حق جل مجدہٗ نے عطا فرمائی کہ پورے قرآن کو چھوٹی بڑی آیتوں میں تقسیم فرمایا اس طرح قرآن کریم میں بالاجماع ۶ ہزار آیات ہیں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق ۳۲۳۶۷۱ (تین لاکھ تیئس ہزار، چھ سو اکہتر) حروف ہیں ———

المختصر قرآن حکیم پورے اہتمام کے ساتھ محفوظ کیا گیا اور پوری توجہ کے ساتھ لکھا گیا۔ ——— عہد نبوی سے جو اس کی کتابت شروع ہوئی تو چودہ صدیاں گزر جانے کے بعد یہ سلسلہ آج تک جاری ہے نہ صرف کتابت کا بلکہ طباعت کا اور کیسٹوں کے ذریعے اشاعت کا بھی ——— بلکہ اب تو کمپیوٹروں میں بھی قرآن کو محفوظ کر دیا گیا ہے ———

---

[1] ابو محمد عبدالحق حقانی دہلوی: مقدمہ تفسیر حقانی، مطبوعہ دیوبند، ص ۱۲۴

(ح)

قرآن حکیم کے بے شمار قلمی نسخے دنیا کی عظیم لائبریریوں میں محفوظ ہیں لیکن ان میں وہ نسخے نہایت ہی اہم ہیں، جو خلفائے راشدین کے زمانے یا قریبی عہد میں لکھے گئے تھے ——— حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں قرآن حکیم کے متعدد نسخے کتابت کرا کے مختلف بلاد اسلامیہ میں ارسال فرمائے تھے۔ ان میں سے اس وقت ایک نسخہ تاشقند (روس) کے کتب خانے میں محفوظ ہے جو مسلم بورڈ برائے وسطی ایشیا قازقستان، نے قائم کیا ہے۔ اس کا عکس لیاقت نیشنل میوزیم، کراچی (پاکستان) میں بھی ہے۔ یہ نسخہ شہادت کے وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زیر تلاوت تھا جس کی توثیق و تصدیق خون کے دھبوں کے کیمیائی تجزیے اور تاریخ دونوں سے ہوتی ہے ——— ابو عبید القاسم بن سلام (۲۲۳ھ) نے یہ نسخہ اور اس پر خون کے دھبے دیکھے، ابن بطوطہ نے اس کو بصرہ میں دیکھا پھر یہ خواجہ عبید اللہ احرار کی مسجد میں سمرقند (روس) میں رکھ دیا گیا۔ اس کے بعد لینن گراڈ (روس) کے شاہی کتب خانے میں آیا اور آج کل تاشقند کے کتب خانے میں محفوظ ہے ———

دوسرا نسخہ مدینہ منورہ سے پہلی جنگ عظیم کے اوائل میں استانبول (ترکی) لے جایا گیا، پھر استانبول سے برلن (جرمنی) پہنچا اور حفاظت کی خاطر قیصر ولیم ثانی کو نذر کیا گیا۔ جنگ عظیم اول کے بعد جو صلح نامہ ورسائی مرتب ہوا تھا اس کی ایک دفعہ میں اس کا باقاعدہ ذکر کیا گیا ہے ——— معاہدے کے اصل الفاظ کا ترجمہ یہ ہے: ———

> معاہدہ کے نفاذ میں آنے کے بعد چھ ماہ کے اندر اندر جرمنی، خلیفہ عثمان کا اصل قرآن شاہ حجاز کو واپس کرے گا جو ترک افسروں نے مدینہ سے منتقل کیا تھا[1] ———

---

[1] پارٹ ۲، سیکشن ۲، آرٹیکل ۲۴۶، ٹریٹی آف ورسائی

تیسرا نسخہ ۶۵۷ء تک دمشق (شام) میں موجود تھا، چوتھا نسخہ ۳۲۵ھ تک مکہ معظمہ (سعودی عرب) میں محفوظ تھا، پانچواں نسخہ بصرہ (عراق) قرطبہ (ہسپانیہ) وغیرہ سے ہوتا ہوا ۷۴۵ھ میں شہر فاس آیا اب نہ معلوم موخرالذکر تینوں نسخے کن کتب خانوں میں بھول گئے!

مشہد (ایران) کے کتب خانے آستان قدس میں خط کوفی میں قرآن حکیم کے ۶۸ اوراق کا مجموعہ جو سورہ ہود سے آخر سورہ کہف تک قرآنی آیات پر مشتمل ہے ــــ یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے کتابت کئے ہیں۔ ایک نسخہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے جو ۴۱ھ میں کتابت کیا گیا ہے ۱۲۲ صفحات پر مشتمل ہے ــــ اس میں صرف دو پارے ہیں یہ سورہ یٰس کی آیت نمبر ۴۵ سے شروع ہوتا ہے ــــ حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا بھی ایک نسخہ ہے ــــ ان کے علاوہ اس کتب خانے میں اور بہت سے قلمی نسخے ہیں ــــ لاہور (پاکستان) میں بیت القرآن کے نام سے ایک ادارہ قائم ہے جہاں قرآن ہی قرآن ہیں ــــ نادر و نایاب ــــ

لیاقت نیشنل میوزیم، کراچی (پاکستان) میں بھی قرآن حکیم کے قلمی نسخوں کا ایک عظیم ذخیرہ ہے ــــ اس وقت عالمی کتب خانوں میں قرآن حکیم کے قلمی نسخے ہزاروں کی تعداد میں موجود و محفوظ ہیں۔

کتابت کے ساتھ ساتھ وقت آنے پر قرآن حکیم کی طباعت کا بھی اہتمام کیا گیا جس نے اس کی اشاعت میں مہمیز کا کام کیا۔ قرآن حکیم کی اولین طباعت کا اہتمام سولھویں اور سترھویں صدی عیسوی میں مندرجہ ذیل ناشرین نے کیا:ــــ

- Pagninus Briniensis, Rome, 1530
- A.Hinckellmenn, Hambburg, 1694

بقول مقالہ نگار، دائرۃ المعارف الاسلامیہ ۹۲۲ھ/۱۵۱۶ء سے قبل بندقیہ (اٹلی) میں بھی چھپا تھا ــــ ۱۱۱۳ھ/۱۷۰۱ء

میں ہمبرگ (البانیا) میں چھپا[1] ——

پھر مختلف مقامات سے متعدد ایڈیشن شائع ہوئے سب سے اچھا معرا قرآن حکیم G.Flugel. نے چھاپا اس سے بیشتر مستشرقین و محققین نے استفادہ کیا[2] ——

آج کل بلاد اسلامیہ میں خصوصاً پاکستان میں معرا اور مترجم قرآن شائع ہو رہے ہیں، ایک سے ایک اعلیٰ، ایک سے ایک حسین، ایک سے ایک جمیل —— تاج کمپنی (کراچی۔ لاہور) قرآن کی اشاعت میں غالباً دنیا کے تمام اشاعتی اداروں پر سبقت لے گئی ہے —— اس کے علاوہ پاکستان اور دیگر بلاد اسلامیہ میں اور بہت سے اداروں نے قرآن کی طباعت و اشاعت کا خاص اہتمام کیا —— حال ہی میں مدینہ منورہ (سعودی عرب) میں طباعت کا ایک عظیم الشان کمپلیکس قائم کیا گیا ہے جو ڈیڑھ لاکھ مربع میٹر کے رقبے پر پھیلا ہوا ہے —— اس مرکز میں سالانہ قرآن مجید کی سات لاکھ کاپیوں کی طباعت کی گنجائش ہو گی —— قرآن مجید کی طباعت کے علاوہ سالانہ بیس ہزار آڈیو اور وڈیو کیسٹ بھی تیار ہو سکیں گے[3] ——

---

[1] انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا، ج ۱۳، مطبوعہ امریکہ، ص ۲۴۵

[2] دائرۃ المعارف الاسلامیہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۸ء، ج ۱۶/۱، ص ۲۵۸

[3] اخبار جنگ (کراچی)، شمارہ ۴ دسمبر ۱۹۸۴ء، ص ۱۶، ک ۲

۴

(ا)

جس خط میں قرآن لکھا گیا اس کو خط جزم کہا جاتا تھا بعد میں خط کوفی نے اس کی جگہ لے لی۔ خط جزم کے نمونے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نامہائے گرامی کی شکل میں آج بھی نظر آتے ہیں۔ مثلاً مندرجہ ذیل بادشاہوں کے نام، نامہائے مبارک کے عکس آج بھی دستیاب ہیں:

(۱) بنام مقوقس

(۲) بنام منذر بن ساوی عبدی

(۳) بنام نجاشی [۱]

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تقریباً ۲۵۰ خطوط تاریخ نے محفوظ کئے ہیں جو آپ نے مختلف قبائلی شیوخ، صوبائی افسروں اور ہمسایہ حکمرانوں کے نام تحریر فرمائے تھے [۲]

۱؎ (ا) محمد حمید اللہ ڈاکٹر: رسول اکرم کی سیاسی زندگی، مطبوعہ کراچی، ۱۹۶۱ء، ص ۱۳۳

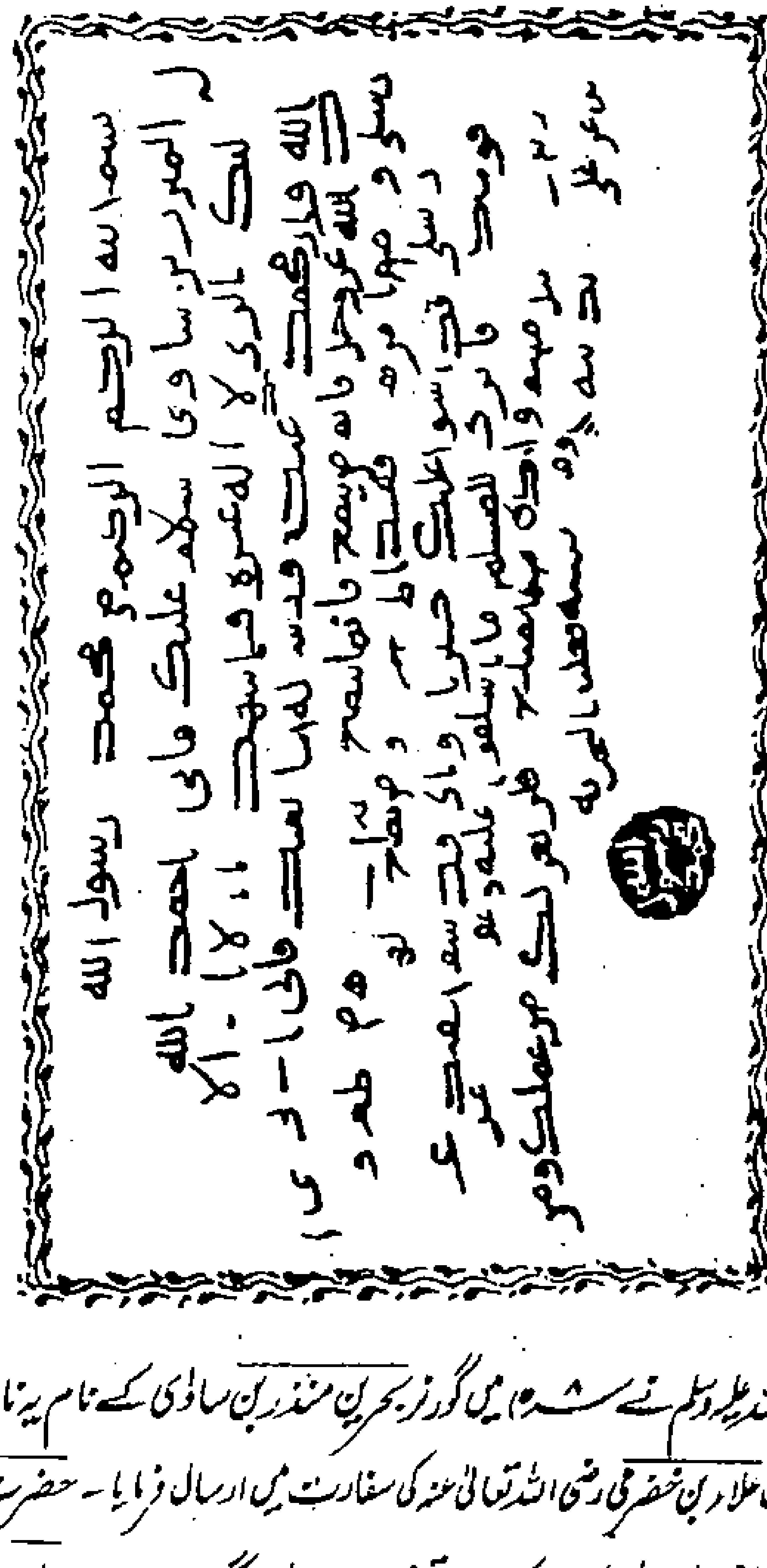
(ب) حفظ الرحمٰن سیوہاروی: بلاغ مبین، مطبوعہ دھلی، ص ۱۵۰، ۱۷۷

۲؎ محمد حمید اللہ، ڈاکٹر: رسول کریم کی سیاسی زندگی، ص ۱۰۶



حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سنہ ۶ھ میں یہ نامہ مبارک شاہ مصر مقوقس کے نام حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سفارت میں ارسال فرمایا۔ یہ نامہ مبارک مقوقس کو اسکندریہ میں دیا گیا جو اس وقت مصر کا دارالسلطنت تھا۔ مقوقس اس وقت دریائے نیل میں سیر کر رہا تھا، نامہ مبارک سے کر بہت خوش ہوا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں بہت سے تحائف ارسال کئے۔

(حفظ الرحمٰن سیوہاروی، بلاغ مبین، مطبوعہ دہلی، ص ۱۴۹)



حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۸ھ میں گورنر بحرین منذر بن ساوی کے نام یہ نامۂ مبارک حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سفارت میں ارسال فرمایا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آپ کے ہمراہ تشریف لے گئے۔ حضرت علاء نے بحرین پہنچ کر گورنر موصوف کو یہ نامۂ مبارک دیا اور وہ بہت خوش ہوا اور بعد میں مشرف باسلام ہو گیا۔ (حفظ الرحمن سیوہاروی: بلاغ مبین، مطبوعہ دہلی، ص ۱۷۴-۱۷۶)

ابتداءمیں قرآن حکیم جس انداز سے کتابت کیا گیا اس میں حروف منقوطہ پر نقطے نہیں تھے، ویسے حروف پر نقطوں کا استعمال عہد نبوی بلکہ اس سے قبل بھی ہوتا تھا۔ عہد فاروقی کی ایک تحریر جھلی پر لکھی ہوئی ملی ہے، جس پر ۲۲ھ بھی لکھا ہوا ہے۔ اس میں حروف پر نقطے ہیں [۱] لیکن جیسا کہ صاحب تفسیر روح البیان نے لکھا ہے ابتداء میں حروف پر نقطے اعراب کے قائمقام سمجھے جاتے تھے مثلاً حرف کے اوپر نقطہ زبر کی علامت تھا، حرف کے نیچے نقطہ زیر کی علامت تھا، حرف کے اندر نقطہ پیش کی علامت تھا۔ اور غنہ کے لئے دو نقطے استعمال کئے جاتے تھے۔ چنانچہ ۲۲ھ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ابو الاسود الدوئلی نے اعراب کے لئے نقطوں کو استعمال کیا پھر ان کے شاگرد نصر بن عاصم اور یحییٰ بن یعمر نے نقطوں کے بجائے زیر، زبر، پیش کی موجودہ شکلیں وضع کیں اور نقاط سے لفظوں کی حیثیت متعین کی۔ یہ کام ۸۷ھ کے لگ بھگ ہوا۔ [۲] بعد میں عہد بنو عباس میں خلیل بن احمد نے ۱۷۰ھ میں شدہ مدہ، ہمزہ، سکون، وصل وغیرہ کے لئے علامات متعین کیں۔ ہمزہ کے لئے سر عین ء، تشدید کے لئے سر سین ّ، اور جزم کے لئے سر جیم (ْ)، مد کے لئے ایک خاص خط ~ ایجاد کیا اور نقطوں کو اعراب سے بدلا [۳]۔

عہد نبوی میں علامات رموز و اوقاف کا رواج بھی نہ تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر لیا کرتے تھے کہ کہاں ٹھہرنا ہے، کہاں ملا کر پڑھنا ہے وغیرہ وغیرہ، آپ زبانی تعلیم فرمایا کرتے تھے، بعد میں رموز و اوقاف کے لئے علامات رائج ہوئیں۔ چناں چہ عہد صحابہ میں آیت کی علامت تین نقطے ∴ قرار پائے۔ یہ آیت کے شروع میں

---

[۱] مکتوب ڈاکٹر محمد حمید اللہ از پیرس (فرانس) مؤرخہ ۲۳ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ۔

[۲] عبد الصمد صارم ازہری، تاریخ القرآن مطبوعہ لاہور ص ۱۲۶ (بحوالہ نثر المرجان، ج ۱؛ خزینۃ الاسرار؛ حلیۃ الاذکار مطبوعہ مصر

[۳] اسماعیل حقی، تفسیر روح البیان، مطبوعہ استانبول، ج ۹، ص ۹۹۔

لگائے جاتے تھے۔ عہد عثمانی میں آیت کے بعد لگائے جانے لگے اور دس آیتوں کے بعد ۵ علامت لگائی جاتی تھی جس کو تعشیر کہتے ہیں۔ قدیم مخطوطات میں یہ علامت ملتی ہے۔ ابوالاسود الدوئلی نے آیت کا نشان ○ مقرر کیا پھر مندرجہ ذیل علامات بعد میں ایجاد ہوئیں :-

م ، ط ، ج ، ز ، ص ، ق ، صلی ، قف ، لا ، س ، وقفہ وغیرہ وغیرہ۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تراویح میں اول دس آیتیں پڑھنے کا حکم دیا تھا، بعد میں جس جگہ مطلب ختم ہوتا، رکعت ختم کرتے تھے اس طرح رکوع متعین ہوئے مگر تحریر میں بعد میں آئے اور علامت رکوع ابو عبداللہ محمد بن محمد طیغورالسجاوندی نے چھٹی صدی ہجری کے آخر میں ایجاد کی ؎۱ قرآن کریم کے حاشیے میں اس طرح ع لکھا ہوتا ہے۔ ع ، یہاں ع علامت رکوع کی ہے، عین کے اوپر کا ہندسہ سورت کے رکوع کا نمبر ہے اور عین کے نیچے کا ہندسہ پارے کے رکوع کا نمبر ہے اور عین کے درمیان کا ہندسہ رکوع کی آیات کی تعداد کا ہے ——

عبدالملک بن مروان کے زمانے میں حجاج بن یوسف نے ایک مجلس قائم کی جس میں یہ حضرات شریک تھے۔

۱۔ امام حسن بصری
۲۔ مالک بن دینار
۳۔ ابی العالیہ السریغی
۴۔ ابی نصر محمد بن عاصم اللیثی
۵۔ عاصم بن میمون الجعدی
۶۔ یحییٰ بن یعمر
۷۔ راشد الحماری

ان حضرات نے قرآن کریم کے حروف شمار کئے اور باعتبار حروف ربع، نصف، ثلث کی تقسیم کی۔ مصر اور بلاد مغرب میں ہر جز دو حزبوں پر تقسیم ہے اور ہر حزب ربع، نصف ثلث پر۔ یہ دونوں تقسیمیں حجاج بن یوسف نے قائم کیں ؎۲ پاروں میں تقسیم بعد کی معلوم

؎۱ عبدالصمد صارم ازہری : تاریخ القرآن، مطبوعہ لاہور، ص ۱۲۲ - ۱۲۳

؎۲ ایضاً، ص ۱۲۶ / بحوالہ فنون الافنان فی عجائب القرآن ؛ الجامع لاحکام القرآن، کتاب المصاحف)

ہوتی ہے۔

ابتداء میں قرآن حکیم کتابت کرتے وقت سورتوں کے نام نہیں لکھے جاتے تھے۔ بلکہ سورت کے شروع میں بسم اللہ لکھی جاتی تھی جس سے اندازہ ہو جایا کرتا تھا کہ نئی صورت شروع ہو رہی ہے بعد میں عہد عثمانی میں سورت کے نام بھی لکھے جانے لگے۔

قرآن کریم کو باعتبار حروف تیس پاروں میں تقسیم کیا گیا۔ یعنی قرآن کریم کے کل حروف شمار کر کے ان کو تیس پر تقسیم کیا پھر ہر پارے کو حاصل تقسیم کے مطابق تقسیم کیا، جہاں متعینہ حروف پورے ہو گئے وہاں سے آگے دوسرا پارہ شروع کر دیا گیا۔ غالباً اس تقسیم میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی کہ قرآن کو ایک ماہ میں ختم کرو، محرک ثابت ہوا اور رمضان المبارک کی تیس تراویح اور مہینے کے کم و بیش تیس ۳۰ ایام کو پیش نظر رکھ کر قرآن کو تیس ۳۰ حصوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ تقسیم عہد عثمانی میں کی گئی۔ مگر ہمارے خیال میں یہ تقسیم بعد کی معلوم ہوتی ہے چنانچہ ڈاکٹر صبحی صالح کا خیال یہ ہے کہ یہ تقسیم مدارس میں ضرورۃً کی گئی اور زیر تعلیم بچوں کی سہولت کے لئے پاروں کو الگ الگ کیا گیا۔ [۵۱]

ایک تاریخی شہادت سے اندازہ ہوتا ہے کہ چوتھی صدی ہجری میں قرآن کریم کو تیس پاروں میں تقسیم کیا جا چکا تھا۔ چنانچہ یاقوت حموی نے مشہور خطاط ابن البواب (م ۴۱۳ھ / ۱۰۲۲ء) کے حالات میں بہاؤ الدین دیلمی کے کتب خانے کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔

"مؤلف کتاب المفاوضہ لکھتا ہے کہ ابو الحسن علی بن ہلال معروف بہ ابن البواب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں شیراز میں عضد الدولہ کے بیٹے بہاؤ الدولہ کے کتب خانے کا انچارج تھا، ایک روز میں نے بکھری ہوئی کتابوں میں سیاہ جلد کا ایک نسخہ دیکھا، جب اس کو کھولا تو معلوم ہوا کہ وہ قرآن کریم کے تیس پاروں میں سے ایک پارہ ہے جو ابو علی (محمد بن الحسین بن محمد) بن مقلہ (بیضاوی) (م ۳۲۸ھ / ۹۳۹ء) کے خط میں لکھا ہوا ہے۔ میں نے اس کو ایک طرف رکھ دیا اور دوسرے

[۵۱] ڈاکٹر صبحی صالح: علوم القرآن، ص ۱۴۱ (بحوالہ علامہ زرکشی، البرہان، ج ۱، ۲۵۰)۔

پارے ڈھونڈنے شروع کئے، تلاش بسیار کے بعد ۲۹ پارے جمع ہوئے، بہت ڈھونڈا مگر کتب خانے میں تیسواں پارہ نہ ملا، مجھے یقین ہو گیا کہ یہ نسخہ ناقص الآخر ہے"۔[1]

الغرض عہد خلافت راشدہ اور عہد بنوامیہ میں متن قرآن اور کتابت قرآن کو نکھارنے اور سنوارنے کی پوری پوری کوشش کی گئی اور قرآن اہل عرب و اہل عجم کی نگاہوں میں حسین سے حسین تر ہوتا چلا گیا۔

(ب)

خیال یہ تھا کہ اعراب اور اوقاف و رموز کی ایجاد سے غیر عربی مسلمانوں کے لیے کچھ آسانیاں پیدا ہو جائیں گی مگر الفاظ کا صحیح تلفظ خود ایک اہم مسئلہ ہے۔ جس زبان کے حروف تہجی ہوں زبان والا ان کی صحیح ادائیگی کر سکتا ہے دوسرا نہیں ——— دوسری زبان والے کے لیے بہت سے مسائل پیدا ہو جاتے ہیں اور قرآن کی تلاوت کا حق اس وقت تک ادا نہیں ہو سکتا جب تک اس کو صحیح تلفظ کے ساتھ نہ پڑھا جائے۔ اس مشکل کو دیکھتے ہوئے علماء نے فن تجوید و قرأت کو فروغ دیا جو ایک مستقل فن ہے اور اسلامی نقطۂ نظر سے ایک عظیم فن ——— علماء اسلام نے اس فن میں سیکڑوں تصانیف یادگار چھوڑی ہیں غالباً دوسری کسی آسمانی کتاب کے لیے اس فن کی کتاب موجود نہیں یہ امتیاز صرف قرآن کو حاصل ہے کہ اس کے حاملین نے پڑھنے کا طریقہ بھی بتایا چنانچہ فن قرأت و تجوید میں مندرجہ ذیل صحابہ ممتاز نظر آتے ہیں: ———

(۱) ——— حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲) ——— حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہ الکریم

---

[1] ابوالفضل ذابح: کاغذ سازی در تمدن اسلامی، مشمولہ کیہان فرہنگی، سال دوم، شمارہ ۷، شہریور ماہ ۶۴، ص ۳۲۔

- ـــــــ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ[۱]
- ـــــــ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ـــــــ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ[۲]
- ـــــــ حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ـــــــ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ـــــــ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ[۳]
- ـــــــ حضرت سالم بن معقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ[۴]

جس طرح ائمہ حدیث ہیں اسی طرح ائمہ قرأت بھی ہیں جن کا سلسلہ قرأت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر منتہی ہوتا ہے ـــــــ ائمہ قرأت یہ حضرات ہیں: ـــــــ

- ـــــــ حضرت نافع مدنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ـــــــ حضرت ابن کثیر مکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ـــــــ حضرت ابو عمرو بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ـــــــ حضرت ابن عامر شامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ـــــــ حضرت عاصم کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ـــــــ حضرت امام حمزہ کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ـــــــ حضرت امام کسائی کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ـــــــ حضرت یعقوب حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ـــــــ حضرت ابو جعفر یزید بن القعقاع مدنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ـــــــ

[۱-۴] جلال الدین سیوطی: الاتقان فی علوم القرآن، ج ۱، مطبوعہ کراچی، ص ۱۷۷

———— حضرت خلف بن ہشام بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ[1]

صحابہ کرام میں قرآن حکیم کے قراء تو تھے ہی مگر حفاظ بھی تھے جنہوں نے اس کو اپنے سینوں میں محفوظ کر لیا تھا ان میں یہ حضرات قابل ذکر ہیں: ————

- ———— حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ———— حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ———— حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ———— حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ———— حضرت ابوزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ———— حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ———— حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ———— حضرت سعید بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ———— حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ
- ———— حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ———— حضرت سالم بن معقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ———— حضرت مولی ابی حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ[2]

۳۲ سے زیادہ حفاظ صحابہ کے نام حدیث و سیر کی کتابوں میں ملتے ہیں ———— یقیناً بکثرت صحابہ حافظ قرآن ہوں گے چونکہ قرآن پڑھنے اور یاد کرنے کا جس شان سے اہتمام کیا گیا دنیا کی تاریخ میں کسی کتاب کے لیے ایسا اہتمام نہیں ملتا، پھر اس عہد میں لوگوں کی

---

[1] محمد احمد اعظمی، مولانا: تدوین قرآن، مطبوعہ الٰہ آباد ۱۹۸۱ء ص ۱۶۶—۱۷۶

[2] ایضاً، ص ۳۲

قوت حافظہ بھی اپنے عروج پر تھی اس لیے اہل مکہ کا ادبی ذوق، قوت حافظہ اور یاد کرنے کا اہتمام یہ سب باتیں بتاتی ہیں کہ حفاظ کی تعداد بہت ہو گی چنانچہ عہد صدیقی میں جنگ یمامہ میں ۷۰۰ صحابہ کی شہادت کی خبر ملتی ہے[1]

(ح)

کاتبین قرآن، جامعین قرآن، قراء قرآن اور حفاظ قرآن کے بعد معلمین قرآن کا نمبر آتا ہے ——

قرآن حکیم میں حق جل مجدہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت فرمائی :——

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ ط [2]

ترجمہ :-

اے رسول پہنچا دو جو کچھ اترا تمہیں تمہارے رب کی طرف سے ——

اور مسلمانوں کو حکم دیا :——

فَآمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَالنُّورِ الَّذِي أَنْزَلْنَا ط [3]

ترجمہ :-

تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر اور اس نور پر جو ہم نے اتارا ——

---

[1] بدر الدین محمود بن احمد عینی؛ عمدۃ القاری، ج ۲، ص ۱۶۷

[2] القرآن الحکیم؛ سورۃ المائدہ، ۶۷

[3] القرآن الحکیم؛ سورۃ التغابن، ۸

چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود صحابۂ کرام کو قرآن پڑھایا جب تعداد اور مصروفیات زیادہ ہو گئیں تو جنہوں نے قرآن پڑھا تھا تب ان سے فرمایا کہ اب وہ دوسرے صحابہ کو پڑھائیں ۔۔۔۔۔۔

جو قبائل مسلمان ہو نے مدینہ منورہ میں آتے ان کے ساتھ قرآن پڑھا لکھا ایک صحابی ساتھ کر دیا جاتا ۔۔۔۔۔۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر قبیلے، ہر قریہ، ہر شہر میں ایک معلم قرآن صحابی مقرر فرمایا جن کا رات دن یہی کام ہوتا کہ قرآن حکیم کی تعلیم دیتے ۔۔۔۔۔۔ جن گھروں میں اسلام پہنچا وہاں مساجد بنائی گئی تھیں جہاں رات دن قرآن پڑھا جاتا تھا ۔۔۔۔۔۔ عہد نبوی میں دوسرے مقامات پر معلمین قرآن کی ضرورت ہوتی تو بھیج دیے جاتے ۔ چنانچہ سنہ ۸ ھ میں ابو براء کے ساتھ بنی عامر کے لیے ۷۰ معلمین قرآن روانہ کیے ۔۔۔۔۔۔ مناسب پر تقرری کے لیے فضیلت و لیاقت کا معیار قرآن حکیم قرار دیا گیا جو قرآن کا زیادہ عالم ہوتا اس کو معاشرے میں زیادہ وقار ملتا اور کیوں نہ ملتا کہ قرآن خود ان کے اصلاح حال کی گواہی دے رہا ہے ۔۔۔۔۔۔

ارشاد ہوتا ہے : ۔۔۔۔۔۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ
وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ
سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ [۱]

ترجمہ :۔

اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور اس پر ایمان لائے
جو محمدؐ پر اتارا گیا اور وہی ان کے رب کے پاس حق ہے ۔ اللہ نے
ان کی برائیاں اتار دیں اور ان کی حالتیں سنوار دیں ۔

۱؎ القرآن الحکیم ، سورۃ محمد ، ۲

- ظاہر ہے ایسی حالت میں لوگ قرآن کی تعلیم کی طرف لپکتے ہوں گے جس طرح ہمارے معاشرے میں جدید تعلیم کی طرف لپکتے ہیں کیونکہ اس سے معاشرے میں ان کا وقار بلند ہوتا ہے ——

کاش قرآن حکیم کو جو وقار عہد نبوی میں ملا تھا وہی وقار ہمارے معاشرے میں ملتا تو ہر طرف نیکی اور نیک دلی کا دور دورہ ہوتا —— مگر اس کے لیے ایک عظیم انقلاب کی ضرورت ہے۔



۵

(ا)

نزول قرآن، صاحب قرآن، کتابت قرآن و تدریس قرآن کے بارے میں عرض کیا گیا

——— لیکن دل پوچھتا ہے کہ قرآن کیا ہے؟ ——— بے شک

سفینہ چاہیے اس بحرِ بیکراں کے لیے

اس کی حقیقت کو اتارنے والا جانے یا وہ جانے جس پر یہ قرآن اتارا گیا ——— مگر

الفاظ و حروف اور علم و دانش کا خالق تو اعلان کر رہا ہے :———

مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ [1]

ترجمہ:-

ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا

اور فرماتا ہے : ———

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ

[1] القرآن الحکیم : سورۃ الانعام، ۳۸

شَیْءٍ وَّ هُدًی وَّ رَحْمَةً وَّ بُشْرٰی
لِلْمُسْلِمِیْنَ ۝ [۱]

ترجمہ:-

اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے اور ہدایت اور رحمت اور بشارت مسلمانوں کو ــــــــــ

اور فرماتا ہے:ــــــــــ

مَا کَانَ حَدِیْثًا یُّفْتَرٰی وَلٰکِنْ تَصْدِیْقَ
الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَتَفْصِیْلَ کُلِّ
شَیْءٍ وَّ هُدًی وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ
یُّؤْمِنُوْنَ ۝ [۲]

ترجمہ:-

یہ کوئی بناوٹ کی بات نہیں لیکن اپنے سے اگلے کاموں کی تصدیق ہے اور ہر چیز کا مفصل بیان اور مسلمانوں کے لیے ہدایت اور رحمت ــــ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-
جو علم چاہے وہ قرآن کو لازم کرلے اس میں اولین و آخرین کی خبریں ہیں۔[۳]

ایک جگہ فرمایا:ــــــــ

کتاب اللہ میں تم سے پہلے واقعات کی بھی خبر ہے، تم سے بعد

---

[۱] القرآن الحکیم ؛ سورۃ النحل ، ۸۹

[۲] القرآن الحکیم ؛ سورۃ یوسف ، ۱۱۱

[۳] محمد نعیم الدین مرادآبادی ، خزائن العرفان فی تفسیر القرآن ، مطبوعہ کراچی ، ص ۳۳۱

کے واقعات کی بھی اور تمہارے مابین کا علم بھی[1]

قرآن حکیم خود کہہ رہا ہے کہ اس میں اجمال بلکہ آیات کی تفصیل ہے مگر قرآن سمجھنے کے لیے اور قرآن کا جلوہ دیکھنے کے لیے نگاہِ مصطفٰے کہاں سے لائیں؟ ——— تفصیل و تشریح کے لیے قرآن حکیم بار بار ارشاد فرما رہا ہے:———

وَهُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ اِلَیْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ؕ[2]

ترجمہ:-

اور وہی ہے جس نے تمہاری طرف مفصل کتاب اتاری۔

اور فرمایا:———

وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰی عِلْمٍ[3]

اور بیشک ہم ان کے پاس ایک کتاب لائے جسے ہم نے ایک بڑے علم سے مفصل کیا۔

اور فرماتا ہے:———

كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰیٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِیْمٍ خَبِیْرٍ ۙ[4]

---

[1] محمد نعیم الدین مراد آبادی: خزائن العرفان فی تفسیر القرآن، مطبوعہ کراچی، ص ۳۳۱

[2] القرآن الحکیم! سورۃ الانعام، ۱۱۴

[3] القرآن الحکیم! سورۃ الاعراف، ۵۲

[4] القرآن الحکیم! سورۃ ہود، ۱

ترجمہ:۔

یہ ایک کتاب ہے جس کی آیتیں حکمت بھری ہیں پھر تفصیل کی گئی حکمت والے خبردار کی طرف سے ۔

اور فرماتا ہے :۔۔۔۔۔۔۔۔

كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ [1]

ایک کتاب ہے جس کی آیتیں مفصل فرمائی گئیں۔

جس کے سامنے معانی دغوامض قرآن کے پردے اٹھ چکے تھے اس کی نگاہ کا عالم کیا پوچھنا

اسی لیے جہاں یہ فرمایا کہ ہم نے ایسا قرآن اتارا جس میں ہر چیز کا روشن بیان ہے تو اس سے قبل ہی یہ فرمایا:۔۔۔۔۔۔۔۔

وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ ؕ [2]

ترجمہ:۔

اور جس دن ہم ہر گروہ میں ایک گواہ انھیں میں سے اٹھائیں گے کہ ان پر گواہی دے اور اے محبوب تمہیں ان سب پر شاہد بنا کر لائیں گے ۔۔۔۔۔۔۔

---

[1] القرآن الحکیم / سورۃ حٰم السجدہ ، ۳

[2] القرآن الحکیم / سورہ النحل ، ۸۹

(ب)

جوں جوں زمانہ گزرتا گیا محققین و مفسرین قرآن نئے نئے علوم کا استخراج و استنباط کرتے گئے ــــــ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت سے مطالعہ قرآن کے لیے صحابہ اور ان کے طفیل اکابر امت کو جو نظر ملی اس کا کیا بیان کیا جائے؟

چند تاثرات ملاحظہ ہوں ــــــ

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:ــــــ

ہر چیز قرآن میں ہے اور کوئی چیز جو قرآن میں رہ گئی وہ ابد تک رہ گئی [1]

آپ نے یہاں تک فرمایا:ــــــ

لو ضاع عقال بعير لوجدته في كتاب الله ـ

ترجمہ:ــ

اگر میرے اونٹ کی رسی کھو جائے تو میں اسے کتاب اللہ میں پاؤں گا ــــــ

امام فخر الدین رازی نے لکھا ہے کہ صرف اعوذ باللہ اور بسم اللہ سے ہزاروں نہیں لاکھوں مسائل مستنبط ہو سکتے ہیں ــــــ قاضی ابوبکر بن عربی فرماتے ہیں، قرآن کریم میں ۷۷۴۵۰ علوم ہیں [2] ــــــ

---

[1] جلال الدین سیوطی: الاتقان فی علوم القرآن، ج ۱، ص ۔۔۔

[2] جلال الدین سیوطی: الاتقان فی علوم القرآن، ج ۲، ص ۱۲۷-۱۲۸

علوم قرآن کے ذیل میں بہت سے علوم آتے ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں :۔
علم التفسیر، علم اسباب نزول قرآن، علم القراٰت، علم اعراب القرآن، عجائب القرآن، علم اعجاز القرآن، لغات القرآن، اسلوب القرآن، علم الاشتقاق، غریب القرآن، تاریخ القرآن، امثال القرآن، مضامین القرآن، قصص القرآن، رسم القرآن، علم المکی والمدنی، علم الناسخ والمنسوخ، احکام القرآن، علم المحکم والمتشابہ، جمع القرآن، اقسام القرآن، علم الوقف والابتداء، فضائل القرآن وغیرہ وغیرہ

تقریباً ایک ہزار برس علوم قرآن کا اتنا چرچا تھا کہ ایک ایک طالب علم علوم القرآن پر ایک ایک سو کتابیں پڑھتا اور سنتا تھا چنانچہ ابوبکر محمد بن خیر بن عمر بن خلیفہ الاموی الاشبیلی (۵۰۲ھ/۱۱۰۸ء) نے اپنے شیوخ اور اساتذہ سے علوم القرآن پر ایک سو کتابیں پڑھیں یا سنیں [۱] ان کی فہرست دائرۃ المعارف الاسلامیہ (ج ۱۶، ص ۶۰۹ - ۶۱۲) میں موجود ہے ۔

علوم قرآن میں عربی، فارسی اور اردو میں کتنی کتابیں لکھی گئیں اس کا اندازہ کرنا ممکن نہیں ——— ہزاروں کتابیں وہ ہیں جو معدوم ہو چکی ہیں، ہزاروں وہ ہیں جو موجود ہیں مگر ان کے نام نہیں معلوم، ہزاروں وہ ہیں فہرستوں میں جن کے نام موجود ہیں، ہزاروں وہ ہیں جو دنیا کے کتب خانوں میں محفوظ ہیں اور چھپی نہیں، ہزاروں وہ ہیں جو چھپ چکیں اور ہزاروں وہ ہیں جو منتظر طباعت ہیں، مقالہ نگار دائرۃ المعارف الاسلامیہ نے تو تقریباً پانچ سو برس قبل کی علوم القرآن پر ۲۰۸ عربی کتابوں کی فہرست دی ہے [۲]، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ علوم القرآن پر علماء نے کس سرعت سے کام کیا ہے اور ایک عظیم ذخیرہ یادگار چھوڑا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے صرف مضامین القرآن کے تحت مندرجہ ذیل علوم پنج گانہ سے بحث کی ہے :۔

---

[۱] دائرۃ المعارف الاسلامیہ، ج ۱۶/۱، ص ۶۰۹

[۲] ایضاً : ج ۱۶/۱، ص ۵۹۸ — ۶۰۹

۱۔ علم احکام

اس میں عبادات و معاملات تدبیر منزل اور سیاست مدن وغیرہ سے متعلق تفصیلات آتی ہیں۔

۲۔ علم مناظرہ

مشرکین، نصاریٰ، یہود اور منافقین سے مباحثات، ان کے باطل عقائد کی قباحت کا ذکر اور ان کے شبہات کا ازالہ اس ذیل میں آتا ہے۔

۳۔ تذکیر بآلاء اللہ

فطرتِ بشری کے متعلق اسماء و صفاتِ اعلیٰ کا ذکر اور اس کے ماحول کی روشنی میں اُن کی تعلیم و تفہیم۔

۴۔ تذکیر بایام اللہ

وہ واقعات و حادثات جو حق و باطل کے درمیان کش مکش کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہیں اور انسان کے لیے ترغیب و ترہیب کا کام انجام دیتے ہیں۔

۵۔ تذکیر بالموت و بمابعد الموت

انسانی موت کی کیفیت، موت کے بعد کی کیفیات، قیامت اور علامات قیامت جنت و دوزخ اور اسی قسم کی دوسری تفصیلات اس علم کے تحت

آتی ہیں۔

یہ تو قرآن میں ایک عالم و عارف کی نظر نے پایا ——— لیکن حقیقت یہ ہے کہ قرآن حکیم علوم و فنون کا ایک بحر بے کراں ہے، جوں جوں زمانہ گزرتا جاتا ہے معانی قرآن سے پردے اٹھتے چلے جاتے ہیں اور نئے نئے انکشافات سامنے آتے چلے جاتے ہیں ———

(ج)

قرآن اور سائنسی انکشافات[۱]، قرآن اور عصری ایجادات[۲]، اسرائیل اور قرآن کی پیش گوئیاں[۳] کے موضوعات پر مشرق و مغرب کے تین مصنفین نے قلم اٹھایا ہے، ان کی تحلیقات و نگارشات پڑھ کر حیرت بڑھتی جاتی ہے ——— الغرض الٰہیات ہو یا مذہبیات، فقہیات ہو یا اخلاقیات، فلکیات ہو یا ارضیات ہر علم و فن کا ماہر جب قرآن کو دیکھتا ہے تو ایک نیا جہاں پاتا ہے، یہاں کیفیت یہ ہے کہ

مجبور یک نظر آ، مختار صد نظر جا!

جیسا کہ عرض کیا گیا خود قرآن فرماتا ہے: ———

مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ[۴] (ترجمہ) ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا۔

---

[۱] Maurice Buccaille: La Bible Le Coran et La Science.

[۲] احمد بن محمد صدیق الغماری الحسنی: مطابقۃ الاختراعات العصریہ لما اخبر بہ سید البریۃ، مطبوعہ مصر

[۳] Ali Akbar: Israel and the Prophecies of the Holy Quran, Cardiff (UK),1974.

[۴] القرآن الحکیم، سورۃ الانعام، ۳۸

اور :—

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ
شَيْءٍ [1]

ترجمہ :-

اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے —

قرآن حکیم میں ڈوبنے والے قیامت تک عجائبات اور معجزات پاتے رہیں گے لیکن وہ لوگ جو ابھی ڈوبے نہیں ہیں ان کے سامنے عجائبات کی ایک دنیا ہے — قرآن حکیم عجائبات و معجزات سے پُر ہے، اقبال نے سچ کہا تھا ؎

صد جہان تازہ در آیات اوست،

عصرہا پیچیدہ در آیات اوست

دورِ جدید کے ایک ماہر شماریات راشد الخلیفہ مصری نے جب قرآن پر نظر ڈالی تو ان کو یہاں ایک نیا جہاں نظر آیا — آیئے اس جہاں کی آپ بھی سیر کریں اور قرآن حکیم کے اعجاز ابدی کا مشاہدہ کریں :—

ابتداء میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے حروف کا شمار کیا جاتا ہے تو ۱۹ حروف بنتے ہیں، پھر اس کے تمام الفاظ قرآن حکیم میں جتنی بار آئے ہیں وہ فرداً فرداً ۱۹ کا حاصل ضرب قرار پاتے ہیں —

— ۱۹ کا عدد خود ایک معجزہ ہے۔ اس میں ۱، اور ۹، ایسے اعداد ہیں جس میں علم ریاضی کے تمام اشکال ہندسہ موجود ہیں جن پر علم الحساب کا دار و مدار ہے اور اتفاق ہے کہ سورۃ المدثر میں خود قرآن حکیم میں ۱۹ کے عدد کا ذکر ہے :—

عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ [2]

(ترجمہ) اس پر ۱۹ دارو غہ ہیں۔

---

[1] القرآن الحکیم : سورۃ النحل ، ۸۹

[2] القرآن الحکیم : سورۃ المدثر : ۳۰

سورۃ العلق قرآن حکیم کی سورتوں کی معکوس گنتی کی جائے تو ۱۹ ویں نمبر پر آتی ہے ـــــــ
اسی طرح حرف 'ق'، دو سورتوں 'ق' اور سورۃ الشعراء میں حرف ابتدائیہ ہیں ـــــــ دونوں سورتوں میں یہ حرف ۵۷ مرتبہ آیا ہے۔ یہ عدد ۱۹ اور ۳ کا حاصل ضرب ہے ـــــــ
سورۃ ق کی آیت نمبر ۱۳ میں 'اخوان لوط' آیا ہے، قرآن حکیم میں لوط کا ذکر ۱۲ مرتبہ آیا ہے، سوائے اس مقام کے ہر مقام پر 'قوم لوط' کہا گیا ہے ـــــــ مگر یہاں 'قوم لوط' کے بجائے 'اخوان لوط' فرمایا، ماہرین شماریات کا کہنا ہے کہ سورۃ ق میں حرف 'ق'، ۵۷ مرتبہ آیا ہے جو ۱۹ پر تقسیم ہوتا ہے اگر 'اخوان لوط' کی جگہ 'قوم لوط' آتا تو یہ عدد ۵۷ کے بجائے ۵۸ ہو جاتا جو ۱۹ پر تقسیم نہ ہوتا ـــــــ

سورۃ القلم میں سورۃ کی ابتدا حرف 'ن' سے ہوتی ہے۔ اس سورت میں حرف 'ن'، ۱۳۳ بار آیا ہے جو ۱۹ کا حاصل ضرب ہے ـــــــ اعراف، مریم، ص میں حرف 'ص' ابتدائی حرف ہے ـــــــ تینوں سورتوں میں حرف 'ص' مجموعی طور پر ۱۵۲ مرتبہ آیا ہے جو ۱۹، اور ۸ کا حاصل ضرب ہے۔ سورۃ اعراف کی آیت نمبر ۶۹ میں ایک لفظ 'بصطۃ' آیا ہے حالانکہ عربی زبان میں اصل لفظ 'بسطۃ' ہے یہاں بطور خاص 'ص' سے لکھا، اوپر چھوٹا سا 'س' بنا دیا گیا۔ ـــــــ بات یہ ہے اگر یہاں 'ص' کی جگہ 'س' ہوتا تو حروف 'ص' کی مجموعی تعداد جو اوپر مذکور ہوئی ۱۵۲ کے بجائے ۱۵۱ رہ جاتی جو ۱۹ پر تقسیم نہ ہو سکتی ـــــــ

حروف مقطعات ۱۴ ہیں یہ حروف ۲۹ سورتوں کے ابتدا میں ۱۴ سیٹ بناتے ہیں اگر ان اعداد کو جمع کریں ۱۴ + ۲۹ + ۱۴ = ۵۷ تو حاصل جمع ۱۹×۳ کا حاصل ضرب بن جاتا ہے۔

ایک اور انکشاف سماعت فرمائیں ـــــــ قرآن حکیم میں ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے: ـــــــ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ [1]

---

[1] القرآن الحکیم ، سورۃ ہود ، ۷

ترجمہ:-

اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو چھ دنوں میں پیدا کیا۔

قرآن حکیم نے "دن" کا اطلاق مختلف مقامات پر مختلف زمانوں کے لیے کیا ہے۔ مثلاً ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے:-

وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۝ [1]

ترجمہ:

اور بیشک تمہارے رب کے یہاں ایک دن ایسا ہے جیسے تم لوگوں کی گنتی میں ہزار برس۔

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:-

تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ۝ [2]

ترجمہ:-

ملائکہ اور جبریل اس کی بارگاہ کی طرف عروج کرتے ہیں وہ عذاب اس دن ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے۔

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ علم الٰہی میں "دن" کی مقدار مختلف ادوار میں مختلف ہے۔ ____ جن چھ دنوں میں آسمان و زمین وجود میں آئے نہ معلوم ان دنوں کی مقدار کیا ہو

---

[1] القرآن الحکیم! سورۃ الحج، ۴۷

[2] القرآن الحکیم! سورۃ المعارج، ۴

گی! ——— مگر دورِ جدید کے اکتشافات نے اس مسئلے کو بھی حل کر دیا چنانچہ تخلیق کائنات پر بحث کرتے ہوئے جارج گیمادِ نے لکھا ہے: ———

اس کائنات کے کسی بھی حصے کی عمر کا تخمینہ لگائیں تو ہم کو ہمیشہ اور ہر طریقے سے ایک ہی جواب حاصل ہوتا ہے یعنی چھ بلین سال[۱] ———

جارج گیمادِ کی تحقیق کے مطابق تخلیق کائنات چھ بلین سال پہلے ہوئی اور قرآن حکیم نے اس تخلیق کی مدت میں چھ کا ہندسہ استعمال کیا ہے، ممکن ہے کہ جن چھ دنوں میں دونوں آسمان و زمین پیدا کیے گئے ان میں ہر سال کی مدت ایک بلین سال ہو ——— یہ ہیں قرآنی عجائبات۔

——— ویسے علوم قرآن میں اسباب نزول، ناسخ و منسوخ، محکم و متشابہ، اعراب القرآن، اسلوب القرآن، عجائب القرآن، اعجاز القرآن وغیرہ آتے ہیں ——— اسباب نزول پر ان علماء نے کتابیں لکھیں ہیں ——— ابن مطرب اندلسی (م ۴۰۲ھ)، علامہ واحدی (۴۶۸ھ)، علامہ سیوطی (م ۹۱۱ھ) ——— ناسخ و منسوخ پر لکھنے والوں میں یہ حضرات قابل ذکر ہیں ——— ابن واقد المروزی (م ۱۵۷ھ)، امام شافعی (م ۲۰۴ھ)، ابن ہلال النحوی (م ۵۲۰ھ)، ابن جوزی، (م ۵۹۷ھ) برہان الدین ناجی (م ۹۰۰ھ)، وغیرہ وغیرہ ——— اور اعجاز القرآن پر ان علماء نے کتابیں لکھیں ہیں ——— ابن یزید الواسطی (م ۳۰۶ھ)، ابوالحسن امانی (م ۳۸۴ھ)، خطابی (م ۳۸۸ھ)، ابوبکر باقلانی (م ۴۰۳ھ)، عبدالقاہر جرجانی (م ۴۷۴ھ) وغیرہ ——— علوم القرآن کے سلسلے میں مندرجہ ذیل کتابیں مطالعہ کی جاسکتی ہیں: ———

---

[۱] ریاض الحسن ندوی، "قرآن اور عصری تحقیقات"، مشمولہ سیارہ ڈائجسٹ (قرآن نمبر) لاہور، ج ۲، ص ۱۶۵-۱۶۹

۱۔ علامہ ابن جوزی	، فنون الافنان فی عجائب القرآن
۲۔ علامہ بدر الدین زرکشی	، البرہان فی علوم القرآن
۳۔ علامہ جلال الدین سیوطی	، الاتقان فی علوم القرآن
۴۔ عبد العظیم الزرقانی	، مناہل العرفان فی علوم القرآن

(د)

قرآن حکیم کے بہت سے علوم ہیں، بہت سے عجائبات ہیں، بہت سے معجزات ہیں، نظر والوں نے اس کا مشاہدہ کیا ہے اور اپنے مشاہدات قلم بند کیے ہیں ——— کیا کیا بیان کیجیے اور کہاں تک بیان کیجیے ——— عجائبات و معجزات کے علاوہ قرآن حکیم کے کچھ امتیازات بھی ہیں یہ بھی بجائے خود عجائبات و معجزات ہیں ——— قرآن کا عالم، عجیب ہے جتنا ڈوبتے جائیں گے گہرائی بڑھتی جائے گی ——— کس کی مجال کہ غواصی کا حق ادا کرے طائرانہ نظر ڈالیے تو یہ امتیازات نظر آتے ہیں:- ———

۱ —— جس زبان میں قرآن نازل ہوا وہ اس زبان کے ادب کا بہترین نمونہ ہے ——— ایسا نمونہ جس میں ذرا جھول نہیں ——— دنیا کے عظیم ادبی شہ پاروں میں جھول نظر آتا ہے ——— مگر قرآن کے ادبی کمال کا یہ عالم ہے کہ جن کو اپنی زبان پر ناز تھا اور ہے وہ آج تک مقابلے میں اسی جیسی ایک آیت بھی نہ لا سکے۔

انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا کے مقالہ نگار نے لکھا ہے: ———

The Quran itself is a miracle and cannot be imitated by man.

ترجمہ:۔

قرآن بجائے خود ایک معجزہ ہے انسان اس کی مثل نہیں لا سکتا ـــــــ

۲ ـــــ قرآن نازل ہوئے چودہ صدیاں گزر چکیں اتنی طویل مدت گزر جانے کے باوجود قرآن اسی طرح تروتازہ ہے جس طرح صدیوں پہلے تروتازہ تھا۔ ـــــــ زبان اتنے عرصے تک ایک حالت پر نہیں رہتی، نشیب و فراز آتے رہتے ہیں ـــــــ الفاظ بدل جاتے ہیں، الفاظ کے معانی بدل جاتے ہیں ـــــــ معانی کی تعبیرات بدل جاتی ہیں مگر قرآن کی زبان آج اسی طرح زندہ ہے کہ نہ صرف اس کے پڑھنے والے بلکہ سمجھنے والے اور سمجھانے والے سارے عالم میں، لاکھوں کی تعداد میں پھیلے ہوئے ہیں ـــــــ

۳ ـــــ کتابیں چھپتی ہیں اور چھپتے چھپتے ان کے متون میں رد و بدل ہوتا رہتا ہے، ـــــــ ایک ایڈیشن دوسرے ایڈیشن سے مختلف ہوتا جاتا ہے ـــــــ مگر قرآن کا متن کتابت و طباعت کی منزل سے گزرنے کے باوجود ایسا محفوظ ہے کہ دنیا کی کوئی مطبوعہ کتاب ایسی محفوظ نہیں ـــــــ صحت متن کے اعتبار سے دنیا کی ساری کتابوں میں قرآن حکیم محققین کی نظر میں خاص امتیاز رکھتا ہے ـــــــ ایسا امتیاز جس میں دنیا کی کوئی کتاب شریک نہیں ـــــــ

۴ کسی بھی کتاب کے ظاہر ہونے سے پہلے صاحب کتاب کا

تذکرہ کسی نے نہ کیا مگر صاحب قرآن کا تذکرہ و تعارف حبیب سے انبیاء
ورسل کی بعثت کا سلسلہ جاری ہے، برابر کرایا جا رہا ہے ــــــ
زبور میں اس کا ذکر ہے، توریت میں اس کا ذکر ہے، انجیل میں اس کا ذکر
ہے وید دں اور اپنشد دں میں اس کا ذکر ہے ــــــ

۵ ــــ قرآن حکیم جس انداز سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھوایا آج تک اسی
انداز سے لکھا جا رہا ہے ــــــ کتابت وخطاطی کے اسلوب
بدل گئے مگر قرآن حکیم کے اندازِ کتابت پر اس انقلاب کا اثر نہ ہوا
ــــــ لکھنے والوں نے الفاظ وحروف کی تو حفاظت کی ہی
ہے مگر اسلوب نگارش کی حفاظت کا بھی سخت اہتمام کیا ہے ـ مثلاً
قرآن حکیم میں، الصلوۃ، الزکوۃ، الربو، آیا ہے ــــــ
عربی میں ان الفاظ کو اس طرح بھی لکھا جا سکتا ہے ــــــ الصلاۃ
الزکاۃ، الربا ــــــ مگر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اس طرح نہ لکھوایا تھا اس لیے اسی طرح لکھا گیا جس طرح لکھوایا گیا۔

۶ ــــ قرآن حکیم نے نوع انسانی کے افکار واعمال پر اس شدت سے اثر
کیا کہ اس کے طرز فکر اور طرز زندگی کو بدل کے رکھ دیا ــــــ
چودہ سو سال گزر گئے آج تک مسلمان اس کو دل وجان سے لگائے
ہوئے ہیں اور اس کے مطابق حکومتیں اور سلطنتیں قائم کرنے کی
کوششیں کر رہے ہیں۔

۷ ــــ جس موضوع سے قرآن بحث کرتا ہے وہ کائنات پر محیط ہے
اس کا دائرہ ازل سے ابد تک پھیلا ہوا ہے ــــــ اس میں
وہ علوم بھی ہیں جو صدیاں گزر جانے کے بعد اب سامنے آرہے

ہیں اور آپ سے چلے جائیں گے ——— فکر و تدبر سے راہیں کھلتی چلی جاتی ہیں ———

۸ ——— قرآن اچانک نازل نہیں ہوا، ۲۲ برس میں نازل ہوا ہے ——— اگر یہ انسان کا کلام ہوتا تو زمانے کی تبدیلی اس کے اسلوب کلام پر اثر انداز ہوتی مگر شروع سے لے کر آخر تک اس کا ایک ہی رنگ ہے کہ یہ واحد قہار کا کلام ہے ———

۹ ——— ایک انسان بیک وقت دو کلام نہیں کر سکتا ——— اس کا اپنا ایک رنگ ہوتا ہے، وہ اپنے رنگ سے ہٹ کر تھوڑی دیر بھی نہیں چل سکتا ——— قرآن حکیم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ——— آپ کا رنگ کلام الگ تھا اور قرآن کا رنگ بالکل منفرد ——— ایسا منفرد کہ زبان دانوں نے گواہی دی کہ یہ کسی انسان کا کلام ہو ہی نہیں سکتا ——— بلا شبہ یہ ہرگز ممکن نہیں کہ ایک انسان ایک ہی زبان میں ایک ہی وقت میں دو رنگ میں کلام کرے اور دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہو ———

۱۰ ——— اگر یہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہوتا تو جن جذبات میں نازل ہوا اس میں کچھ تو جذبات کا دخل ہوتا کہ انسان کا کلام اس کے جذبات کا آئینہ ہوتا ہے ——— مگر یہاں عین جذبات میں بھی جذبات انسانی کے خلاف کلام ہو رہا ہے معلوم ہوا۔ ؎

کوئی ہے مجھ میں کہ مجھ سے لیے جاتا ہے مجھے

(ھ)

قرآن کہتا ہے کہ اس میں سب کچھ ہے ——— دنیا تاریکی میں ڈوب رہی ہے۔ روشنی کو ترس رہی ہے ——— اس کو اجالے کی ضرورت ہے ——— تاریکیوں نے اس کی عقل ماؤف کر دی ہے اس کا دل سخت کر دیا ہے ——— کیا قرآن میں ان ظلمت کے ماروں کے لیے روشنی ہے؟ ——— ہاں ہاں روشنی ہے ——— بلکہ یہ تو نازل ہی اس لیے کیا گیا تھا کہ سارے عالم میں روشنی پھیلائے ——— ارشاد ہوتا ہے: ———

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ
النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى
النُّوْرِ ۙ [1]

ترجمہ:۔

ایک کتاب ہے کہ ہم نے تمہاری طرف اتاری کہ تم
لوگوں کو اندھیروں سے اجالے میں لاؤ ———

اور فرمایا: ———

وَهُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖٓ اٰيٰتٍۢ
بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ
اِلَى النُّوْرِ [2]

---

[1] القرآن الحکیم! سورۃ ابراہیم، ۱

[2] القرآن الحکیم! سورۃ الحدید، ۹

ترجمہ:-

وہی ہے کہ اپنے بندے پر روشن آیتیں اتارتا ہے تاکہ تمہیں اندھیروں
سے اجالے کی طرف لے جائے۔

انسان جب ہی گمراہ ہوتا ہے جب اس کے فکروشعور پر اندھیرا چھا جاتا ہے ——— آج عالمگیر افراتفری کا خاص سبب یہی ہے کہ رہنماؤں کے فکروشعور پر اندھیرا چھایا ہوا ہے اس لیے سب ایک دوسرے کی تاک میں بیٹھے ہیں، ایک دوسرے سے لڑ رہے ہیں، ایک دوسرے کو لڑوا رہے ہیں ——— وہ کام کر رہے ہیں جو ایک ناسمجھ بچہ بھی نہیں کرتا ——— دنیا کو میدان کارزار بنا دیا ہے ؎

ہر جگہ جنگ ہر جگہ ہے نزاع
عرصۂ کارزار ہے دنیا

لیکن قرآن نے اپنے مقاصد جلیلہ میں سب سے بڑا مقصد یہی بتایا ہے، فرمایا کہ ہم نے اس کو اس لیے اتارا تاکہ دنیا کے آپس کے اختلافات ختم ہو جائیں ——— کاش دنیا والے اس کو اپنا حَکَم بنا لیں تو دنیا ہی میں جنت کا لطف اٹھا لیں اور فردوس نعیم کے مزے لوٹ لیں :———

قرآن حکیم فرماتا ہے :———

كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً فَبَعَثَ اللَّهُ
النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ وَأَنزَلَ
مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ
فِيمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ ط [1]

---

[1] القرآن الحکیم: سورۃ البقرہ، ۲۱۳

ترجمہ:-

لوگ ایک دین پر تھے پھر اللہ نے انبیا بھیجے خوشخبری دیتے اور
ڈرساتے اور ان کے ساتھ سچی کتاب اتاری کہ وہ لوگوں کے
درمیان ان کے اختلافوں کا فیصلہ کر دے -

اور فرمایا:——————

وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى
اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ
يُّؤْمِنُوْنَ ○ [1]

ترجمہ:-

اور ہم نے تم پر یہ کتاب نہ اتاری مگر اس لیے کہ تم لوگوں پر روشن کر دے
جس بات میں اختلاف ہے——————

رفع اختلاف انسان اور انسانی معاشرہ کے لیے سب سے بڑی رحمت ہے اور یہ تب ہی ممکن ہے جب طرفین کو ایسی راہ نظر آجائے جو صاف اور روشن ہو اسی لیے قرآن حکیم نے فرمایا:——————

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِىْ لِلَّتِىْ هِىَ
اَقْوَمُ [2]

ترجمہ:-

بے شک یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے -

---

[1] القرآن الحکیم ! سورۃ النحل ، ۶۴
[2] القرآن الحکیم ! سورۃ بنی اسرائیل ، ۹

راہ دیکھنے کے لیے، راہ پر چلنے کے لیے ظلمت سے نکلنے کے لیے اجالے میں آنے کے لیے —— تدبر و تفکر کی ضرورت ہے —— جس نے جذبات نفسانی کو رہنما بنایا وہ ہلاک ہوا —— جس نے عقل کی بات کی، جس نے دل کی بات سنی —— وہ راہ پا گیا —— قرآن کہتا ہے کہ ظلمت سے نکلنا ہے اور صراطِ مستقیم پر چلنا ہے تو دل کی بات سنو اور عقل کی بات کہو، نہ عقل کو تنہا چھوڑو نہ دل کو تنہا چھوڑو ——

ارشاد ہوتا ہے: ——

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَ
لِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ؁ [۱]

ترجمہ:

یہ ایک کتاب ہے کہ ہم نے تمہاری طرف اتاری برکت والی تاکہ
اس کی آیتوں کو سوچیں اور عقلمند نصیحت مانیں ——

ایک جگہ فرماتا ہے: ——

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ
اَقْفَالُهَا ؁ [۲]

ترجمہ:-

تو کیا وہ قرآن کو سوچتے نہیں یا بعضے دلوں پر ان کے قفل لگے ہوئے
ہیں ——

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کو سارے عالم کے لیے نصیحت قرار دیا اور فرمایا: ——

۱؎ القرآن الحکیم! سورۃ ص، ۲۹

۲؎ القرآن الحکیم! سورۃ محمد، ۲۴

وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ [۱]

ترجمہ:-

اور وہ تو نہیں مگر نصیحت سارے جہاں کے لیے ــــــ

بار بار فرمایا قرآن نصیحت ہے، جس کا جی چاہے اس سے نصیحت حاصل کرے ــــــ
پھر ہدایت و نصیحت کے لیے جو کچھ کہا جا رہا ہے وہ نہ ایسی زبان میں ہے جو اجنبی ہے نہ
ایسے بیان میں ہے جو الجھا ہوا ہے ــــــ زبان تمہاری اپنی اور بیان سیدھا سادا
دل میں گھر کرنے والا ــــــ پھر نہ صرف اہل عرب کے لیے بلکہ چودہ صدیاں گزر جانے
کے باوجود اہل عجم کے لیے بھی آتنا ہی آسان ہے ــــــ زمانے کے ساتھ ساتھ
زبانیں بدل جاتی ہیں الفاظ و حروف اپنی شکل و صورت اور معانی کھونے لگتے ہیں ــــــ
مگر قرآن جیسے چودہ سو برس پہلے پڑھا جاتا تھا اسی طرح آج بھی پڑھا اور سمجھا جاتا ہے ــــــ
ــــــ نہ صرف عرب میں بلکہ پوری کائنات میں ــــــ یہ قرآن کا عظیم اعجاز
ہے ــــــ ارشاد ہوتا ہے :ــــــ

فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ [۲]

ترجمہ:-

تو ہم نے یہ قرآن تمہاری زبان میں یوں ہی آسان فرمایا ــــــ

اور فرمایا:ــــــ

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝ [۳]

---

[۱] القرآن الحکیم : سورۃ القلم ، ۵۲

[۲] القرآن الحکیم : سورۃ مریم ، ۹۷

[۳] القرآن الحکیم : سورۃ القمر ، ۱۷

ترجمہ:-

اور بیشک ہم نے قرآن یاد کرنے کے لیے آسان فرمایا تو ہے کوئی یاد کرنے والا ——— ؟

سورۂ قمر میں یہ بات بار بار دھرائی اور بار بار فرمایا، ایک بار فرمایا، پھر دوسری بار فرمایا، تیسری بار فرمایا پھر چوتھی بار یہی فرمایا ———

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝ [1]

ترجمہ اور بے شک ہم نے قرآن یاد کرنے آسان فرمایا ——— تو ہے کوئی یاد کرنے والا ؟

(و)

الغرض قرآن ہم کو یہ پیغام دے رہا ہے کہ دنیا بے مقصد نہیں، تم بھی بے مقصد نہیں ——— دنیا کا ایک مالک ہے جو ہمارے نیک و بد کا ایک نہ ایک دن ضرور حساب لے گا ——— خیر و شر موجود ہیں جن میں تمیز کرنا انسان کی بھاری ذمہ داری ہے، عقل اسی کام کے لیے ہے اور قرآن اسی راہ روشن کو سمجھانے کے لیے ——— قرآن پیاس لگاتا ہے اور پھر پیاس بجھاتا ہے ——— ہر طرف سے ہٹا کر اللہ کی طرف لگاتا ہے گویا فکر و عمل کو مرکزیت بخشتا ہے ——— قرآن تسخیر کائنات کا حوصلہ دیتا ہے اور فکر انسانی کے دائروں کو وسیع سے وسیع تر کرتا ہے، بے ہنگم زندگی کو منظم زندگی کی طرف لاتا ہے ——— انسان کی خون ریز طبیعت کو واشگاف بیان کرتا ہے اور پھر خون ریزی کا سدِ باب بھی کرتا ہے ——— قرآن انسان کی انفرادی، سماجی اور سیاسی زندگی کا احاطہ

---

[1] القرآن الحکیم، سورۃ القمر، ۲۲-۳۲-۴۰

کرتا ہے، اور کسی میدان میں اس کو تنہا نہیں چھوڑتا' فکر کی غلامی سے آزادئ فکر کی طرف لاتا ہے انسانی قوتوں کو بے لگام نہیں رہنے دیتا بلکہ ہر قوت کی گردن میں لگام ڈالتا ہے' عالمگیر مذہب کی دعوت دیتا ہے۔ ایک عالمگیر قانون کا پرچار کرتا ہے' وہ مشاہدۂ فطرت سے صانع فطرت کی طرف لے جاتا ہے' ——— وہ اعمال سے محرکات اعمال کی طرف لے جاتا ہے' ——— ——— وہ ایک منظم اور متحرک زندگی کا داعی ہے ——— ——— وہ عقل کو سمجھنے کی دعوت دیتا ہے مگر خود ایسا سریع السیر ہے کہ عقل کا ساتھ دینا مشکل ہو جاتا ہے ——— وہ تمام انسانوں کو پکارتا ہے اور کسی طبقے کے انسانوں کو پکار کر طبقاتی منافرت نہیں پھیلاتا ——— وہ شاہ و گدا امیر و غریب سب کو اللہ کے سامنے جوابدہ قرار دیتا ہے ——— وہ انسان کو انسان کا غلام نہیں دیکھنا چاہتا بلکہ غلاموں کی گردنیں چھڑاتا ہے، ان کو آزاد کرتا ہے اور محکوموں اور مظلوموں کو حاکم بناتا ہے ——— وہ دل و دماغ کو پاک و صاف کرتا ہے کہ دل و دماغ کی گندگی سے معاشرہ گندا ہوتا ہے اور سلطنتیں ویران ہوتی ہیں ——— وہ بندے کو بے سہارا نہیں چھوڑتا بلکہ ایک عظیم سہارے کی خبر دے کر بے سہاروں کا سہارا بنتا ہے ——— وہ کہتا ہی کہتا نہیں بلکہ ایک عظیم نمونہ اور ایک عظیم مثال پیش کرتا ہے کہ تاریخ عالم نے نہ ایسا نمونہ کبھی پیش کیا اور نہ ایسی مثال کبھی پیش کی گئی ———

اس نے بتایا کہ اسلام کا مزاج عدل گسترانہ ہے ——— یہودیت، عیسائیت، بدھ مت اور ہندو مت نے فرداً فرداً فرض شناسی، محبت نوازی، تناپسندی اور عدم تشدد کو اپنی اپنی علامت قرار دیا مگر اسلام ان ساری خوبیوں کا مجموعہ ہے ——— قرآن ایک معجزہ ہے، وہ زندگی کے مکمل انقلاب کا داعی ہے، وہ دعوتِ فکر و تدبر دیتا ہے، بند آنکھیں کھولتا ہے، سخت دلوں کو نرماتا ہے ——— اس نے انسان کو انسان سے آگاہ کیا اور خود کو خود سے باخبر کیا ——— اس نے کائنات میں انسان کی حیثیت کا تعین کیا اور مخلوقات میں اس کو بزرگ تر اور برتر قرار دیا ——— اس نے یہ احساس دلایا کہ کائنات

کی ہر چیز انسان کی خدمت پر مامور ہے، کائنات سے انسان کو نکال دیا جائے تو ہر چیز بے معنی ہو کر رہ جاتی ہے ——— اس نے جسم و جاں کے حقوق کا پاسدار بنایا ——— اس نے بتایا کہ کائنات میں وہی کچھ نہیں جو ہم دیکھتے ہیں، اس کے علاوہ بھی بہت کچھ ہے جو وقت آنے پر ہم دیکھتے چلے جائیں گے اور دیکھتے چلے آ رہے ہیں ——— اس نے بتایا خدا کو انسان کی ضرورت نہیں، انسان کو خدا کی ضرورت ہے ——— مذہب کو انسان کی ضرورت نہیں، انسان کو مذہب کی ضرورت ہے اور وہی مذہب سچا ہے جو قدم قدم پر انسان کا ساتھ دے ———

دنیا کے غیر مسلم مذہبی پیشواؤں نے، عالموں نے، فاضلوں نے، دانشوروں نے، سیاست دانوں نے، سائنس دانوں نے، ادیبوں نے اور شاعروں نے قرآن کی ہمہ گیر اور عالم گیر افادیت کو سراہا ہے اور اس کو خوب خوب خراج عقیدت پیش کیا ہے مثلاً یہ حضرات ولیم میور، جارج سیل، باسطے، کارلائل، ڈیون پورٹ، راڈ ویل، نپولین، جان فاش، چارلس فرانس پوٹر، ڈاکٹر مارٹن، ڈاکٹر آرنلڈ، ڈاکٹر سیموئیل جانسن، پروفیسر ہارورڈ ورائل، ڈاکٹر سیل، ڈاکٹر اسٹینلے پول، ڈاکٹر موسیو جین، ڈاکٹر راڈ ویل، گاندھی، لالجپت رائے، گوئٹے، گرونانک، سروجنی نائیڈو، ڈاکٹر جارڈن، ایڈورڈ ڈینی راس، آرنلڈ وائیٹ، رچرڈس، ڈاکٹر گبن، ڈین اسٹینلے، ڈیون پورٹ، آرلیور زوان، وغیرہ وغیرہ

۹

(ا)

قرآن حکیم علم ودانش کا خزانہ ہے اور ہدایت ونصیحت کا پروانہ ——— اپنی خصوصیات میں دو عالم میں یکتا و یگانہ ——— اس کا نازل ہونا، اس کا لکھا جانا، اس کا پڑھا جانا، اس کا جمع کیا جانا، اس کا محفوظ کیا جانا، اس کا دیکھتے ہی دیکھتے پھیل جانا۔ اس کا ہر دل میں گھر کر جانا، اس کا انسانی علم ودانش پر چھا جانا، دنیا کی بے شمار زبانوں میں اس کی تفسیریں لکھے جانا، اس کے ترجمے کیے جانا، اس کا ادب واحترام، اس کا فضل وکمال سب عجیب سے عجیب تر ہے ——— دنیا کی کوئی کتاب قرآن حکیم کی کسی بھی خصوصیت کا مقابلہ نہیں کر سکتی ———

اس کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ قرآن پڑھنے والا جب قرآن پڑھتا ہے اس کی زبان پر خدا کا کلام جاری ہو جاتا ہے وہ زمین سے اٹھتا ہے آسمان کی بلندیوں پر پہنچ جاتا ہے، زبان غلام کی کلام آقا ومولیٰ کا ——— اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارا خدا سے باتیں کرنے کو جی چاہے تو قرآن پڑھا کرو ——— سنیے سنیے وہ کیا فرما رہے ———

اذا احب احدكم ان يحدث ربه فليقرأ

القرآن۔[1]

ترجمہ:۔

جب تم میں کوئی اپنے رب سے کلام کرنا چاہے تو اسے قرآن پڑھنا چاہیے۔

ایک جگہ فرمایا:

ما تقرب العباد الی اللہ عز وجل بمثل ماخرج منہ یعنی القرآن۔[2]

ترجمہ:۔

اللہ عزوجل سے ظاہر ہونے والے قرآن کی طرح کسی اور عبادت کے ذریعے بندے اللہ کا ایسا تقرب حاصل نہیں کرسکتے۔

قرآن حکیم تقرب الٰہی کا بہترین ذریعہ ہے اس لیے اس کے محبوب بندوں کے دل کی بہار ہے ——— اٹھتے بیٹھتے، کروٹیں لیتے یہی ان کی زبان پر رواں ہے۔

قرآن کہتا ہے:

اَلَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ۔[3]

ترجمہ:۔

جو اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے۔

---

[1] علی متقی علاء الدین ہندی، کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، مطبوعہ حیدرآباد دکن ۱۳۱۲ھ، ج ۱، ص ۱۲۸،

[2] ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، جامع ترمذی، مطبوعہ دہلی، ج ۲، ص ۱۱۵

[3] القرآن الحکیم، سورۃ آل عمران، ۱۹۱

قرآن پڑھنے کی جب بات کی گئی تو قرآن پڑھنے کے آداب بھی بتا دیئے گئے ــــــ
کسی مصنف نے اپنی کتاب پڑھنے کے آداب نہیں بتائے یہ قرآن کا امتیاز ہے کہ اس نے
پڑھنے کے آداب بھی بتا دیئے کہ جب تک کتاب کو ڈھنگ سے نہ پڑھا جائے وہ
اپنا پورا پورا اثر نہیں دکھاتی اور نہ اس کا حسن و جمال نکھر کر سامنے آتا ہے ــــــ لکھنے
کا ایک سلیقہ ہے تو پڑھنے کا بھی ایک سلیقہ ہے اور سننے کا بھی ایک سلیقہ ہے ــــــ
قرآن حکیم نے سب ہی کچھ بتا دیا ہے ــــــ
ارشاد ہوتا ہے :ــــــ

فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ
الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ؀ [1]

ترجمہ :ـ

تو جب تم قرآن پڑھو تو اللہ کی پناہ مانگو شیطان مردود سے ۔
پھر بسم اللہ پڑھو کہ ہمارے محبوب جب کلام کرتے تھے تو ہمارا ہی نام لیتے تھے
ــــــ سلیمان علیہ السلام نے ملکۂ سبا کو خط لکھا وہ خط ملکہ نے اپنے دربار خاص
میں پڑھ کر سنایا اور کہا ؛ ــــــ

اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَ اِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ
الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؀ [2]

ترجمہ :ـ

بے شک وہ سلیمان کی طرف سے ہے جو اللہ کے نام سے

---

[1] القرآن الحکیم : سورۃ النحل ، ۹۸

[2] القرآن الحکیم : سورۃ النمل ، ۳۰

ہے جو نہایت مہربان اور رحم والا۔

اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھنے کے بعد ارشاد ہوتا ہے کو اب پڑھو مگر جلدی جلدی نہ پڑھنا آہستہ آہستہ پڑھنا، جلدی پڑھنے میں کلام دل پر اثر نہیں کرتا اور توجہ معانی کی طرف نہیں رہتی اور انسان تدبر و تفکر سے محروم رہ کر کلام کے باطنی فیض سے محروم رہتا ہے اس لیے جب پڑھو ٹھہر ٹھہر کر پڑھو، سمجھ سمجھ کر پڑھو:۔۔۔۔۔۔

وَ رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا [۱]

ترجمہ:۔

اور قرآن خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔

بن دیکھے بھی قرآن پڑھا جا سکتا ہے مگر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بن دیکھے نہ پڑھو، دیکھ کر پڑھو۔۔۔۔۔۔ کہ بن دیکھے پڑھنے سے ہزار درجہ اجر و ثواب ہے تو دیکھ کر پڑھنے سے دو ہزار درجہ اجر و ثواب ہے ۔۔۔۔۔۔ پڑھنے کا ثواب بھی ہے دیکھنے کا بھی ثواب ہے۔۔۔۔۔۔

ارشاد ہوتا ہے:۔۔۔۔۔۔

قراءة الرجل القرأن فی غیر المصحف الف درجة وقراته فی المصحف تضعف علے ذٰلک الی الفی درجة۔ [۲]

ترجمہ:۔

آدمی کا قرآن دیکھے بغیر پڑھنا ایک ہزار درجے رکھتا ہے اور اس کا

---

[۱] القرآن الحکیم! سورۃ المزمل ۴،

[۲] ولی الدین محمود عبداللہ: المشکوٰۃ المصابیح مطبوعہ دہلی، ص ۹۱۔۔۔ ۸۸!

قرآن دیکھ کر پڑھنا اس سے بڑھ کر دو ہزار درجے تک پہنچ جاتا ہے ـــــــ

پھر پڑھنے پڑھنے میں بھی فرق ہے ـــــــ ایک پڑھنا یہ ہے کہ آواز بے سوز، دل بے کیف ـــــــ اور ایک پڑھنا یہ ہے کہ آواز پر سوز اور دل پُر کیف و سرور ـــــــ اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ـــــــ

زینوا اصواتکم بالقرآن [1]

ترجمہ:-

اپنی آوازوں کو قرآن سے مزین کرو

ایک اور جگہ فرمایا: ـــــــ

زینوا القرآن باصواتکم [2]

ترجمہ:-

قرآن کو اپنی آوازوں سے مزین کرو۔

پھر فرمایا معلوم ہے کس کی آواز سب سے اچھی ہے؟ ـــــــ اس کی آواز جو قرآن پڑھے تو یوں معلوم ہو کہ خشیت الٰہی سے اس کا دل کانپ رہا ہے ـــــــ ارشاد ہوتا ہے: ـــــــ

---

[1] (ا) احمد بن حنبل: المسند۔

(ب) ابو عبداللہ محمد بن یزید ماجہ قزوینی: سنن ابن ماجہ، مطبوعہ لاہور ۱۳۲۰ھ، ص ۹۶

(ج) ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن اسمرقندی الدارمی: کتاب السنن، مطبوعہ کانپور ۱۲۹۲ھ، ص ۴۴۳

(د) ابو داؤد سلیمان بن اشعث سیستانی، سنن ابو داؤد، مطبوعہ کراچی ۱۲۸۹ھ، ص ۲۰۷

[2] عبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی، سنن نسائی، ج ۱، ص ۱۵۷

ان من احسن للناس صوتا القرآن الذی
اذا استمعوہ یقرأ حسبتموہ یخشی
اللہ ۔[1]

ترجمہ :-

بلاشبہ لوگوں میں سب سے اچھی آواز سے قرآن پڑھنے والا
وہ شخص ہے جب اس کو قرآن پڑھتے سنو تو تم یہ سوچنے لگو کہ وہ
اللہ سے ڈر رہا ہے ———

راقم نے اپنی ۵۴ سالہ زندگی میں ایک مرد مومن دیکھا جس کی تلاوت میں بلا کا سوز تھا ——— تلاوت کے وقت خشیت الٰہی کا ایسا سماں میں نے نہیں دیکھا ——— سننے والوں کے دل کانپتے تھے اور یوں محسوس ہوتا تھا کہ قرآن اتر رہا ہے ——— وہ مرد مومن کون تھا جس کے دل میں یہ سوز تھا؟ ——— ہندوستان کا مفتی اعظم مسجد جامع فتح پوری دہلی کا خطیب و امام اور سلسلہ عالیہ نقشبندی مجددیہ کا مرشد کامل یعنی حضرت العلامہ الحاج شاہ محمد مظہر اللہ قدس سرہ العزیز ——— جن سے راقم کو نسبت فرزندی بھی ہے اور شرف بیعت بھی ——— حضرت مفتی اعظم جب نماز فجر میں قرآن حکیم کی تلاوت فرماتے تو کچھ اور ہی سماں بندھ جاتا معلوم ہوتا کہ فرشتے اتر رہے ہیں ——— وقت وقت کی بات ہوتی ہے ——— وقت وقت کا اثر ہوتا ہے، دوپہر کی کچھ اور بات ہے سہ پہر کی کچھ اور، شام کی کچھ اور، رات کی کچھ اور ——— اور صبح کی بات ہی کچھ اور ہے اس لیے ارشاد ہو رہا ہے :———

وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ

---

[1] ابو عبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ قزوینی: السنن ابن ماجہ، مطبوعہ دہلی ۱۳۲۳ھ، ص ۹۶

مَشْہُوْدًا ۝[۱]

ترجمہ:-

اور صبح کا قرآن بیشک صبح کے قرآن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں

حضرت مفتی اعظم کی نماز فجر کی تلاوت میں نور کی بارشوں کا حال اس حدیث مبارک سے کھلا کہ فرشتے آتے ہیں اور خالی ہاتھ نہیں آتے سکینت لاتے ہیں اور تلاوت سے سکینت نازل ہوتی ہے۔[۲]

اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ——————

علیك تلاوة القرآن فانه نور لك فی الارض
وذخر لك فی السماء۔[۲]

ترجمہ:-

تلاوت کا التزام کرو، یقیناً یہ زمین میں تمہارے لیے نور ہے اور
آسمان میں تمہارے لیے ذخیرہ و سرمایہ ہے ——————

پڑھنے والوں سے فرمایا گیا کہ تم قرآن پڑھو، اچھی آواز سے پڑھو، دل لگا کر پڑھو —————— اور سننے والوں سے فرمایا کہ جب قرآن پڑھا جائے تو ادھر ادھر کی باتیں نہ کرو تم کو خبر نہیں کس کی بات سنائی جا رہی ہے —————— ؟ —————— آسمان، زمین پہ آ رہا ہے اور تم اپنی باتوں میں لگے ہو —————— خبردار خاموش رہو، دل لگا کر سنو ——————

ارشاد ہوتا ہے: ——————

---

[۱] القرآن الحکیم، سورۃ بنی اسرائیل ، ۷۸

[۲] (ا) محمد بن اسمٰعیل بخاری: صحیح بخاری ، ج ۲، ص ۷۴۹

(ب) ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری: صحیح مسلم، مطبوعہ دہلی ۱۳۴۹ھ، ج ۱، ص ۲۶۸

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ [1]

ترجمہ:-

اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو کہ تم پر رحم ہو ـــــــ

کان لگا کر سنو ـــــــ خاموش رہو ـــــــ یہ کوئی معمولی کلام نہیں ـــــــ یہ کالکوں کا آقا ہے ـــــــ خود حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے ہیں:ـــــــ

وفضل كلام الله على سائر الكلام كفضل الله على خلقه [2]

ترجمہ:-

اللہ کے کلام کی فضیلت وہی ہے جو اللہ کو تمام مخلوق پر فضیلت ہے ـــــــ

اس فضیلت و بزرگی کی وجہ سے قرآن پڑھانے والوں کو سارے پڑھانے والوں پر فضیلت حاصل ہے ـــــــ خود سرکار دو عالم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں: ـــــــ

---

[1] القرآن الکریم: سورۃ الاعراف، ۲۰۴

[2]

(ا) ابو عیسیٰ بن محمد عیسیٰ ترمذی: جامع ترمذی، ص ۱۱۶

(ب) ولی الدین محمد بن عبداللہ: مشکوٰۃ المصابیح، ص ۱۸۶

خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ۔[1]

ترجمہ:-

تم میں سے بہتر وہ ہے جس نے قرآن کی تعلیم حاصل کی اور دوسروں کو اس کی تعلیم دی ــــــ

(ب)

قرآن ایک عظیم کتاب ــــــ سب کو اعتراف ہے ــ ــ ــ سب مانتے ہیں تو پھر قرآن کا قاری، قرآن کا عالم، قرآن کا مفسر بڑا ہونا چاہیے ــــــ معاشرے میں سب سے بڑا ــــــ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ــــــ

قوم کی امامت وہی کرے جو کتاب اللہ کا ان سب میں زیادہ قاری ہو [2]

ہاں نگاہ مصطفےٰ میں وہی بڑا تھا جس کو سب سے زیادہ قرآن یاد تھا ــــــ اسی پر قسمتوں کا فیصلہ کیا جاتا تھا ــــــ اسی پر عہدوں کی تقسیم ہوتی تھی ــــــ انھیں کے ہاتھ میں اقتدار حکومت کی زمام تھی ــــــ انہیں سے مشورے لیے جاتے تھے ــــــ انہیں کو وظیفے دیے جاتے تھے ــــــ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشیر قرآن کے قاری ہوا کرتے تھے[3] آپ نے گورنروں کو حکم دیا کہ قرآن پڑھنے والوں کو وظیفے دیے جائیں[4] بلکہ آپ نے خود بھی صحابہ کرام

---

[1] محمد بن اسمٰعیل بخاری ! صحیح بخاری، ج ۲، ص ۷۵۲

[2] جلال الدین سیوطی ! الاتقان فی علوم القرآن، ج ۱، ص ۷۰

[3] محمد بن اسمٰعیل بخاری ! صحیح بخاری: تفسیر سورۃ الاعراف

[4] علی متقی علاؤ الدین ہندی ! کنز العمال، ج ۱، ص ۲۸۰

میں ان کے مراتب، قرأت قرآن، جہاد فی سبیل اللہ کی بنیاد پر وظیفے مقرر کیے[1] الغرض قرآن، کا قاری، سفید و سیاہ کا مالک ہوتا تھا وہی جہاں بان و جہاں آرا ہوتا تھا —— وہی مرکز نگاہ تھا —— وہی مرجع آرزو تھا —— مگر اب ہمارے معاشرے میں کیا ہو رہا ہے —— وہ پڑھانے والا سب سے زیادہ معزز و محترم ہے جو نہ قرآن پڑھتا ہے نہ پڑھاتا ہے، باقی سب کچھ پڑھتا اور پڑھاتا ہے —— ساری دولت اس کے لیے ہے، ساری عزت اس کے لیے ہے، اقتدار و حکومت کے سارے وسائل اس کے لیے ہیں —— جو قرآن پڑھتا یا پڑھاتا ہے اس کے لیے خزانوں کے دروازے تنگ ہیں ——

اللہ اللہ ہم کہاں سے کہاں پہنچ گئے، عالم میں ہماری ذلت و رسوائی اسی وجہ سے ہے ہم قرآن کا نام لے لے کر جیتے ہیں مگر جب قرآن پڑھانے والے کی بات آتی ہے تو صدقہ و خیرات اور زکوٰۃ کی راہ دکھا دی جاتی ہے —— کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے جو کتاب کبھی مسلمانوں میں سب سے زیادہ محبوب تھی اب سب سے زیادہ مظلوم ہو گئی —— بات کہاں سے کہاں نکل گئی عرض یہ کر رہا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نگاہ کرم میں قرآن پڑھانے والا سب پڑھانے والوں سے افضل ہے —— اس کے درجے بہت بلند ہیں —— اس کا ثواب سب ثوابوں سے زیادہ —— اسی لیے فرمایا۔

جس نے قرآن پڑھا پھر اس نے یہ سمجھا کہ اس کا جو ثواب ملا ہے
اس سے بڑھ کر کسی کو ثواب ملا تو اس نے یقیناً اس کو معمولی سمجھا جس
کو اللہ تعالیٰ نے عظیم کیا ہے ——[2]

---

[1] قاضی ابی یعلیٰ: الاحکام السلطانیہ، ص ۲۲۳

[2] ابو حامد محمد بن محمد غزالی: احیاء علوم الدین، مطبوعہ مصر ۱۳۵۸ھ، ج ۱، ص ۲۷۹

بیشک قرآن عظیم ہے اتنا عظیم کہ قاری قرآن و حامل قرآن کے والدین کے سر پر ایسا تاج رکھ جائے گا جس کی چمک کے آگے آفتاب بھی ماند پڑھ جائے گا[۱] ——— اور تو اور ارشاد ہو رہا ہے: ———

القرآن شافع مشفع[۲]

ترجمہ:-

قرآن شفاعت کرنے والا ہے اس کی شفاعت قبول ہوگی

قرآن تو شفاعت کرے گا ہی ——— حافظ قرآن کی یہ شان ہوگی کہ اپنے خاندان کے ان دس افراد کی شفاعت کر سکے گا جن پر جہنم واجب ہو چکی ہوگی[۳] ———

اللہ اللہ نوع انسانی پر اللہ کا یہ کتنا بڑا احسان ہے کہ اس نے اس کو اپنے کلام سے مشرف فرمایا، اوج ثریا تک پہنچایا ——— تاریکیوں میں اجالا کیا ——— آفتاب دکھایا ——— اس احسان عظیم کے بعد بھی اگر قرآن سے کوئی پیٹھ پھیرتا ہے تو وہ پھر سے گھر کو ویران کرتا ہے ———

کیا خوب فرمایا: ———

ان الذین لیس فی جوفہ شئ من القرآن
کالبیت الخرب[۴]

---

۱ زکی الدین عبد العظیم بن عبد القوی منذری ! ، الترغیب والترہیب، جلد سوم، ص ۱۶۶

۲ ایضاً ، ج ۲ ، ص ۱۶۶

۳ ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمٰن السمرقندی ! سنن دارمی، ص ۱۹

۴ ابو عیسٰی محمد بن عیسٰی ترمذی ! جامع ترمذی ، ج ۲ ، ص ۱۱۵

ترجمہ:۔

جس کے سینے میں قرآن کا کوئی حصہ نہیں وہ ویران گھر کی مانند ہے۔

سارے عالم پر نظر ڈالیں ـــــــ ویرانی سی ویرانی ہے ـــــــ ویران دلوں نے آبادی کی ٹھانی ہے ـــــــ وائے تمنائے خام، وائے تمنائے خام! آباد دل ہی عالم کو آباد کر سکتے ہیں ـــــــ جس کا دل برباد ہو وہ نہ جہاں گیر ہو سکتا ہے، نہ جہاں بان و جہاں آرا ـــــــ اسی لیے فرمایا گیا کہ قرآن پڑھو اور دل کو بیدار کرو، جلیل القدر صحابہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ـــــــ

اقرؤا القرآن وحركوا به القلوب

ترجمہ:۔

قرآن پڑھو اور اس سے دل کو حرکت دو۔

انسان کا دل ایک پیالہ ہے چاہے اس میں زہر بھر دیا جائے، چاہے اس میں آبِ حیات بھر دیا جائے ـــــــ بعض کتابیں زہر ہیں، بعض تریاق ـــــــ خادمِ مصطفےٰ، نباضِ قرآن حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ـــــــ

انما هذه القلوب اوعية فاشغلوها بالقرآن ولا تشغلوها بغيره[۲]

ترجمہ:۔

انسانی قلوب، ظروف ہیں ان کو قرآن سے بھر دو اور قرآن کے علاوہ کسی چیز سے نہ بھرو ـــــــ

---

[۱] ابو بکر احمد بن حسین بن علی بیہقی! السنن الکبریٰ، ج ۲، ص ۱۲

[۲] ڈاکٹر حنیفہ! عبداللہ بن مسعود، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۱ء، ص ۱۴۷

قرآن کیا ہے ایک خوان نعمت ہے جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے نوع انسان کے لیے بچھایا گیا ہے، اب جس کا جی چاہے اس سے فائدہ اٹھائے ——— میزبان بے نیاز ہے، جو کچھ ہے، مہمان ہی کے لیے ہے ——— اسی لیے حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں :———

ان ھذا القرآن مائدۃ اللہ فمن
استطاع ان یتعلم منہ شیئاً فلیفعل فان
اصغر البیوت من الخیر الذی لیس
فیہ من کتاب اللہ شئ کخراب البیت
لاعامر لہ [1]

ترجمہ :۔

بے شک یہ قرآن اللہ کا دسترخوان ہے جو اس سے کچھ سیکھنا چاہے
تو ضرور سیکھے بلاشبہ وہ گھر خیر سے بالکل خالی ہے جس میں اللہ
کی کتاب کا کوئی حصہ نہ ہو۔ اس کی مثال ایسے ویرانے کی سی ہے
جس کا کوئی آباد کرنے والا نہ ہو ———

اور ایک بات بڑی دل لگتی فرما دی اور اس میں شک نہیں کہ اس میں نوع انسانی کا مجموعی فائدہ ہے ——— آپ فرماتے ہیں :———

وذل مع القرآن حیث زال [2]

---

[1] ابن قتیبۃ الدینوری ! حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء، مطبوعہ قاہرہ، ص ۱۳۰، ۱۳۴/۱

[2] خلیفہ رضی، ڈاکٹر ! عبداللہ بن مسعود ، ص ۱۲۶
بحوالہ حلیۃ الاولیاء، ج ۱، ص ۱۳۴

ترجمہ:۔

ادھر ڈھل جاؤ جدھر قرآن ڈھال دے۔

قرآنی اصول دائمی اور ابدی اصول ہیں اور ان اصولوں کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ زمانے کی وسعتیں اس میں سمائی ہوئی ہیں جو باتیں صدیوں میں انسانی مشاہدات و تجربات سے معلوم ہوتی ہیں وہ باتیں قرآن نے تجربوں کی تاریکیوں سے نکال کر ہمارے سامنے لاکر رکھ دی ہیں ۔ یہ قرآن حکیم کا اتنا بڑا احسان ہے نوع انسانی جس کا شکریہ ادا نہیں کر سکتی ______

یہ عظیم دستورِ حیات، یہ عظیم کتاب جزیرۂ عرب سے نکل کر دنیا میں پھیلتی چلی گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے سارے عالم کو اس نے اپنی لپیٹ میں لے لیا ______

یہ داستان بہت طویل ہے، مختصراً کچھ عرض کیا جاتا ہے ______

۷

(۱)

پاک و ہند اور عرب تعلقات عہدِ قدیم سے چلے آرہے ہیں[1]، ان تعلقات کی نوعیت

---

[1] تفاسیر و احادیث کی متعدد روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے سرزمین ہند میں نزول اجلال فرمایا۔ سراندیپ (لنکا) کے ایک پہاڑ پر آپکا نشان قدم بھی بتایا جاتا ہے غالباً یہی تعلق تھا جس کی وجہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "مجھے ہندوستان کی طرف سے ربانی خوشبو آتی ہے"

عرب و ہند کے تعلقات کی قدامت کا اس سے بھی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آرین اقوام پاک کی آمد سے پہلے جن کی تمام تحریریں بائیں سے دائیں لکھی جاتی ہیں پاک و ہند کے قدیم ترین کتبات جو ۲۵۰ ق م کے درمیان موریہ خاندان کے اشوک نے کندہ کرائے تھے پالی زبان میں تھے جو عربی کی طرح دائیں سے بائیں لکھی جاتی تھی ——— پاک و ہند نے عربوں سے بہت کچھ لیا اور عربوں نے بھی ہندوؤں کی ریاضیات، فلکیات اور طب وغیرہ علوم و فنون سے تراجم کے ذریعہ استفادہ کیا۔ (ا) جلال الدین سیوطی: تفسیر در منثور مطبوعہ مصر ج ۱، ص ۵۵

(ب) غلام علی آزاد بلگرامی سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان، مطبوعہ بمبئی (ج) سید سلیمان ندوی عرب و ہند کے تعلقات، مطبوعہ الہ آباد سنہ ۱۹۳۰ء (د) ڈاکٹر تارا چند، تمدن ہند پر اسلامی اثرات (ترجمہ اردو پروفیسر محمد مسعود احمد)، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۴ء

تجارتی بھی تھی اور مذہبی بھی ـــــــ عرب میں پاک و ہند کے مال کی چار تجارتی منڈیاں تھیں۔ ابلہ، صحار، عدن اور جار، تجارتی مال یہاں اترتا تھا اور اندرون عرب پھیل جاتا تھا، خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت سے قبل کافی عرصے تجارت فرمائی اور ان علاقوں میں تشریف لائے اس لیے آپ پاکستانیوں اور ہندوستانیوں اور ان کے تشکل و شمائل سے بخوبی واقف تھے ـــــــ

یہود و نصاریٰ وغیرہ کے علاوہ عرب کی بیشتر آبادی بت پرست تھی اور یہی بت پرستی، پاک و ہند اور عرب کی مذہبی تعلقات میں قدر مشترک تھی[۲] عرب میں بت پرستوں کے بڑے بڑے بت خانے تھے، بیت اللہ کو بھی ستارۂ زحل کا بت خانہ سمجھتے تھے اور اس پر چڑھاوے چڑھاتے تھے اور ہر چہار طرف سے بت پرست آتے تھے۔

ـــــــ انہیں تجارتی و مذہبی تعلقات کی وجہ سے بعثت نبوی کے وقت عرب میں غیر عرب، رومی، ایرانی، حبشی، پاکستانی، ہندوستانی اپنے اثر و اقتدار کے ساتھ موجود تھے[۱] خصوصاً ساحلی علاقوں یمن، عراق، بحرین، عمان وغیرہ میں ـــــــ پاکستانی اور ہندوستانیوں کی بھی مختلف قومیں آباد تھیں ـــــــ ۷ھ اور ۸ھ کے درمیان حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت اسلام کے سلسلے میں مختلف والیان ریاست اور بادشاہوں و سرداروں کو جو نامہ ہائے مبارک ارسال فرمائے تھے اس کے اثر سے وہاں کے بسنے والے پاکستانی اور ہندوستانی بھی مشرف با اسلام ہوئے ـــــــ انہیں میں یمن کے خالص ہندوستانی بزرگ جو ایک ماہر طبیب تھے حضرت بیرزطن ہندی یمنی بھی مشرف با سلام ہوئے[۳]

---

[۱] اطہر مبارک پوری: عرب و ہند عہد رسالت میں، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۵ء، ص ۱۴۱

[۲] ابن حزم: کتاب الفصل و الملل و الاہواء و النحل مطبوعہ قاہرہ ۱۳۱۷ھ، ج ۲، ص ۲-۳

[۳] ابن حجر عسقلانی: الاصابۃ فی معرفۃ الصحابہ، ج ۲، ص ۱۲۱

ان مسلمان ہونے والے خاندانوں میں علماء محدثین اور شعراء وادباء پیدا ہوئے جن میں سے بعض نے بڑا نام پیدا کیا۔

عرب میں بسے ہوئے پاکستانیوں اور ہندوستانیوں میں تبلیغ اسلام کے ساتھ ساتھ قرآن حکیم کی بھی اشاعت ہوتی رہی کیونکہ قرآن حکیم مسلمانوں کی زندگی کا جزو لاینفک ہے اور صحابہ اس کو اپنی جان کے ساتھ رکھتے تھے، یہی ایک کتاب تھی جو مسلمانوں کی توجہ کا مرکز تھی۔ دن رات میں نماز پنجگانہ اور متعلقہ سنن ونوافل میں نہ معلوم کتنی بار اس کی آیات پڑھی جاتی ہیں ــــــــــ زندگی کے دور کے ساتھ اس کا دور بھی قائم رہتا ہے ــــــــــ اس لیے اندازہ لگایا جا سکتا ہے عرب کے دور دراز علاقوں میں تبلیغ اسلام نے قرآن حکیم کی اشاعت پر کیا اثر ڈالا ہوگا

عہد نبوی میں نہ صرف سارا عرب بلکہ بیرون عرب بھی اسلام اور قرآن پھیلا، پاک وہند اس خصوص میں ممتاز ہیں بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے باشندگان سندھ کی طرف پانچ صحابۂ کرام کو نامۂ مبارک دے کر بھیجا جس سے متاثر ہو کر یہاں کے بہت سے باشندے مسلمان ہو گئے پھر تین صحابہ سندھ میں رہے اور باقی دو صحابہ سندھیوں کے ایک وفد کو لے کر واپس مدینہ منورہ روانہ ہوئے اور دربار نبوی میں حاضر ہوئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے چنانچہ دسویں صدی کے عظیم محدث مخدوم محمد جعفر بوبکانی سندھی کے حوالے سے سندھ کے مشہور فقیہہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی نے اس سلسلے میں یہ روایت پیش کی ہے : ــــــــــ

روی ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ارسل
کتابتہ الی اھل السند علی ید خمسۃ
نفر من اصحابہ رضی اللّٰہ عنھم فلما جاؤا
فی السند فی قلعۃ یقال لھا نیرون اسلم

بعض اهله ثم رجع من اصحابه اثنان مع
الوافد عليه من السند و بقی ثلثة منهم فی
السند و اظهر اهل السند الاسلام و بینوا
الاهل السند الاحکام و ماتوا
فیه و قبورهم فیه الاٰن
موجودة [1]

ترجمہ :-

روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ صحابہ رضی اللہ عنہم
کے ہاتھ اہل سندھ کی طرف نامۂ مبارک ارسال فرمایا ـــــــــ
جب یہ صحابہ سندھ کے قلعے نیرون میں پہنچے تو وہاں کے کچھ لوگ شرف
باسلام ہوئے پھر دو صحابہ سندھ کے ایک وفد کے ساتھ واپس
لوٹے باقی رو سندھ میں رہے پھر جو اہل سندھ اسلام لاتے رہے
ان کو احکام دین بتاتے رہے، پھر انہوں نے یہیں وصال فرمایا اور آج
تک ان کی قبریں یہاں موجود ہیں ـــــــــ

ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ سندھ کا ایک وفد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں مدینہ منورہ حاضر ہوا۔ چنانچہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی نے جمع الجوامع کے حوالے سے حضرت محمد بن حنیفہ کی یہ روایت نقل کی ہے :ـــــــ

عن محمد بن علی بن ابی طالب رضی
الله عنهما ان رسول الله صلی الله

[1] مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی؛ بیاض ہاشمی (قلمی)، ج ۴ ص ۲ بحوالہ جامع الجوامع للسیوطی

عليه وسلم ذكر انه دخل عليه وفد
ان في يوم واحد من السند و افريقيه
بسمعهم وطاعتهم [1]

ترجمہ:-

محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بتایا کہ آپ کے پاس ایک ہی دن سندھ اور افریقہ سے دو وفود آئے اور دونوں بخوشی مشرف باسلام ہوئے۔

ان روایات سے اندازہ ہوا کہ عہد نبوی میں صحابہ کرام سندھ میں تشریف لائے اور سندھ کے لوگ بھی خود حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے ——— گویا یہ فخر سندھ کو حاصل ہے کہ یہاں اس وقت قرآن پہنچا جب وہ نازل ہو رہا تھا ——— یہ بھی فخر حاصل ہے کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو باشندگان سندھ کی طرف بھیجا ——— اور ایسی نہیں کہ وہ اسلام کا پیغام پہنچا کر چلے گئے بلکہ یہاں بس گئے اور پھر یہیں کے ہو کر رہ گئے چنانچہ بعض محققین نے سندھ میں صحابہ کے مزارات کی نشاندھی کی ہے ——— مثلاً معمور یوسفانی نے تین صحابہ کے مزارات کی نشاندھی کی ہے [2] ——— مولانا [illegible] نے مکلی ٹھٹھہ سندھ میں ایک صحابی کے مزار کی نشاندھی کی ہے ———

---

[1] مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی: بیاض ہاشمی (قلمی)، ج ۴، ص ۸۲، بحوالہ جامع الجوامع للسیوطی

[2] معمور یوسفانی: "ٹھٹھ پار کر جا دینی درسگاہ"، مشمولہ رسالہ "سندھ"، (کراچی) ۱۹۸۳ء، ص ۱۱۴

(ب)

عہد نبوی میں اسلام پورے صحرائے عرب، یمن، حضرموت، نجد، عمان تک پھیل گیا تھا پھر افریقہ اور پاک و ہند میں بھی اسلام نے قدم جمائے اور اسی کے ساتھ ساتھ ہر چہار سمت قرآن کی اشاعت ہوتی رہی ——

عہد خلافت راشدہ میں اسلام کی اشاعت نہایت سرعت سے ہوئی چنانچہ، روم، اسپین مشرق وسطی، ایشیائے کوچک، ہندوستان، پاکستان، افغانستان، اور ترکستان وغیرہ کے اکثر علاقوں میں اسلامی حکومتیں قائم ہو گئیں ——

صرف عہد فاروقی میں فتوحات کا رقبہ ساڑھے بائیس لاکھ مربع میل تھا ——

اسلام کی اشاعت کے ساتھ ساتھ قرآن پھیلتا گیا چنانچہ عہد نبوی کے بعد عہد صدیقی میں، قرآن حکیم کی نقول تیار ہوئیں، اس کے بعد عہد فاروقی میں قرآن حکیم کی اشاعت و تعلیم میں سرعت سے اضافہ ہوا کیونکہ آپ نے قرآن حکیم کی تعلیم کو جبری قرار دیا جس کو قرآن یاد نہ ہوتا اس کو سزا دی جاتی [1] —— ظاہر ہے جب خلافت اسلامیہ کی طرف سے اتنی سختی ہو تو قرآن حکیم کی اشاعت کس سرعت سے ہوئی ہوگی۔ اس پس منظر میں ابن حزم کا بیان قابل توجہ ہے جس کو موجودہ دور کے فضلاء و محققین نے بھی اپنی تحقیقات میں جگہ دی ہے [2] ——

مات رسول الله صلى الله عليه
وسلم والاسلام قد انتشروا

---

[1] عبداللطیف رحمانی: تاریخ القرآن، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء، ص ۱۲۱

[2] ڈاکٹر فضل الرحمن انصاری: دی قرآنک فاؤنڈیشن اینڈ اسٹرکچر آف مسلم سوسائٹی، مطبوعہ کراچی ج ۱، ص ۷۵-۷۶

وظهر في جميع جزيرة
العرب من منقطع البحر
المعروف ببحر القلزم مارًا
الى سواحل اليمن كلها الى
بحر فارس الى منقطعه مارًا
الى الفرات ثم الا صنقة
الفرات الى منقطعة الشام
الى بحر القلزم و في هذه
الجزيره من المدن و القرى
مالا يعرف عدده الا الله كاليمن
و البحرين و عمان و نجد
وجبل طي و بلاد و مصر و
ربيعة و قضاعه و الطائف
و مكة كلهم قد اسلموا
وبنوا المساجد ليس فيها
مدينة و لا قرية و لا حلة
لاعراب الا وقد قرى فيها
القرأن في الصلوة و علمه
الصبيان والرجال و النساء
وكتب ثم ولى ابوبكر سنين و
سنة شهر فغزا فارس والروم

وفتح اليمامة وزادت قراءة
الناس للقرآن ولم يبق بلد
الا فيه المصاحف ....
ثم مات ابوبكر وولى عمر ففتحت
بلاد الفرس طولا وعرضا وفتحت
الشام كلها والجزيره ومصر
كلها ولم يبق بلدا لا وبنيت
فيه المساجد ونسخت فيه
المصاحف وقراء الائمة القرآن
وعلمه الصبيان فى المكاتب
شرقًا وغربًا وبقى كذلك
عشرة عوام واشهرا والمومنون
كلهم لااختلاف بينهم فى شىء
بل ملة واحدة ومقالة
واحدة وان لم يكن عند المسلمين
اذ مات عمر مائة الف
مصحف من مصر الى العراق الى الشام
الى اليمن فيما بين ذلك فلم يكن
اقل ثم ولى عثمان فزادت الفتوح
واتسع الامر فلو رام احد
احصاء المصاحف اهل الاسلام.

ترجمہ :-

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ فرمایا تو اُس وقت تک سارے جزیرۂ عرب میں اسلام پھیل چکا تھا یعنی بحر قلزم کے دور دراز علاقوں سے تمام سواحل یمن تک، بحر فارس، فرات، اور شام کی انتہائی حدود میں بحر قلزم تک ——— اس جزیرے کے بے شمار شہروں اور قریوں، (جن کی تعداد کا سوائے اللہ کو کسی کو علم نہیں) مثلاً یمن بحرین عمان، نجد، جبل طے اور مضر، ربیعہ، قضاعہ، طائف اور مکہ کے تمام باشندے مسلمان ہو چکے تھے ——— انہوں نے جگہ جگہ مسجدیں تعمیر کیں۔ کوئی ایسا شہر، قریہ، بدوؤں کی خیمہ بستی ایسی نہ تھی جہاں نماز میں قرآن کی قرات نہ ہوتی ہو، بچوں، مردوں اور عورتوں کو اس کی تعلیم نہ دی جاتی ہو اور اسے کتابی صورت میں نہ لکھا جاتا ہو۔ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد) حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ڈھائی برس تک مسند خلافت پر رونق افروز رہے۔ اُن کے عہد خلافت میں فارس اور روم سے معرکے ہوئے اور یمامہ فتح ہوا چنانچہ قرآن پڑھنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا اور کوئی ایسا شہر باقی نہ رہا جہاں قرآن کے نسخے موجود نہ ہوں ———

حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے وصال کے بعد حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ان کے جانشین ہوئے تو ان کے دور خلافت میں ایران کے تمام شہر، شام، مصر اور جزیرے کے سارے علاقے فتح ہو گئے۔ ان ملکوں میں کوئی ایسا شہر نہیں بچا جہاں مسجدوں کی تعمیر نہ ہوئی ہو، قرآن کے نسخے نہ موجود ہوں، ائمہ قرآن کی تلاوت نہ کرتے

ہوں اور مشرق و مغرب میں پھیلے ہوئے مکتبوں میں بچوں کو قرآن کی تعلیم نہ دی جاتی ہو ——— یہ کیفیت صرف دس سال اور چند مہینوں کے قلیل عرصے میں پیدا ہو چکی تھی اور قرآن کے متن اور قرارت کے بارے میں مسلمانوں کے درمیان کسی قسم کا بھی اختلاف نہ تھا بلکہ سب کے سب ملت واحدہ کی طرح یک زبان تھے۔

جب حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا وصال ہوا تو مصر سے لے کر عراق، شام اور یمن تک تمام ملکوں میں کم از کم ایک لاکھ قرآن کے نسخے مسلمانوں کے پاس موجود تھے۔ (پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد) جب حضرت عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) خلیفہ ہوئے تو فتوحات اور خلافت کا دائرہ اور وسیع ہو گیا۔ اس دور میں اسلام کی اس قدر اشاعت ہو گی اور قرآن حکیم کے نسخوں کی اتنی کثرت ہوئی جس کا اندازہ لگانا کار ے وارد[1] ———

عہد فاروقی میں ۱۴ھ میں بصرہ آباد ہوا اور ایک اہم تجارتی مرکز بن گیا۔ پاک و ہند کا تجارتی سامان ان سواحل پر آتا اور پھر مکہ معظمہ کے مرکزی شہر میں عکاظ اور ذوالمجاز وغیرہ کے بازاروں میں جاتا، اس طرح اہل عرب پاک و ہند کے باشندوں، ان کی برآمدات، ان کی زبان، ان کی تہذیب و تمدن سے براہ راست واقف ہوئے بلکہ متاثر بھی ——— اسی طرح اہل پاکستان و ہندوستان بھی عربوں کی زبان، تہذیب و تمدن وغیرہ سے براہ راست واقف ہوئے اور متاثر بھی۔ اس باہمی واقفیت نے اسلام کے فروغ اور قرآن حکیم کی اشاعت

---

[1] ابن حزم: کتاب الفصل فی الملل والاہواء والنحل، مطبوعہ قاہرہ ۱۳۱۷ھ، ج ۲، ص ۷۹ — ۸۰

میں موثر کردار ادا کیا ـــــــ پھر جب فوجی مہمات کا سلسلہ شروع ہوا تو فتوحات کے ساتھ ساتھ اسلام پھیلتا چلا گیا اور قرآن کا دائرہ بھی وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا گیا ـــــــ تجارتی روابط نے دور دراز علاقوں میں رہنے والوں کو اسلام سے جس حد تک متاثر کیا اس کا اندازہ اس ایک واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے۔

تیسری صدی ہجری کے مشہور سیاح بزرگ بن شہریار نے لکھا ہے کہ لنکا کے چند باشندے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے ارادے سے چلے ـــــــ عرصہ دراز کے بعد جب وہ مدینہ منورہ پہنچے تو عہد فاروقی کا آغاز ہو چکا تھا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسند خلافت پر رونق افروز تھے ـــــــ یہ لوگ آپ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ سطوت خلافت کے باوجود آپ پیوند لگے کپڑے پہنے ہوئے ہیں ـــــــ وہ کبھی آپ کو دیکھتے اور کبھی آپ کے کپڑوں کو ـــــــ آپ کی عظمت کا نقش دل میں لیے وطن واپس لوٹے ـــــــ آنکھوں نے جو کچھ دیکھا جب وہاں جا کر بیان کیا تو جو سنتا بن دیکھے دل دے بیٹھتا ـــــــ سیرت فاروقی کا دلوں پر ایسا اثر ہوا کہ لنکا کے باشندے آپ کی یاد میں پیوند لگے کپڑے پہننے لگے[۱] ـــــــ

اللہ اکبر! ـــــــ دلوں پر سیرت فاروقی نے جب یہ اثر دکھایا تو یقیناً وہ اسلام کی دولت سے سرفراز ہوئے ہوں گے اور ان کی باتیں سن سن کر ہزاروں مسلمان ہو گئے ہوں گے ـــــــ مدینہ منورہ سے وہ خالی ہاتھ نہ گئے ہوں گے، دولت ایمان کے ساتھ قرآن بھی اپنے ساتھ لے گئے ہوں گے ـــــــ پھر لنکا میں بہت سے عرب تاجر بھی آباد ہو گئے تھے، ان کے اثر و رسوخ نے قرآن کی اشاعت میں اور چار چاند لگا دیئے ہوں گے

---

[۱] بزرگ بن شہریار، عجائب الهند، مطبوعہ لیڈن، ص ۱۵۷

تجارتی مہمات کے علاوہ فوجی مہمات کے سلسلے میں صحابہ کرام نے پاک و ہند کا رخ کیا چنانچہ
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے کے چار پانچ سال بعد ۱۵ھ میں مغیرہ بن ابی العاص رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کی سرکردگی میں اسلامی لشکر کا دیبل کے مقام پر لشکر کفار سے تصادم ہوا اس وقت یہاں
سامہ بن دیوائج حاکم تھا اور سندھ پر راجہ داہر کے باپ چچ بن سیلائج کی حکومت تھی [1] جس کو
مورخین نے سندھ کا غاصب حکمران قرار دیا ہے [2] کیونکہ سندھ کے اصل حکمران گوتم بدھ کے
ماننے والے تھے اور چچ نے اپنی حکمت عملی سے بدھوں سے حکومت چھینی تھی۔

بعض روایات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ سندھ اور ہند کے کچھ لوگ ایران میں
بھی بسے ہوئے تھے اور انہوں نے جنگ ایران میں مسلمانوں کے خلاف جنگ کی تھی۔ لیکن
جب مسلمان فاتح و منصور ہوئے تو ان میں سے کچھ لوگ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

---

[1] ابوالحسن مدائنی: فتوح الہند والسند (سندھی ترجمہ چچ نامہ مطبوعہ حیدرآباد سندھ ۱۹۶۶ء، ص ۹۸)

نوٹ: بدھ سندھ پر رائے خاندان کی حکومت تھی جو مذہباً بدھ مت سے تعلق رکھتا تھا۔ یہ حکومت
تقریباً سنہ ۵۰۳ھ سے ۶۲۳ء تک قائم رہی، اسی خاندان کے دور حکومت میں پہلی مرتبہ
صحابہ کرام سندھ میں تشریف لائے۔ رائے خاندان کے بعد بت پرست برہمن خاندان
کی حکومت کا آغاز ہوا جو ۶۲۳ء سے ۷۱۲ء تک قائم رہی یعنی خلافت راشدہ سے شروع
ہو کر دور بنو امیہ پر ختم ہوئی۔ راجہ داہر اس خاندان کا آخری حکمران تھا جس نے سنہ
سے ۷۱۲ء تک حکومت کی پھر ۷۱۲ء میں محمد بن قاسم نے اس کو شکست دی اس
طرح برہمن حکومت کا خاتمہ ہوا سندھ کے عوام نے مسلمانوں کا استقبال کیا اور ایک
مستقل اسلامی حکومت قائم ہوئی۔

(ڈاکٹر جمن تالپور: سندھ جا اسلامی درس گاہ (مطبوعہ حیدرآباد سندھ ۱۹۸۲ء) ص ۴۲، ملخصاً)

[2] (ا) ابوالحسن مدائنی: فتوح الہند والسند، ص ۷۵ (ب) انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا، جلد ۱۶ (مطبوعہ امریکہ ۱۹۸۰ء) ص ۷۸۔
(ج) ڈاکٹر نبی بخش بلوچ: "سندھ مختلف ادوار میں" (انگریزی) (جام شورو ۱۹۸۴ء) ص ۱۳—۲۲

کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے ——— بہرکیف قلعہ نیرون میں تبلیغی مشن پر صحابہ کی آمد، دیبل میں لشکر کفار سے تصادم اور ایران میں بسے ہوئے اہل سندھ و ہند کے مشرف باسلام ہونے کے بعد سندھ میں اسلام کے اثر و نفوذ اور قرآن کی اشاعت میں یقیناً اضافہ ہوا ہوگا۔ کیوں کر صحابہ کرام، قرآن حکیم کو اپنی جان کے ساتھ لگائے رکھتے تھے، وہی اُن کی زندگی کا سرمایہ تھا، جہاں جاتے اس کو ساتھ لے جاتے اس لیے جن علاقوں میں وہ پہنچے وہاں قرآن کا پہنچنا یقینی امر ہے ——— عہد فاروقی میں مندرجہ ذیل صحابہ کرام پاک و ہند کے علاقوں میں آئے،

○ ——— حضرت عثمان بن ابوالعاص ثقفی رضی اللہ عنہ
○ ——— حکم بن ابوالعاص ثقفی رضی اللہ عنہ
○ ——— مغیرہ بن ابوالعاص ثقفی رضی اللہ عنہ
○ ——— ربیع بن زیاد حارثی رضی اللہ عنہ
○ ——— حکم بن عمرو مجدع ثعلبی غفاری رضی اللہ عنہ
○ ——— عبداللہ بن عبداللہ بن عثمان غفاری رضی اللہ عنہ
○ ——— سہیل بن عدی بن مالک خزرجی انصاری رضی اللہ عنہ
○ ——— شہاب بن مخارق بن شہاب تمیمی رضی اللہ عنہ
○ ——— صحار بن عباس عبدی رضی اللہ عنہ
○ ——— عاصم بن عمرو تمیمی رضی اللہ عنہ
○ ——— عبداللہ بن عمیر اشجعی رضی اللہ عنہ
○ ——— نسیر بن وسیم بن ثور عجلی رضی اللہ عنہ
○ ——— حکیم بن جبلہ عبدی رضی اللہ عنہ

یہ صحابہ وہ تھے جنہوں نے عہد فاروقی میں بندرگاہ، کرمان، مکران، سندھ، سجستان وغیرہ

میں بعض مہمات میں حصہ لیا اور مختلف ممالک فتح کرکے وہاں اسلام پھیلایا اس طرح عہد فاروقی میں پاکستان کے صوبہ بلوچستان میں قرآن کا پیغام پھیلا اس سے پہلے عہد نبوی میں سندھ میں اسلام نے قدم رکھے اور قرآن پھیلایا ______

عہد فاروقی کے بعد عہد عثمانی میں فتوحات کے ساتھ ساتھ اسلام کی اشاعت ہوتی رہی اور اسی کے ساتھ ساتھ قرآن حکیم کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا گیا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خصوصی طور پر قرآن حکیم کا اصل نسخہ جو ام المومنین (زوجہ رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم) حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس محفوظ تھا اس کی متعدد نقلیں تیار کرائیں، ان ناقلین میں کاتبین وحی بھی شامل تھے، ان میں یہ حضرات قابل ذکر ہیں:______

- ○ ______ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ
- ○ ______ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ
- ○ ______ حضرت سعید بن الوقاص رضی اللہ عنہ
- ○ ______ حضرت عبدالرحمن بن حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ
- ○ ______ حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ
- ○ ______ حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ

یہ نقول ۲۵ھ میں مندرجہ ذیل ملکوں اور شہروں میں ارسال کی گئیں:______

مکہ مکرمہ، شام، یمن، بحرین، بصرہ، کوفہ وغیرہ

عہد عثمانی میں پاک و ہند کی طرف بھی توجہ کی گئی۔ چنانچہ حکم بن جبلہ کو سندھ اور ہند کے احوال معلوم کرنے کے لیے بھیجا گیا واپسی پر انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پاکستان اور ہندوستان کے بارے میں تفصیلات بتائیں ______ عہد عثمانی میں مندرجہ ذیل صحابہ پاکستان و ہندوستان آئے: ______

- حکم بن جبلہ عبدی رضی اللہ عنہ
- عبداللہ بن معمر بن عثمان قرشی تیمی رضی اللہ عنہ
- عمیر بن عثمان بن سعید رضی اللہ عنہ
- مجاشع بن مسعود بن ثعلبہ سلمی رضی اللہ عنہ
- عبدالرحمٰن بن سمرہ بن حبیب قرشی رضی اللہ عنہ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے عہد خلافت میں بھی پاک و ہند کی طرف توجہ کی گئی چنانچہ آپ نے ثاغر بن دعر کو لشکر کا سردار بنا کر ہندوستان کی سرحد پر بھیجا[1]

آپ کے عہد میں مندرجہ ذیل صحابہ پاک و ہند تشریف لائے :

- حزیت بن ناجی شامی رضی اللہ عنہ
- عبداللہ بن سوید تمیمی تنقری رضی اللہ عنہ
- کلیب بن ابو وائل رضی اللہ عنہ
- مہلب بن ابو صفرہ ازدی عتکی رضی اللہ عنہ
- عبداللہ بن سعاد بن ہمام عبدی رضی اللہ عنہ
- یاسر بن سوار عبدی رضی اللہ عنہ
- سنان بن سلمہ بن محبق ہذلی رضی اللہ عنہ
- منذر بن جارود عبدی رضی اللہ عنہ
- حارث بن مرہ عبدی رضی اللہ عنہ

اس طرح کل ۲۵ صحابہ عہد خلافت راشدہ میں پاک و ہند آئے، اسلام اور تعلیمات قرآنیہ کو پھیلایا۔

---

[1] مخدوم امیر احمد! چچ نامہ ترجمہ سندھی فتوح الہند والسند، مطبوعہ حیدرآباد سندھ، ص ۱۰۲

(ج)

خلافت راشدہ کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں بھی خلافت اسلامیہ کی پاک و ہند کی طرف توجہ رہی ۔ چنانچہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبداللہ بن سوار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چار ہزار سوار دے کر سندھ کی طرف بھیجا ——— ان کے عہد میں مندرجہ ذیل صحابہ پاک و ہند بھیجے گئے ———

- ——— عمرو بن عبداللہ بن معمر تیمی
- ——— مہلب بن ابی صفرہ
- ——— عباد بن زیادہ بن ابو سفیان[۱]

مندرجہ بالا حضرات میں سے بعض نے صوبہ سندھ، صوبہ بلوچستان، صوبہ سرحد، اور صوبہ پنجاب میں بعض مہمات سر کیں یقیناً اپنے اثرات چھوڑے ہوں گے اور قرآن کی بازگشت محمد بن قاسم کی آمد سے بہت پہلے ان علاقوں میں سنی گئی ہوگی ——— انہی راہوں سے یہاں، قرآن داخل ہوا اور پھر پھیلتا چلا گیا ———

المسعودی نے مروج الذہب میں لکھا ہے کہ جنگ صفین میں جو ۳۷ھ میں ہوئی حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر میں تقریباً پانچ سو قرآن کے نسخے اٹھائے گئے ظن غالب یہی ہے کہ اسی قدر قرآن کے نسخے حضرت علی کی فوج میں بھی ہوں گے ——— جب میدان جنگ میں صحابہ مجاہدین کے پاس اتنی کثیر تعداد میں قرآن حکیم کی کاپیاں موجود تھیں تو بلاد اسلامیہ اور قرب و جوار کے قریوں اور دیہاتوں میں کس قدر تعداد میں قرآن حکیم کے نسخے ہوں گے ؟

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد یزید کا دور آتا ہے اس دور کے بعض تاریخی

---

[۱] ڈاکٹر محمد اسحاق بھٹی: انقہائے ہند، ج ۱ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۴ء، ص ۱ - ۱۲

حقائق سے اندازہ ہوتا ہے کہ سندھ میں اس وقت مسلمان موجود تھے جب میدان کربلا میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا جا رہا تھا ——— چنانچہ ابو محمد بن عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ دینوری لکھتے ہیں :———

جب حضرت امام حسین کو حر نے کوفہ کے راستے میں روکا تو آپ نے
ارشاد فرمایا کہ اگرچہ تمہارے بلانے پر عراق آیا ہوں لیکن اب اگر تم
میرا آنا کسی وجہ سے پسند نہیں کرتے تو مجھے چھوڑ دو کہ سندھ چلا جاؤں
کیوں کہ وہاں میرے مسلمان بھائی مجھے پناہ دے دیں گے[۱] ———

ایک روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہو یعنی حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی زوجہ محترمہ سندھی تھیں ابن قتیبہ لکھتے ہیں :———

امام زین العابدین کی ایک بیوی سندھی تھیں جن سے حضرت
زید شہید بطل اعظم اسلام پیدا ہوئے[۲] ———

عبدالرزاق نجفی نے بھی لکھا ہے :———

زید شہید امام زین العابدین کی جس بیوی سے پیدا ہوئے تھے وہ
سندھی تھیں[۳] ———

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ پہلی صدی ہجری کے نصف اول میں سندھ میں کافی تعداد میں مسلمان موجود تھے اور خاندان اہل بیت میں ان کی شادیاں بھی ہونے لگی تھیں۔

---

[۱] ابو عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ الدینوری : المعارف ، مطبوعہ مصر ۱۹۳۲ء ، ص ۹۵

[۲] ایضاً ، ص ۷۲

[۳] عبدالرزاق نجفی : زید شہید ، مطبوعہ نجف اشرف ، ص ۵

محمد بن قاسم کے حملے سے کچھ پہلے صوبہ بلوچستان کی اسلامی قلمرو کا باغی گروہ، محمد علافی کی سرکردگی میں راجہ داہر کے پاس آیا جس میں ۵۰۰ جنگ جو عرب مسلمان تھے۔ داہر نے ان لوگوں کو پناہ دی اور نہایت اعزاز و اکرام سے رکھا، انہوں نے راجہ قنوج کی سندھ پر عظیم یورش کے وقت، راجہ داہر کی مدد کی اور ان کی مدد سے ایسی شاندار فتح ہوئی کہ دشمن کے ۸۰ ہزار فوجی قیدی بنا لیے گئے۔ ظاہر ہے کہ یہ پانچ سو افراد اپنے ساتھ قرآن حکیم بھی لائے ہوں گے اور قرآن حکیم کی آواز راجہ داہر کی قلمرو میں سنی جاتی ہوگی ـــــ اس واقعہ کے بعد پھر وہ واقعہ پیش آیا جس کے بعد سندھ مستقل اسلامی سلطنت کا گہوارہ بنا ـــــ اس کی تفصیل یہ ہے

ولید بن عبدالمالک بن مروان کے عہد میں سراندیپ کے راجا نے گورنر عراق، حجاج بن یوسف کو تحفے تحائف بھیجے۔ جس جہاز میں یہ تحائف تھے اس میں سراندیپ کی مسلمان عورتیں بھی تھیں جو کعبہ کی زیارت اور دارالخلافہ کو دیکھنے کی غرض سے ساتھ چل پڑی تھیں ـــــ باد مخالف نے جہاز سمندر سے ہٹا کر دیبل پہنچا دیا جہاں بحری قزاقوں نے اس کو لوٹ لیا اور عورتوں کو یرغمال بنا لیا ـــــ قبیلہ بنی عزیز کی ایک عورت نے اضطراب کے عالم میں پکارا یا حجاج! یا حجاج! اغثنی! اغثنی! ـــــ

اے حجاج ـــــ میری مدد کرو! میری مدد کرو! ـــــ جہاز میں سوار ایک بیوپاری نے حجاج تک یہ فریاد پہنچا دی، حجاج نے راجہ داہر کو لوٹے ہوئے مال کی واپسی اور عورتوں کی بازیافت کیلئے لکھا، راجہ نے معذرت پیش کردی کہ بحری قزاق اس کے قابو سے باہر ہیں ـــــ اس پر حجاج نے پے در پے تین مہمیں بھیجیں۔ تیسری مہم کی کمان محمد بن قاسم کر رہے تھے انہیں کے ہاتھ سے راجہ داہر کو شکست ہوئی اور سندھ کی مقامی آبادی نے محمد بن قاسم کو خوش آمدید کہا کیونکہ ان کی اکثریت بدھ مذہب کی پیروکار تھی اور وہ برہمنوں کے ظلم و ستم کا شکار رہتے ـــــ مسلمان پہلے ہی سندھ میں موجود تھے۔ اور

مقامی لوگ ان کے اخلاق و کردار اور قرآنی تعلیمات سے پہلے ہی متاثر ہو چکے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ مسلمانوں کے زیر سایہ ان کو انصاف ملے گا اور تاریخ بتاتی ہے کہ ان کو انصاف ہی ملا اسی لیے جب محمد بن قاسم کو واپس دارالخلافہ بلایا گیا تو سندھ کے غیر مسلموں نے ماتم کیا[1] ـــــــــ

پاکستان میں سب سے پہلے بلوچستان و سندھ میں اسلام اور قرآن پھیلا تو ہندوستان کے جنوب میں مشرقی اور مغربی سواحل کورومنڈل اور مالابار کے علاقوں میں پہلی صدی ہجری کے نصف اول میں مسلمان آباد ہو چکے تھے[2] ـــــ ایرانی اور عرب سیاحوں نے ان کے حالات پر روشنی ڈالی ہے ـــــــ

مثلاً یہ سیاح : ـــــــ

مسعودی ، ابودلف مہلہل ، بزرگ بن شہر یار ، سلیمان ابوزید سیرافی ، ابن حوقل ، الاصطخری ، ابن سعید ، ابوالفداء ، ابن بطوطہ وغیرہ[2] ـــــــ

قیاس یہی کہتا ہے کہ مسلمانوں کی آبادی کے ساتھ ساتھ مساجد میں تعلیم القرآن کے مدارس بھی قائم ہوں گے ـــــــ تعلیم القرآن کے مدارس کا جو جال پاک و ہند میں پھیلا ہوا ہے شاید ہی کسی اسلامی ملک میں ہو، اور جو چرچا قرآن و قرآنی تعلیمات کا یہاں ہے شاید ہی کہیں اور ہو ـــــــ

(د)

فارس و ایران اور پاک و ہند میں اسلام کی اشاعت کے ساتھ تراجم و تفاسیر کی ضرورت

---

[1] مخدوم امیر احمد : تاریخ نامہ سندھی ترجمہ مطبوعہ حیدرآباد سندھ ، ص ۱۲۵

[2] ڈاکٹر محمد مسعود احمد : تمدن ہند پر اسلامی اثرات (ترجمہ اردو) مطبوعہ لاہور ۱۹۶۴ء

محسوس کی گئی۔ چنانچہ قرآن حکیم کے فارسی اور ہندی تراجم کی روایتیں بھی ملتی ہیں۔ چنانچہ اولین تراجم وتفاسیر میں حضرت سلمان فارسی کا سورۂ فاتحہ کا فارسی زبان میں ترجمہ ہے جو انہوں نے نومسلم ایرانیوں کے لیے کیا تھا[۱] اور تفاسیر میں حضرت ابی بن کعب کی تفسیر کا بڑا حصہ ثابت ہے نیز حضرت ابن عباس کی بھی تفسیر ہے جو ابی ابن طلحہ الہاشمی نے حضرت سعید بن جبیر اور مجاہد سے سن کر لکھی تھی۔

تیسری صدی ہجری کی یہ روایت ملتی ہے کہ کشمیر کے راجہ مہروک کے لیے سندھ کے ایک عراقی النسل عالم عبداللہ بن عمر نے قرآن حکیم کا زبان ہندیہ میں ترجمہ کیا اور جب یہ ترجمہ اس کو پڑھ کر سنایا گیا تو وہ زار وقطار رونے لگا زمین پر سر رکھ دیا اور چہرہ خاک آلودہ ہو گیا، اس کے بعد دل سے مسلمان ہو گیا چھپ چھپ کر عبادت کرتا تھا محل میں ایک خلوت خانہ بنالیا تھا[۲]

قرآن حکیم کے تراجم وتفاسیر کا صحیح اندازہ لگانا مشکل ہے ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے عرصہ ہوا اپنی کتاب القرآن فی کل لسان میں مختلف زبانوں میں قرآن حکیم کے تراجم کا جائزہ لیا تھا، اس کے بعد مزید تحقیق فرمائی اور ۱۹۶۶ء میں استانبول میں یہ انکشاف فرمایا کہ دنیا کی ایک سو زبانوں میں قرآن حکیم کے ترجمے ہو چکے ہیں[۳] اس انکشاف کو اب ۱۸ سال گزر چکے ہیں اس عرصے میں نہ معلوم کتنے تراجم کا اور اضافہ ہو چکا ہوگا ——— اور تفاسیر قرآن کا تو اتنا عظیم سرمایہ ہے جس کا احاطہ کرنا مشکل ہے

۱؎ محمد فرید وجدی: الادلۃ العلمیہ علی جواز معانی القرآن الی اللغۃ الاجنبیہ، ص ۵۸

۲؎

(ا) مسعود عالم ندوی: ہندوستانی عربوں کی نظر میں، مطبوعہ اعظم گڑھ ۱۹۶۰ء، ص ۱۹۳

(ب) ڈاکٹر نبی بخش بلوچ: سندھ، پاکستان میں اس کا تحقیقی تشخص وکردار (انگریزی) کراچی ۱۹۸۳ء، ص ۲

۳؎ جنگ (کراچی) مارچ ۱۹۶۶ء

مندرجہ ذیل زبانوں میں تراجم ہو چکے ہیں ـــــ ایک زبان میں کئی کئی تراجم ہیں، پھر نئے نئے تراجم ہوتے جاتے ہیں: ـــــ

فارسی، اردو، سندھی، پنجابی، پشتو، ہندی، کشمیری، بنگالی،
برمی، براہوی، گجراتی، مرہٹی، ملیالم، کناری، تلگو، عبرانی، روسی،
لاطینی، انگریزی، فرانسیسی، جرمنی، یونانی، پولش، اطالوی،
پرتگالی، ہسپانوی، ڈچ، البانوی، عبرانی، بلغاری، رومانی،
ہنگری، جاپانی، چینی، جاوی، ترکی، ڈینش، انڈونیشی، ملائی،
ارگونی، اسرائیلی، سواحلی، یوگنڈی، ترکی، انڈوچائنا، فلپائنی،
حبشی، ہندی، ملیالم، تامل، مکاسرین، ارگونین، اسٹرین، بوسینیا،
ہسپانوی، ارمنی، وغیرہ وغیرہ

انٹرنیشنل ریسرچ سینٹر، استانبول (ترکی) میں قرآن حکیم کے تراجم سے متعلق ایک جامع کیٹلاگ تیار کیا جا رہا ہے جس میں مختلف زبانوں میں مطبوعہ تراجم کی تفصیلات مہیا کی جائیں گی، ایک نہایت عظیم اور صبر آزما کام ہے ـــــ اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے راقم نے صرف اردو تراجم و تفاسیر کی تحقیق پر اڑھائی سال صرف کیے اور ۵۰ صفحات پر مشتمل ایک مفصل مقالہ قلم بند کیا ـــــ جب ایک زبان پر تحقیق کا یہ عالم ہے تو جملہ زبانوں میں تراجم کی تفصیلات مہیا کرنا جوئے شیر لانا ہے۔

الغرض علم و دانش کے پھیلاؤ کے ساتھ معانی قرآن بھی پھیلتے چلے جاتے ہیں

(ھ)

گزشتہ سطور میں عہد نبوی، عہد خلافت، عہد بنو امیہ میں اسلام اور قرآن کی ابتدائی اشاعت اور ابتدائی تراجم کا مختصر جائزہ لیا گیا ——— اگر ہم شجر اسلام کے پھیلاؤ کو دیکھیں تو بے ساختہ زبان سے نکلتا ہے: ———

كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ [1]

(ترجمہ) جیسے پاکیزہ درخت جس کی جڑ قائم اور شاخیں آسمان میں۔

اس کی جڑیں زمین میں ہیں اور شاخیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں ———

آئیے اسلام کے اس نورانی شجر کا پھر ایک جائزہ لیں اور دیکھیں جبل نور سے پھوٹنے والی روشنی کہاں سے کہاں پہنچی ———

- ——— عہد نبوی میں (سنہ ۶۱۰ء تا سنہ ۶۳۲ء) صحرائے عرب، یمن، حضرموت، نجد و عمان، سندھ اور حبشہ وغیرہ میں اسلام اور قرآن کا پیغام پھیل چکا تھا ———
- ——— عہد خلافت راشدہ (سنہ ۶۳۲ء تا سنہ ۶۶۰ء) میں مصر، شام، عراق، ایران، آرمینیا، افغانستان، آذربائیجان، مکران، خراسان، وغیرہ میں جوں جوں اسلام پھیلا، قرآن بھی پھیلتا چلا گیا۔

———

- ——— عہد بنو امیہ میں (سنہ ۶۶۱ء تا سنہ ۷۴۵ء) شمالی افریقہ، اسپین، پرتگال، فرانس، سوڈان، روسی ترکستان، چین، سندھ، پنجاب، برطانیہ، داغستان، مالدیپ، کریمیا، سسلی، سارڈینیا وغیرہ میں اسلام پھیلا اور قرآن کا پیغام بھی پھیلتا چلا گیا ———

- ــــــ عہد غالبہ (نویں صدی عیسوی) میں جنوبی اٹلی، ایشیائے کوچک، اور بالفورس تک مسلمان بڑھتے چلے گئے اور اسلام پھیلتا چلا گیا۔ ـــــ
- ــــــ عہد بنو عباسیہ ۷۴۵ء سے ۱۲۵۶ء میں سلطنت اسلامیہ کو وسعت سے زیادہ استحکام نصیب ہوا البتہ عہد غزنویین (۹۶۲ء تا ۱۱۸۶ء) ہندوستان، پاکستان، اور کشمیر (سندھ ملتان کے علاوہ) وغیرہ میں سلطنت اسلامیہ کی وسعت کے ساتھ ساتھ اسلام پھیلا اور ساتھ ہی قرآنی تعلیمات کا دائرہ بھی وسیع ہوا ـــــ
- ــــــ بورنیو، انڈونیشیا، ملائیشیا، چین اور برما کے مختلف علاقوں میں تبلیغ کے ذریعے اسلام اور ساتھ ہی قرآن کا پیغام پھیلا ـــــ
- ــــــ عہد سلطنت عثمانیہ (دسویں صدی عیسوی سے سولھویں صدی عیسوی تک) بلغاریہ، بلنسہ، ہنگری، رومانیہ، سربیا، البانیہ، بوسینیا، پولینڈ کریمیا، جارجیا، ریاستہائے بلقان، یوگوسلاویہ وغیرہ میں اسلامی سلطنت کے دائرے کی وسعت کے ساتھ ساتھ اسلام اور قرآن پھیلتا چلا گیا ـــــ اس کے علاوہ مختلف ادوار میں مندرجہ ذیل علاقوں میں اسلام کے پیغام کے ساتھ ساتھ قرآن کا پیغام پہنچا، ـــ ـــ نائیجیریا، گولڈ کوسٹ، آئیوری کوسٹ، لائبیریا، صحارہ، یوگنڈا، سومالیہ، کینیا، کیمرون، وغیرہ

الغرض دنیا کا کوئی خطہ ایسا نہیں جہاں مسلمان نہ پہنچے ہوں یا مبلغین و محققین نے اسلام کا پیغام نہ پہنچایا ہو ـــــ

مندرجہ بالا سرسری جائزے سے اندازہ ہوتا ہے کہ گزشتہ صدیوں میں اسلام اور قرآن کا پیغام دنیا کے ہر حصے میں پہنچ چکا ہے اور دنیا

، کی ہر قوم اسلام اور قرآن سے اچھی طرح واقف ہو چکی ہے اور برابر واقف ہو رہی ہے ______ قرآن کی اشاعت کے ساتھ ساتھ اس کی حفاظت کا وہ سامان ہوا کہ دنیا اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتی ______

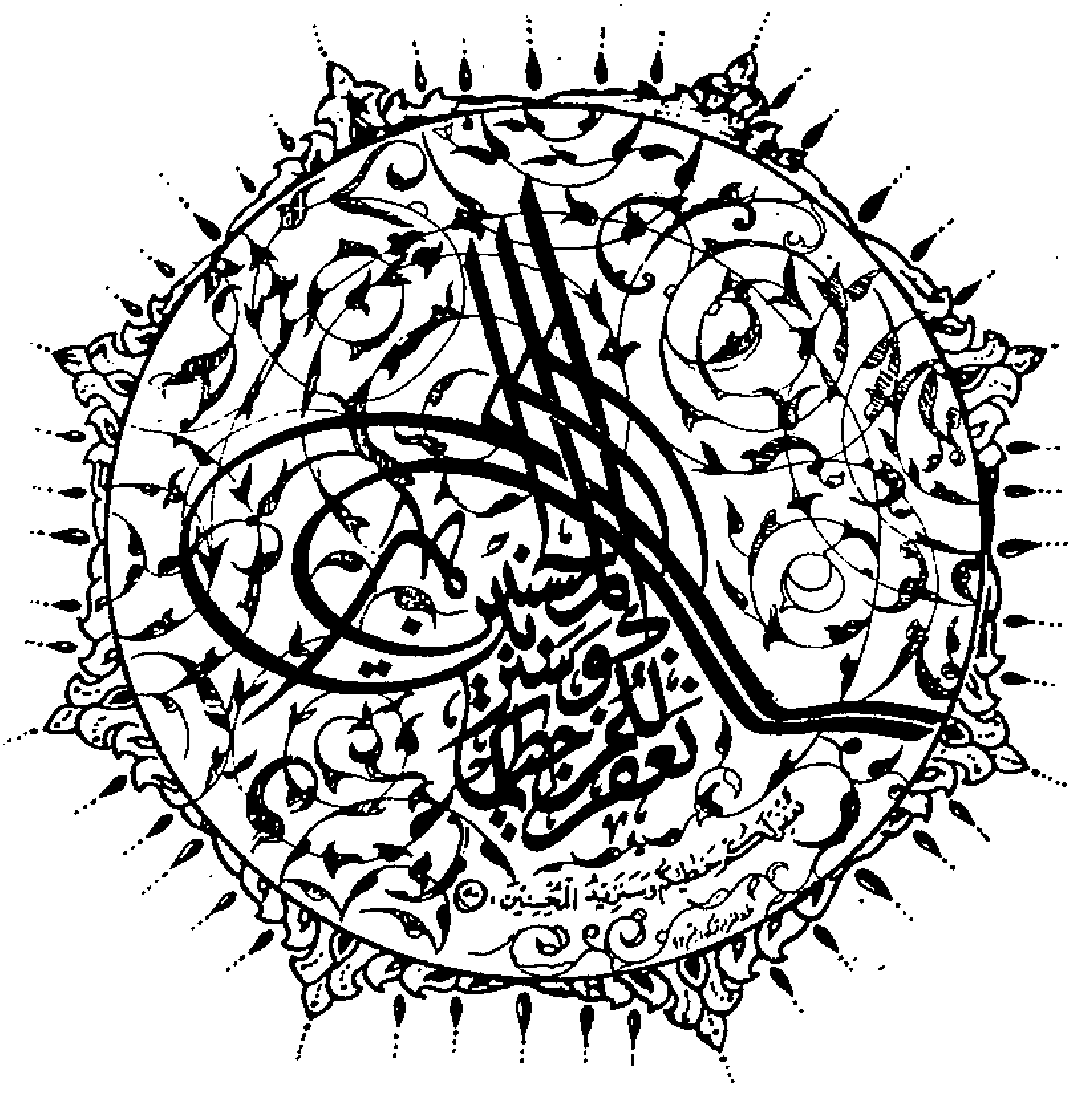
معانی قرآن، الفاظ و حروفِ قرآن، اعراب و اوقافِ قرآن، آیات و سور قرآن اور علوم قرآن وغیرہ کی حفاظت کا سامان مختلف طریقوں سے کیا گیا اور جوں جوں زمانہ گزرتا گیا حفاظت کے نئے نئے سامان مہیا ہوتے چلے گئے چنانچہ ابتداء سے لے کر اب تک قرآن حکیم کو جس طرح محفوظ کیا گیا ہے دنیا کی کسی کتاب کو اس طرح حفاظت نہیں کی گئی ______

تقریر و تحریر، تعلیم و تدریس اور تجوید و قرأت کے ذریعے قرآن کے متن اور معانی کو کتابوں میں ذہنوں میں اور سینوں میں پوری طرح محفوظ کیا گیا، آغاز اسلام سے لے کر اب تک بلاد اسلامیہ میں علوم تعلیم القرآن کے ہزاروں لاکھوں مدارس قائم ہیں جہاں سے ہر سال لاکھوں طلبہ فارغ ______ نماز پنجگانہ، نماز جمعہ و عیدین، نماز تراویح وغیرہ کے لیے قرآن حکیم کو جزو لاینفک قرار دے کر امر بنا دیا گیا ہے ______ تفسیر و تشریح اور ترجمے کے ذریعے قرآن کے معانی و مطالب کو محفوظ کیا گیا ______ عربی و فارسی اور اردو میں خصوصاً، تفاسیر قرآن کا ایک عظیم ذخیرہ موجود ہے اس کے علاوہ دنیا کی ایک سو سے زیادہ زبانوں میں تراجم اور بعض زبانوں میں تفسیری اور تشریحی نوٹ لکھے گئے ہیں۔

تزئین و ______ علوم قرآن سے متعلق روز روز نئی تحقیقات سامنے چلی آتی ہیں

تذہیب اور خطاطی کے ذریعے قرآن حکیم کے ظاہری حسن و جمال میں اضافہ کیا گیا ______ خطاطی کو کاغذ و قرطاس تک محدود نہ رکھا گیا بلکہ پتھروں لکڑیوں اور دھاتوں پر آیات قرآنی کو کندہ کر کے جاوداں بنایا گیا ______ جدید سائنسی ایجادات نے قرآن کی حفاظت و اشاعت میں چار چاند لگا دیے ______ پریس کی ایجاد نے مہمیز کا

کام کیا، کروڑوں کی تعداد میں قرآن پاک چھپ چکے ہیں، چھپ رہے ہیں اور چھپتے رہیں گے ——— پھر کینا ٹو گراف، فوٹو گراف، زیروگراف، فوٹو اسٹیٹ، مائیکرو فلم، فلش پلیٹ، کمپیوٹر، آڈیو کیسٹ، ویڈیو کیسٹ، ریڈیو ٹیلیویژن وغیرہ کے ذریعے قرآن حکیم کتب خانوں میں گھروں میں بلکہ گلی گلی، کوچے کوچے اس طرح پھیلا ہے جس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا ——— اللہ تعالیٰ نے قرآن کو جمع کرنے کی ذمہ داری خود اٹھائی اور فرمایا کہ قرآن کا جمع کرنا اور پڑھانا ہماری ذمہ داری ہے سچ ہے آج قرآن پاک جمع بھی ہے پڑھا اور پڑھایا بھی جارہا ہے ——— فضائیں اس کی آواز سے گونج رہی ہیں ———



— • ۸ • —

(ا)

قرآن حکیم کی اشاعت کے ساتھ ساتھ اس کی تزئین و آرائش کے سامان بھی ہونے لگے ——— فنون لطیفہ انسان کے احساس جمال کی عکاسی کرتے رہے ہیں ——— تحریر بھی ایک فن لطیف ہے، یہ وہ فن ہے جس نے انسانی تہذیب و تمدن میں ایک عظیم انقلاب برپا کیا ——— ابتداء میں تصویری تحریر نے جنم لیا، جو بات کہی جاتی تصویری خاکے کی زبانی کہی جاتی ——— پھر الفاظ و حروف نے تحریر کی جگہ لے لی ——— رفتہ رفتہ یہی الفاظ و حروف پیکر حسن و جمال بن گئے اور فن خطاطی ایجاد ہوا ——— گل کاریوں اور رنگ آمیزیوں نے اس کے حسن کو اور دو بالا کر دیا ——— قرآن عظیم کی بدولت فن خطاطی نے وہ عروج پایا جو اس سے پہلے کبھی نہ پایا تھا ——— اسلام علم و دانش کا علم بردار تھا ——— وہ دنیا کے سامنے علم و حکمت کا شہ کار لے کر آیا اور وہی اس کی توجہ کا سب سے بڑا مرکز رہا ——— اسلام کی وسعت پذیری کے ساتھ ساتھ فن خطاطی میں بھی وسعت پیدا ہوتی چلی گئی اور ایک کے بعد دوسرا خط ایجاد ہونے لگا یہاں تک بیسیوں فن پارے سامنے آ گئے ——— حسن و جمال کی

اس طویل داستان کا خلاصہ یہ ہے ـــــــ

انسان احساسات و جذبات کا خزانہ ہے، وہ چاہتا ہے کہ اپنے احساسات و جذبات دوسروں تک پہنچائے ـــــــ اس وقت جب وہ الفاظ و حروف کے سر نہاں سے واقف نہ تھا گردو پیش نظر آنے والے جانوروں کی تصاویر کی مدد سے اپنے جذبات کی ترجمانی کرتا اب شاعری میں مصوری کی جاتی ہے، پہلے مصوری میں شاعری کی جاتی تھی ـــــــ تاریخ انسانی کے پتھر کے دور سے متعلق تقریباً پانچ ہزار قبل مسیح کے آثار، پتھر، پیتل اور مٹی کی تختیوں پر ملے ہیں یہ مصر، چین، ایران، بابل، نینوا، آشور، ہندوستان، پاکستان، جنوبی امریکہ وغیرہ کی چٹانوں، پتھروں غاروں اور کھنڈروں میں ملے ہیں۔

تصویری خط کے خاص تین مراکز تھے مصر، عراق اور چین ـــــــ تصویری خط کو ہیروغلفی کہا جاتا ہے۔ مذہبی لوگ اس کو لکھنے کے مجاز تھے۔ اس کی تین قسمیں قرار پائیں۔

١۔ ہیروغلفی ـــــــ (مذہبی طبقے کے لئے)

٢۔ ہیراطیقی ـــــــ (طبقہ علماء کے لئے)

٣۔ دیموطیقی ـــــــ (عوام کے لئے)

ہیروغلفی کی بھی کئی قسمیں ہیں جن میں مصری ہیروغلفی صورت و عمل کے لحاظ تین قسموں تقسیم کی گئی ہے۔

١۔ تصویر نویسی ـــــــ Pictography -

٢۔ خیال نویسی ـــــــ Ideography -

٣۔ صورت نویسی ـــــــ Hierrography -

یہ آخری قسم وہ ہے جب صورت و صوت کا ملاپ ہوا یعنی جس آواز کے لئے جو تصویر انتخاب کی گئی تھی رفتہ رفتہ اس تصویر کی نشانی رہ گئی۔ جس نے حرف کی شکل اختیار کی تصویری دور کی ابتداء میں مصری ٢٩ تصویروں سے مطالب ظاہر کرتے تھے جن کی تعداد بڑھ کر ٩٠ ہوئی پھر

ایک مدت بعد ۱۰۰ تصاویر تک جا پہنچی ان تصاویر کی مدد سے دل کی بات کہنا اور سمجھ نا ایک صبر آزما کام تھا۔

تصویری خط کے رواج کے مطابق جب تصویر کا تعین ہو چکا تو ۲۲ قسم کی آوازوں کے لئے ۲۲ تصویریں بنائی جانے لگیں۔ یہ ۲۲ تصویریں رفتہ رفتہ تصویری لباس اتار کر حروف کی علامات بن گئیں اور یہی وہ ۲۲ حروف ہیں جو صدیوں قرنوں بعد ابجد، ھوز، حطی، کلمن سعفص، قرشت میں محدود ہوئے۔ عربوں نے ہزارہا برس بعد اس میں چھ حروف بڑھائے ثخذ، ضظغ۔ پھر ایرانیوں نے پ، چ، ژ، گ کا اضافہ کیا، اس کے بعد ہندیوں نے ٹ۔ ڈ۔ ڑ کا اضافہ کیا ــــــ یہی ابجد سے لے کر ضظغ تک حروف تھے جن کے لئے اعداد بہت پہلے سے متعین کئے جا چکے تھے۔ خلیفہ ہارون الرشید کے عہد میں اسی سے ایک نیا فن "تاریخ گوئی" ایجاد ہوا۔ [1]

حروف تہجی اور خطوط کی تاریخ کا موضوع بڑا وسیع موضوع ہے، یہاں نہ اس کی گنجائش اور نہ اس کی ضرورت اس لئے ہم نزول قرآن کے وقت جو خطوط رائج تھے ان کی طرف متوجہ ہوتے ہیں ــــــ

---

[1] ممتاز حسین جونپوری: خط و خطاطی، مطبوعہ کراچی ۱۹۶۱ء، ص ۱۱ ــ ۲۰

سینکڑوں سال قبل مسیح یمن میں سبا اور حمیر کی زبردست سلطنتیں قائم تھیں انہوں نے ایک خط ایجاد کیا جس کو خط مسند یا خط حمیری کہتے تھے، اس خط کے بہت سے آثار شمالی عرب میں پائے گئے ہیں ــــــ اسکندر یونانی کے عہد تک اس خط کا رواج رہا پھر نبطیوں کا زور ہوا جو صحرائے سینا اور شمالی عرب سے لے کر جنوبی شام تک پھیلے ہوئے تھے عربوں سے ان کے تہذیبی اور تجارتی روابط تھے، حجر، بطرا وغیرہ میں ان کی حکومتیں قائم تھیں۔

ــــــ انہوں نے خط نبطی ایجاد کیا، اس خط کے بہت سے کتبے پہلی صدی عیسوی سے تیسری صدی عیسوی تک کے لکھے ہوئے ــــــ دمشق سے مدینہ منورہ تک پھیلے ہوئے پائے گئے ہیں، عربی رسم الخط اسی نبطی خط کی ارتقائی صورت ہے[1] ــــــ

اسی خط سے خط کوفی پیدا ہوا جو بعثت نبوی سے تقریباً دو سو برس قبل رائج ہو چکا تھا۔

بعض محققین کا خیال ہے کہ خط کوفی سے قبل خط معقلی رائج تھا اور خط معقلی سے خط کوفی نکلا ــــــ ظہور اسلام کے وقت خط کوفی اپنی ابتدائی شکل میں موجود تھا یہی وہ خط ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تبلیغی مراسلے ارسال فرمائے ــــــ بعض محققین کے نزدیک خط کوفی کی وجہ تسمیہ یہ ہے قبل اسلام عراق کے دو شہر حیرہ اور انبار بہت مشہور تھے ــــــ حیرہ تین ثقافتوں کا سنگم تھا یعنی: ــــــ

- ایرانی ثقافت
- مقامی بت پرست عربی ثقافت
- بازنطینی ثقافت

---

[1] (ا) نکلسن: لٹریری ہسٹری آف دی عربس، ص ۳، دیباچہ

(ب) ہٹی: ہسٹری آف دی عربس، ص ۶۸

حیرہ جہاں خط کوفی پروان چڑھا اس کے قریب ہی شہر کوفہ آباد ہوا اس لیے یہ خط کوفی کہلایا۔

خط کوفی نے خلافت راشدہ کے دور میں ترقی کی جس کی شہادت مصحف عثمانی سے ملتی ہے جو اس وقت تک تاشقند (ازرس) میں موجود ہے۔ عہد بنو امیہ میں مشہور خطاط خالد بن الهیاج نے مسجد نبوی میں آب زر سے خط کوفی میں سورۃ الشمس لکھی جو صدیوں تک برقرار رہی ——— ابن الهیاج نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کے لیے قرآن مجید کا ایک نسخہ کتابت کیا ——— ابن ندیم کے مطابق اموی دور میں قطبۃ المحرر نے خطاطی کی بنیاد ڈالی، اس نے چار قسم کے اسلوب ایجاد کیے: ———

خط طومار، خط جلیل، خط نصف، خط ثلث،

بعض محققین کا خیال ہے کہ خط ثلثین بھی اسی نے ایجاد کیا ہے ———

جب بنو عباس نے زمام اقتدار سنبھالی تو کوفہ کے بجائے بغداد اسلامی تہذیب کا مرکز بنا ——— اس عہد کا کاتب الضحاک بن عجلان فن خطاطی میں قطبۃ المحرر سے سبقت لے گیا ——— اسی عہد کے ایک اور کاتب اسحٰق بن حماد نے خط کوفی میں اور ایجادیں کیں اور کچھ مزید اسلوب ایجاد کیے مثلاً خط طومار، خط سجلات، وغیرہ ——— ابن حماد کے شاگرد یوسف الجزی نے دو اور رسم الخط ایجاد کیے یعنی ———

خط خفیف ثلث، خفیف الثلثین

خلیفہ مامون الرشید کے وزیر فاضل ابن سہل نے اس کو سرکاری خط قرار دے کر اس کا نام خط ریاسی تجویز کیا ——— اسی دور کے خطاط الاحول المحرر نے ریاسی خط سے بہت سے خطوط ایجاد کیے مثلاً: ———

ثلث، نسخ، محقق، ریحانی، رقاع، توقیع،

عہد عباسیہ کے مشہور خطاط ابو علی محمد بن علی بن الحسین بن محمد بن مقلہ بیضاوی (۳۲۸ھ)

نے خطاطی کے اصول و ضوابط مقرر کیے ——— یہ شکستہ خطاطی کا استاد اول مانا جاتا ہے۔
——— اس نے ایک نیا خط ایجاد کیا جس کو خط المنسوب کا نام دیا گیا ———
حاجی خلیفہ نے اس خط کو خط بدیع کے نام سے یاد کیا ہے۔ یہی خط آگے چل کر خط نسخ کہلایا کیونکہ اس نے اپنے سے پہلے سارے اسالیب کو عملاً منسوخ کر دیا اور سب پر حاوی ہو گیا۔
——— دسویں صدی عیسوی تک شکستہ خطاطی کے ۲۰ سے زیادہ اسالیب متعارف تھے
——— ابن مقلہ کے تلامذہ میں عبداللہ بن اسد بن القاری اور محمد بن السجستانی نے شہرت پائی
عبداللہ بن اسد کے شاگرد ابوالحسن علی بن ہلال المعروف بہ ابن البواب نے اپنے دادا استاد کے خط المنسوب کے بعد خط المنسوب الفائق ایجاد کیا ——— اسی عہد کے مشہور خطاط، یاقوت المستعصمی (۶۹۶ھ) نے خط ثلث سے خط یاقوتی ایجاد کیا جو سب خطوط پر سبقت لے گیا ——— یاقوت مستعصمی کا پورا نام جمال الدین المجد یاقوت بن عبداللہ المستعصمی تھا۔

اسلامی خطاطی جس کو ابن مقلہ نے باضابطہ قائم کیا اور ابن البواب (م ۴۱۳ھ) نے جس کو حسن بخشا اور جس نے یاقوت المستعصمی کے ہاتھوں کمال حاصل کیا اب ایک نئے دور میں داخل ہوا اور خط تعلیق اور خط نستعلیق ایجاد ہوئے ——— اس کے علاوہ خط مغربی، کیروان میں ایجاد ہوا ——— جو شمالی مغربی افریقہ اور مسلم ہسپانیہ میں پھیل گیا۔ اس کے چار اسالیب ایجاد ہوئے یعنی: ———

قیروانی، اندلسی، فاسی، سوڈانی،

چودھویں صدی عیسوی میں ہندوستان میں خط بہاری ایجاد ہوا ———
اور پھر چین میں خط صینی ایجاد ہوا ——— دور عثمانیہ میں شیخ عبداللہ الاماسی (م ۱۵۲۰ء) عظیم خطاط گزرا ہے، اس کا شاگرد احمد قرہ حصاری نے خطاطی کے بہت سے نمونے یادگار چھوڑے ——— ترکی اور دوسرے مقامات پر جو خطوط ایجاد ہوئے ان سب

سابقہ اسالیب میں مندرجہ ذیل کا اضافہ ہوا ــــــــــ

خط شکستہ، خط شکستہ آمیزی، خط دیوانی، خط جامی

خط شکستہ، شفیع ہرانی سے منسوب کیا جاتا ہے ــــــــــ خط دیوانی پندرہویں صدی عیسوی میں ایجاد ہوا ــــــــــ ابراہیم منیف اس کا موجد تھا ــــــــــ دیوانی سے دیوانی جالی، یا ہمایونی نکلا ــــــــــ خط نستعلیق اور ریحانی سے ملا کر خط زلفی عروسی ایجاد کیا گیا۔ ــــــــــ اس کے علاوہ، خط گل زار خط مثنی، خط طغرا ایجاد ہو گئے۔ جدید رسم الخطوں میں خط سنبلی اور خط النار بھی ہیں ــــــــــ سرکاری خط و کتابت کے لیے ترکی میں خط سیاقت ایجاد ہوا، خط حروف التاج سابقہ خطوط سے زیادہ جدید ہے ــــــــــ محمد شاہ فواد اول کے لیے مصر میں محمد محفوظ خطاط نے ایجاد کیا ــــــــــ النرش قرآن کیا آیا طرح طرح کے خطوط ایجاد ہوئے[1] ــــــــــ

آٹھویں صدی ہجری کے وسط میں جب ایشیا پر مغلوں کا غلبہ ہوا اور مملکتیں وجود میں آئیں تو خط نے بھی ایک پہلو بدلا اور خط نسخ اور تعلیق کو ملا کر ایک نیا خط ایجاد کیا جس کو نسخ تعلیق کہا گیا جو بعد میں نستعلیق کہلایا گیا ــــــــــ میر علی تبریزی نے جو امیر تیمور کے عہد کا مشہور خطاط تھا اسکو اوج کمال پر پہنچایا ــــــــــ

اور اس کے بعد میر علی ہروی (م ۹۵۱ھ) نے اس میں اور جدتیں کیں ــــــــــ

(ب)

مسلمان بادشاہوں کے عہد میں فن خطاطی کو خوب عروج حاصل ہوا نہ صرف یہ کہ انھوں نے خطاطوں کی حوصلہ افزائی کی بلکہ اس فن میں خود کمال حاصل کیا چنانچہ سلطان مسعود بن سلطان

---

[1] تھامس اینڈ ھڈسن: اسلامک کیلیگرافی، مطبوعہ لندن ۱۹۷۶ء، ص ۱-۳۱

محمود غزنوی، سلطان ناصر الدین محمود (۱۲۶۵ء/۱۲۴۳ء) بابر بادشاہ (۱۳۰ء/۱۵۲۶ء) خود خطاط تھے بلکہ مؤخر الذکر نے تو ایک خط ایجاد کیا جو خط بابری کہلایا۔ جہاں گیر کے دو بیٹوں شہزادہ خسرو اور شہزادہ پرویز نے اس فن میں نام پیدا کیا۔ شاہ جہاں بادشاہ کی اولاد میں اورنگ زیب عالمگیر، دارا شکوہ، زیب النساء وغیرہ فن خطاطی میں مہارت رکھتے تھے۔ ——— اورنگ زیب خط نسخ و نستعلیق دونوں کا ماہر تھا اس نے پورا قرآن لکھ کر مسجد نبوی میں پیش کیا ——— تخت نشینی کے بعد ایک قرآن لکھ کر کعبۃ اللہ کی نذر کیا ———

آخری بادشاہ بہادر شاہ ظفر فن خطاطی میں بڑی مہارت رکھتے تھے ان کے شاگردوں میں سید حافظ امیر الدین اور مولانا ممتاز علی نزہت رقم شہرۂ آفاق ہوئے ہیں ——— خط نستعلیق کے مشہور خطاط سید محمد امیر رضوی عرف امیر پنجہ کش (م ۱۸۵۷ء) اسی دور میں ہوئے ہیں جن کے شاگردوں میں آغا مرزا دہلوی اور عباد اللہ بیگ بلند پایہ خوش نویس ہوئے ———

جدید خطاطوں میں ابن کلیم نے خط رعنا کو جنم دیا ——— صادقین نے تصویری خطاطی کو عروج بخشا۔ آذر زوبی نے خطاطی میں تجریدی انداز اختیار کیا اسلم کمال نے عماراتی خط کو حسن بخشا۔[۱]

۱۔ (ا) ابن ندیم: الفہرست، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۹ء

(ب) ابن کلیم: تاریخ فن خطاطی الخ، مطبوعہ ۱۹۷۷ء

(ج) جہاں گیر: تزک جہاں گیری، مطبوعہ لاہور ۱۹۹۸ء)

(د) مولانا غلام طیب: اسلامی آرٹ اور فن تعمیر، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۱ء (ھ) بابر: تزک بابری

(و) ابوالفضل: آئین اکبری، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء

(ز) چیمبرز ڈیوڈ: اسلامی آرٹ، مطبوعہ لندن ۱۹۷۴ء

(ح) ایس۔ ایم۔ اکرام: کلچرل ہیریٹیج آف پاکستان، مطبوعہ لاہور ۱۹۵۵ء

(ط) گلزار آفاقی: مقالات، مطبوعہ اسلام آباد ۱۹۸۰ء

انور انصاری اور گل جی نے بھی ندرتیں پیدا کیں ۔

پاک و ہند میں قرآن حکیم کی کتابت میں جو ماہرین فن ممتاز نظر آتے ہیں ان میں سے چند کے نام اوپر گزرے بعض کے نام یہ ہیں :

سلطان ابراہیم غزنوی، سلطان ناصر الدین محمود، عبداللہ ہروی
عبدالباقی یاقوت رقم، حافظ محمد حسین لاہوری، سید عنایت اللہ حسینی
محی الدین اورنگ زیب، حاجی محمد اسمٰعیل مائز ندرانی، محمد عارف
یاقوت رقم، قاضی عصمت اللہ خاں، آغا غلام رسول کشمیری،
سید جلال الدین حیدر مرصع رقم، منشی محمد ممتاز علی زریں رقم
حافظ سید امیر الدین دہلوی، غلام رسول عادل گڑھی، سلطان القلم
مولانا محمد قاسم لدھیانوی مولانا امام الدین گیلانی، منشی محمد الدین
میاں عبدالرشید، سید محبوب رقم، مولانا محمد حسین عادلی، حکیم سید نیک
عالم شاہ، فاطمۃ الکبریٰ ۔۔۔ پیر عبدالحمید، محمد شریف لدھیانوی
شریف احمد شرافت نوشاہی وغیرہ وغیرہ [1]

فن خطاطی کے ماہرین کو مختلف القاب سے یاد کیا جاتا رہا ہے جس سے فن خطاطی میں ان کی پہچان ہوتی ہے ۔

مندرجہ ذیل القاب نظر آتے ہیں :

شیریں رقم (خواجہ عبداللہ) زریں قلم (محمد حسین کشمیری) مشکیں رقم
(میر عبداللہ) ہفت قلم (محمد اصغر) زریں رقم (ہدایت اللہ)
جواہر رقم (علی خاں تبریزی) یاقوت رقم (محمد عارف)

---

[1] انور حسین نفیس رقم، خطاطان قرآن، مشمولہ سیارہ ڈائجسٹ (لاہور) قرآن نمبر ۱۹۶۹ء، ج ۲، ص ۸۵

سلطان القلم (محمد قاسم لدھیانوی) مرقعش رقم (بندہ علی) انتخاب رقم
(قدرت اللہ) محبوب رقم (بدر الدین علی خان) پروین رقم (عبد المجید)
نزہت رقم (ممتاز علی) مرصع رقم (بدر الدین علی خان) پروین رقم
(عبد المجید) الماس رقم (منشی محمد صدیق) ہفت رقم، حافظ
محمد یوسف دہلوی) نفیس رقم (انور حسین) انیس رقم (منیر احمد)
نادر القلم (عبد الواحد) گوہر رقم (خورشید عالم) سید القلم،
(محمد اشرف علی) وغیرہ وغیرہ

المختصر فن خطاطی پاک و ہند میں گو عربوں اور ایرانیوں کے وسیلے سے آیا مگر اس خطے کے اہل کمال نے اس فن کو وہ عروج بخشا اور وہ بوقلمونی عطا کی جو اس سے پہلے نہ دیکھی گئی ——— انھوں نے اس میں مختلف ایجادات بھی کیں مثلاً:———

خط غبار، خط ماہی، خط سنبل، خط ریحان، خط طغرا، خط پیچاں،
خط آرام، خط ناخن وغیرہ

اس وقت عالم اسلام میں فن خطاطی میں پاکستان کو خاص امتیاز حاصل ہے اور یہاں بڑے بڑے اہل کمال موجود ہیں ——— ایک اندازے کے مطابق یہاں پندرہ ہزار خطاط و خوشنویس موجود ہیں جو نہ صرف روایاتی خطاطی پر عبور رکھتے ہیں بلکہ جدید خطاطی میں بھی کمال رکھتے ہیں اور نئی نئی ایجادات کرتے جا رہے ہیں[1] ———

---

[1] ایضاً ج ۲

قرآن نے آتے ہی انسان کو لوح و قلم کی طرف متوجہ کیا اور جب مسلمانوں نے قلم سنبھالی تو ساری دنیا کو حیران کر دیا۔ قرآن سے مسلمان کو والہانہ محبت ہے، وہی ان کا مرکز نگاہ ہے، جمال وزیبائی کے سارے زیور اس کی آرائش وزیبائش پر صرف کر کے اس کو ایسا حسین وجمال بنا دیا کہ جو دیکھتا ہے عش عش کر اٹھتا ہے ——— پھر یہی نہیں کہ کاغذ و قرطاس کو آیات قرآنی سے سجایا گیا بلکہ مسجدوں میں، مقبروں میں، مزاروں میں، میناروں میں، پتھروں میں، لکڑیوں میں، شیشوں میں، کپڑوں میں، ہتھیاروں میں، سکوں میں، غرض ہر جگہ آیات قرآنی کے ایسے ایسے حسین جلوے دکھائے ہیں کہ بس دیکھا کیجئے ——— حیرت پہ حیرت بڑھتی چلی جاتی ہے پھر کتابت قرآنی میں مختلف حیرت انگیز کارنامے دکھائے ——— پورا قرآن پاک ایک انڈے کے چھلکے پر لکھا گیا ——— تین سورتیں گیہوں کے ایک دانے پر لکھی گئیں ——— تیمور نے عمر اقطع سے اتنا چھوٹا قرآن لکھوایا کہ انگوٹھی کے نگینے میں آگیا اور اس سے بڑا قرآن بھی لکھوایا جس کی چوڑائی ایک میٹر تھی ———

(ج)

عجائب القرآن بھی خطاطی کا ایک شہ کار ہے جس میں خطاطی کی چودہ سو سالہ تاریخ کو سمیٹ دیا گیا ہے یہ شہ کار پنجاب کے ممتاز خطاط خورشید عالم گوہر نے پیش کیا ہے جن کا سلسلہ تلمذ اپنے عہد کے ممتاز خطاطوں سے ملتا ہے، وہ لکھتے ہیں ؛ ———

> مغلیہ سلطنت کے زوال کے بعد سید محمد امیر رضوی المعروف میر پنجہ کش آسمان خطاطی پر آفتاب بن کر چمکے، ان کے تلامذہ میں آغا مرزا دہلوی، عباد اللہ بیگ، بدرالدین، مرصع رقم تھے۔ آغا مرزا دہلوی میرے استاد مکرم سید اسمعیل دہلوی کے استاد تھے اور اس حوالے سے ایک

واسطے سے میرا تعلق میر پنجہ کش سے ملتا ہے، استاد مرحوم سے
میرا کافی تعلق رہا اور نستعلیق، ثلث، نسخ، کوفی، دیوانی، محقق، شکستہ
رقاع، اور دیگر خطوں کی تربیت... لی، نستعلیق کی کچھ تربیت حافظ
یوسف سدیدی سے حاصل کی، نظری استفادہ ہاشم محمد الخطاط
مرحوم (عراق) عبد العزیز الرفاعی مرحوم، سید ابراہیم (مصر) حافظ
ابتاج مرحوم (ترکی) سے کیا[1] ____

اس میں شک نہیں کہ گوہر رقم نے صفحۂ قرطاس پر موتی بکھیرے ہیں جو دیکھتا ہے حیران رہ جاتا ہے۔ اتنے سارے خطوط کا ایک ہی خطاط کے قلم سے لکھا جاتا اور اس کمال و مہارت کے ساتھ گویا اس نے ہر خط کے لیے مدتوں ریاض کیا ہے سخت حیران کن ہے ____

راقم نے اپریل ۱۹۸۴ء میں مدینہ کمپنی کے سرپرست اعلیٰ حضرت خواجہ ابوالخیر محمد عبداللہ جان نقشبندی مدظلہ العالی کی دعوت پر اسلام آباد حاضر ہو کر خانقاہ خیریہ میں اس کے پہلے پارے کی زیارت کی ہے جس میں تقریباً ۲۰۰ رسم الخط استعمال کیے گئے ہیں اور جس کا وزن اندازاً سوا من ہو گا۔ یہ قرآن پاک فن کتابت کے لحاظ سے، تقطیع کے لحاظ سے، حجم کے لحاظ سے، وزن کے لحاظ سے عجیب تر ہے ____ خورشید عالم گوہر رقم لکھتے ہیں:

قرآن مجید کا نسخہ عجائب القرآن (۲۰۰ من وزنی) کا یہ پہلا پارہ خطاطی
کی مندرجہ بالا تاریخ کا حسین مرقع ہے اور راقم الحروف کا تحریر کردہ
ہے بجا طور پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس کی نظیر ۱۴۰۰ سو برس میں نظر
نہیں آتی ____ ۲۰۰ رسم الخط میں آج تک کوئی خطاط
نہ لکھ سکا اور میں اللہ تعالیٰ کا خاص طور پر شکر گزار ہوں جس نے

---

[1] خورشید عالم گوہر رقم: عجائب القرآن، لاہور، قلمی، ورق ۱۷

مجھ جیسے گنہگار کو یہ سعادت عطا فرمائی [1]

جناب الحاج شہزاد حسین بٹ قادری (صدر مدینہ قرآن کمپنی) نے عجائب القرآن کے پہلے پارے میں "تشکر" کے زیر عنوان گوہر رقم کے دعوے کی تصدیق و توثیق کی ہے اور حیرت کا اظہار کرتے ہوئے لکھا ہے:—

مقام حیرت ہے کہ پاکستان کے اس قابل احترام نامور خطاط نے صرف پندرہ دنوں میں ۲۰۰ سو اقسام خط میں پارہ لکھ کر خطاطی کی تاریخ میں انمٹ نقش ثبت کر دیا —

یہاں یہ بات قابل توجہ ہے کہ آج تک دنیا میں کوئی خطاط ایسا نہیں گزرا جس نے اتنے رسم الخط تحریر کیے ہوں —

گوہر صاحب کا خطاطی میں قائم کردہ ریکارڈ قابل ستائش ہے [2] —

خورشید عالم گوہر رقم نے اس قرآن پاک میں فن خطاطی میں اپنی مہارت کا مظاہرہ کیا ہے اور مندرجہ ذیل خطوط استعمال کیے ہیں۔ پھر ہر خط میں اپنا کمال دکھایا ہے۔ بعض خطوط میں تو ایک ہی خط کو کئی کئی انداز سے لکھا ہے گویا جس طرح شاعر کو آمد ہوتی ہے اور وہ بیک وقت دو غزلہ، سہ غزلہ لکھتا ہے تو آمد کی یہی کیفیت خورشید عالم گوہر رقم کو میسر آئی اور انہوں نے جو کچھ لکھا بقول خود عالم کیف میں لکھا اور اس میں شک نہیں کہ اس کیف میں سرپرست اعلیٰ حضرت خواجہ ابوالخیر محمد عبداللہ جان نقشبندی مدظلہ العالی کی توجہ کاملہ کا پورا پورا دخل ہے، راقم نے خود ان کی صحبت میں یہ تاثیر پائی —

---

[1] خورشید عالم گوہر رقم: عجائب القرآن، لاہور، قلمی، مورخہ ۱۷،

[2] خورشید عالم گوہر رقم: عجائب القرآن، عکس ۱۹۸۳ء، ص ۲

مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ۳۶

فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ

عَلَيْهِ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۳۷

قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا فَاِمَّا

يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّىْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ

لآدم فسجدوا الا ابليس ابى واستكبر وكان من الكفرين ۞
وقلنا يادم اسكن انت وزوجك الجنة و
كلا منها رغدا حيث شئتما ولا تقربا هذه
الشجرة فتكونا من الظلمين ۞ فازلهما
الشيطن عنها فاخرجهما مما كانا فيه وقلنا
اهبطوا بعضكم لبعض عدو ولكم في الارض

گوہر رقم نے عجائب القرآن میں یہ خطوط استعمال کیے ہیں :

خط اجارہ، خط تعلیق، خط ثلث، خط ثلث جدید، خط دیوانی جدید
خط دیوانی منقش، دیوانی قدیم، خط رقاع، خط ریحانی، خط شکستہ
خط شجردار، خط عماری، خط غبار، خط طغرا، ثلث، خط طغرائے
قدیم، خط طغرا، خط کوفی قدیم، خط کوفی جدید، خط کوفی منقش،
خط محقق، خط مغربی، خط ماہی خط مجموعہ، خط نسخ ——

وغیرہ وغیرہ

میں نے عرض کیا کہ عجائب القرآن حضرت خواجہ ابوالخیر محمد عبداللہ جان نقشبندی مجددی مدظلہ العالی کی سرپرستی اور توجہ خاص کا پورا پورا دخل ہے اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مختصراً ان کے حالات اور شمائل وخصائل بیان کر دیے جائیں تاکہ قارئین کرام عجائب القرآن کے پس منظر میں کام کرنے والی اس روحانی قوت سے بھی آشنا ہو جائیں جو اس مہم میں قدم قدم پر رہنمائی کرتی رہی ——

(۵)

حضرت کا اسم گرامی عبداللہ ہے، کنیت ابوالخیر اور لقب محی الدین — ۱۵ ذی الحجہ ۱۳۵۶ھ / ۱۷ فروری ۱۹۳۸ء کو پشاور (صوبہ سرحد، پاکستان) میں ولادت باسعادت ہوئی —— والد گرامی کا اسم شریف حاجی محمد جان اور عرف بابا جی ہے جو بقید حیات ہیں اللہ صاحب دل ہیں اسی لیے موصوف نے اپنا مال اور اپنے عزیز صاحب زادے حضرت خواجہ عبداللہ جان مدظلہ العالی کو تبلیغ وارشاد کے لیے وقف کر دیا ہے حضرت بابا صاحب ایک فیکٹری کے مالک ہیں لیکن مزدوروں پر ایسے رحیم و کریم دور جدید میں جس کی مثال ملنا مشکل ہے —— راقم دولت کدے پر حاضر ہوا ہے اور زیارت سے

مشرف ہوا ہے ——

حضرت خواجہ عبداللہ جان نے عربی اور انگریزی کی تعلیم حاصل کی مگر تعلیم ہی کے دوران والد ماجد نے صوفی نواب الدین صاحب علیہ الرحمۃ سے سلسلہ عالیہ نقشبندی میں بیعت کرا دیا۔ موصوف نے حضرت کے اسم گرامی کے ساتھ "محمد" کا اضافہ فرمایا اور ۱۹۵۴ء میں ۱۶ سال کی عمر میں خلافت سے نوازا —— حضرت خواجہ کو سات سلاسل میں اجازت و خلافت حاصل ہے ——

سلاسل قادریہ، چشتیہ، صابریہ، سہروردیہ، نقشبندیہ، علویہ، میں مولانا میرا گل علیہ الرحمہ سے اجازت و خلافت حاصل ہے —— حضرت پیر ضامن نظامی دہلوی نے چشتیہ نظامیہ میں اجازت و خلافت سے نوازا —— سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں مولانا محمد اللہ خان صاحب نے بھی اجازت و خلافت سے نوازا —— سلسلہ قادریہ رضویہ میں حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدینہ منورہ نے اجازت و خلافت سے نوازا ——

حصول خلافت کے بعد آپ نے بیرون ملک دورہ کر کے سلسلے کی اشاعت فرمائی، گم گشتگان راہ کو ہدایت بخشی، ۷ غیر مسلموں کو مشرف با اسلام کیا، سرہند شریف حاضر ہوئے متعدد بار پاک و ہند، عراق اور حرمین شریفین کا سفر کیا، انبیاء علیہم السلام کے مزارات کی زیارت کی، اہل اللہ کے مزارات پر حاضری دی۔ اب تک آٹھ بار حج کی سعادت سے مشرف ہو چکے ہیں [1] ——

موصوف اپنی مجالس میں ذکر جہر کراتے ہیں جو تاثیر سے خالی نہیں۔ دور جدید میں شیطانی آوازوں نے فضاؤں کو مسموم کر رکھا ہے، یہ رحمانی آوازیں فضاؤں کو معطر و معنبر کرتی ہیں اور

---

[1] پروفیسر خالد ابن مخفی الخیری: سلسلۂ خیریہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۱ء)
اور دیگر ماخذ ——

انسان خود کو ایک نئے جہاں میں محسوس کرتا ہے اور اصلاح حال کی صورت پیدا ہوتی ہے ——— آپ کی مجالس میں امیر سے لے کر فقیر تک، مخدوم سے لے کر خادم تک، افسر سے لے کر چپڑاسی تک سب آتے اور فیض پاتے ہیں۔ دربار عالیہ مرشد آباد شریف (پشاور) آستانہ خیریہ (اسلام آباد) خاص مراکز ہیں۔

حضرت خواجہ مدظلہ العالی بڑے بلند اخلاق ہیں، شیخ وقت ہیں مگر مزاج میں عاجزی و انکساری ہے، طبیعت میں برداشت ہے، ناگوار باتوں کو اس طرح سہہ لیتے ہیں جو اہل اللہ کے شایانِ شان ہے، بے نیاز ہیں مریدوں کے مال پر نظر نہیں، اُن کے دل پر نظر ہے۔ ——— دیتے ہیں اور لیتے بھی ہیں تو دینے کے لیے ——— کلام میں اثر ہے صحبت میں تاثیر متانت و سنجیدگی چہرے سے مترشح ہے ———

عارفانہ و عالمانہ کلام کرتے ہیں دوسرے کا کلام توجہ سے سماعت فرماتے ہیں متکبر و خود پسند نہیں ——— نرم دم گفتگو اور گرم دم جستجو کا بہترین نمونہ ہیں ——— مطالعہ کا بڑا شوق ہے، پشاور میں دولت کدے پر بہترین کتابوں کا ذخیرہ ہے جس سے علمی ذوق کا اندازہ ہوتا ہے ورنہ اس دور مجاز پرست میں کتابوں کو کم ہی پوچھا جاتا ہے ———

حضرت خواجہ کے دربار میں دولت کی پوچھ نہیں، محبت کی پوچھ ہے ——— علم و دانش کی پوچھ ہے ——— یہاں علماء کے گلوں میں روپوں کے ہار ڈالے جاتے ہیں ——— حضرت خواجہ کے تربیت یافتہ بھی ان کے نقش قدم پر چلتے ہیں اور ان کے مشن کو آگے بڑھاتے ہیں ——— اسلام آباد اور پشاور کے علاوہ کئی مراکز ہیں جہاں آپ کے متوسلین و مریدین تبلیغ و ارشاد میں مصروف ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ اہل اللہ ہی انسان بناتے ہیں ——— ان کی خانقاہیں بہترین تربیت گاہیں ہیں ——— کالجوں میں، یونیورسٹیوں میں، شاید دماغ بنتے ہوں گے مگر دل نہیں بنتے ——— انسان نہیں بنتے ——— انسان بننا ہے تو

انسانوں کی صحبت میں بیٹھنا ہوگا ——— اس راز کو جس نے پالیا اس نے فقیری کو شاہی پر ترجیح دی بلا شبہ ——— ———

در بار شاہی سے خوش تر
سر راہ خدا کا آستانہ

(ھ)

عجائب القرآن کے کاتب جناب خورشید عالم گوہر رقم خوش قسمت ہیں کہ ایک مرد مومن نے ان کی سرپرستی فرمائی اور انہیں کی سرپرستی میں انہوں نے کام مکمل کیا ——— ان کے کام کی تفصیل تو اوپر گزر چکی ہے ——— مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کے مختصر احوال بھی لکھ دیئے جائیں ——— کیوں کہ دور جدید کا قاری یہ بھی جاننا چاہتا ہے کہ لکھنے والا کون ہے ——— ؟

جناب خورشید عالم گوہر رقم ۱۹۵۶ء میں ضلع گوجرانوالہ (پاکستان) میں پیدا ہوئے۔ میٹرک تک تعلیم پائی، کچھ عرصے دینی تعلیم بھی حاصل کی ——— سید اسمٰعیل دہلوی سے خطاطی میں مشق لی، کچھ عرصے حافظ محمد یوسف سدیدی کے پاس بھی مشق کی ——— کتابت کی مشق کے ساتھ اخبارات و رسائل کے لیے کتابت کا کام کرتے رہے ——— اس کے علاوہ کتابوں کے سرورق، طغروں، کیلنڈروں اور عمارتوں، پتھروں کے لیے بھی لکھتے رہے ——— موصوف کے قطعات، ماسکو میوزیم (روس)، لندن میوزیم (انگلستان) اور اسلام آباد (پاکستان) میں موجود ہیں ——— عجائب القرآن کا منصوبہ آپ کے خیال میں آیا اور پھر عمل میں لایا گیا ——— پہلا پارہ جس کا وزن سوا من کے قریب ہے اور جس میں تقریباً ۳۰۰ رسم الخطوں میں کتابت کی گئی ہے، خواجہ عبداللہ جان کی خدمت میں پیش کیا اور تیسواں پارہ دربار عالیہ موہری شریف میں پیش کیا گیا ———

خورشید عالم گوہر قلم کا ۲۸ سال کی عمر میں اساتذہ فن سے تین چار سال کی مشق کے بعد اتنے بہت سے خطوط میں یہ کمال پیدا کر لینا کہ اہل فن دیکھ دیکھ کر حیران ہوں سخت حیران کن ہے ——— یہ کمال کسبی نہیں وہبی معلوم ہوتا ہے ——— راقم خود حیران تھا مگر دیکھنے والوں نے بتایا کہ واقعی ہم نے یہ فن ان کو لکھتے دیکھا ہے ——— راقم نے اسلام آباد سے لاہور فون پر ان سے بات کی اور یہ سوال کیا کہ اتنے خطوں میں اتنی مہارت حاصل کرنا کیسے ممکن ہوا ——— انہوں نے فرمایا جب لکھتا ہوں تو ایک کیف کا عالم طاری ہوتا ہے قلم خود لکھتا چلا جاتا ہے۔ سچ ہے ایک شاعر یا ناثر پر بھی یہ وجدانی کیفیت طاری ہوتی ہے پھر وہ اپنے قابو میں نہیں رہتا ———

المختصر جناب خورشید عالم گوہر قلم ہم سب کی طرف سے دلی مبارک باد اور شکریے کے مستحق ہیں۔ ایسے ہنر مندوں کی ہمت افزائی کی جانی چاہیئے اور یہ حوصلہ افزائی حکومت وقت کی طرف سے بھی ہونی چاہیئے چوں کہ حوصلہ افزائی سے علوم و فنون ترقی کرتے ہیں اور ناقدری سے مرتے چلے جاتے ہیں ———

خطاطی ایک ایسا فن ہے جو ادب و دین، سے بیگانہ نہیں ہے بلکہ یگانہ اور مثال زمانہ گوناگوں ہے ——— اس کا ماہر جب ڈوبتا ہے تو گوہر ہائے آبدار نکالتا ہے اور دیکھنے والوں کو حیرت میں ڈال دیتا ہے، بلاشبہ ؎

خودی میں ڈوبنے والوں کے عزم و ہمت نے
اس آبجو سے کیے ہیں بحر بیکراں پیدا

اِختتامیہ

(۱)

براعظم ایشیا ہو یا افریقہ، یورپ ہو یا آسٹریلیا، جنوبی امریکہ ہو یا شمالی امریکہ ـــــ دنیا کا کوئی گوشہ اور کوئی بھی خطہ ہو ـــــ جہاں انسان بستے ہیں وہاں دکھ درد کی بات بھی ہوتی ہے ـــــ وہاں ہمدرد دل اور دردمند دل کی بھی تلاش ہوتی ہے ـــــ

انسان کو انسان بناتا ہے ـــــ کچھ انسان، انسانوں کی کتابیں پڑھ کر بنتے ہیں کچھ انسان، انسانوں کی صحبت میں بیٹھ کر بنتے ہیں ـــــ مگر وہ انسان کہاں سے لائیں جس کے دل میں سارے جہاں کا درد ہو ـــــ ہر انسان اپنی بات کر رہا ہے، اپنے ملک کی بات کر رہا ہے، اپنی قوم کی بات کر رہا ہے۔ اس کی نگاہ میں وہ وسعت نہیں ـــــ اس کے دل میں وہ پھیلاؤ نہیں کہ دنیا کا ہر مظلوم و بے کس سما سکے ـــــ یہ مسئلہ حل ہو تو کیوں کر ہو؟ ـــــ

اصل مسئلہ قوت کے ارتکاز کا ہے ـــــ ارتکاز ایک انسان میں یا چند انسانوں میں؟ ـــــ صاحب اقتدار ایک انسان یا چند انسان ـــــ جس مصنف کو انہوں نے پڑھا ہے جس انسان کی صحبت میں رہے ہیں ـــــ جس ماحول میں انھوں نے پرورش پائی ہے ـــــ وہ اسی کی بات کرتے ہیں ـــــ بات یہاں

سے چلتی ہے ـــــــــ دائرے یہاں سے تنگ ہوتے ہیں ـــــــــ پھر اتنے تنگ ہو جاتے ہیں کہ سارا عالم نکل جاتا ہے صرف چند انسان اور ان کی توریت کا لوہا ماننے والے چند غلام رہ جاتے ہیں ـــــــــ

اسلام چاہتا ہے کہ اہل عالم ملے جلے رہیں ـــــــــ ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں ـــــــــ ایک دوسرے کے قریب رہیں ـــــــــ اس لیے وہ مذہبی وحدت کا قائل ہے ـــــــــ ابتدائے آفرینش سے لے کر اب تک سب آنے والے اسلام ہی کا پیغام لے کر آئے ـــــــــ یہ بات ایک تاریخی حقیقت ہے ـــــــــ یہی وہ اسلام ہے جو کبھی یہودیوں کا مذہب تھا ـــــــــ یہی وہ اسلام ہے جو کبھی عیسائیوں کا مذہب تھا ـــــــــ موسیٰ علیہ السلام نے بھی یہی پیغام سنایا ـــــــــ عیسیٰ علیہ السلام نے بھی یہی پیغام سنایا ـــــــــ اللہ کے بھیجے ہوئے ہر نبی و رسول نے اپنی اپنی زبانوں میں اسلام ہی کا پیغام سنایا ـــــــــ وہ اپنی طرف سے دوسرا کوئی پیغام نہ لائے ـــــــــ آج بھی ان کے پیغاموں میں آسمانی جھلک نظر آتی ہے ـــــــــ مگر ان کے ماننے والوں نے ان کو تو یاد رکھا اور ان کے پیغام کو بھلا دیا ـــــــــ بات یہاں سے بگڑی ـــــــــ اس سلسلے کی ہر کڑی ایک دوسرے سے وابستہ اور مسلسل و مربوط تھی ـــــــــ مگر ایک کے ماننے والوں نے دوسروں کا انکار کیا ـــــــــ اس طرح کڑیاں ٹوٹتی چلی گئیں اور نئے نئے مذاہب بنتے چلے گئے ـــــــــ افتراق پھیلتی چلی گئی ـــــــــ اتحاد و اتفاق عنقا ہو گیا ـــــــــ بلکہ ایک دوسرے کا جانی دشمن ہو گیا ـــــــــ کیا اچھا ہو کہ دنیا کے سارے بسنے والے اپنے خدا کے اس پیغام پر لبیک کہیں جو جاوداں پیہم دواں ہر دم جواں ہے، جس میں ہر زمانے اور ہر قوم کے مسائل کا حل موجود ہے ـــــــــ جس میں تجربوں کو نچوڑ کر رکھ دیا گیا ہے ـــــــــ

سے صد جہان تازہ در آیات اوست

عصرہا پیچیدہ در آیات اوست

صدیوں کے بعد جو معلوم ہو سکتا ہے وہ لمحوں میں دکھا دیا ہے ———— یہ بات دل میں رکھنی چاہیے کہ اسلام کسی مذہب کا مقابل نہیں بلکہ ہر آسمانی مذہب کی اصل ہے جو پھیلا یہاں سے پھیلا پھر بھٹکتا گیا ———— الگ تھلگ ہوتا گیا ......

(ب)

اسلام انسانیت کے لیے ہے، انسانیت نے اس کو نہ اپنایا تو خود انسانیت کا نقصان ہے، اسلام کا کوئی نقصان نہیں ———— وہ ایک ضابطۂ حیات ہے ———— ایک شخص منزل تک پہنچنا چاہتا ہے لوگ کہتے ہیں کہ جہاز میں سوار ہو جاؤ جلد پہنچ جاؤ گے مگر وہ کہتا ہے میں تو بیل گاڑی میں جاؤں گا ———— تو اس میں نقصان جہاز کا نہیں خود مسافر کا ہے ———— اسلام ایک ایسا ضابطۂ حیات ہے جو انسان کو منزل تک جلد اور بآسانی پہنچا دیتا ہے اور راستے کی ہر کلفت سے بے نیاز کر دیتا ہے ———— ہم غیر قوموں کے قوانین اپناتے ہوئے ہچکچاتے نہیں ———— آج دنیا کے اکثر قوانین بلاواسطہ یا بالواسطہ طور پر رومن لا سے مستفید ہیں تو پھر قرآن کو اپناتے ہوئے ہم تعصب و تنگ دلی کا شکار کیوں ہو جاتے ہیں؟ ———— انسانیت کی مجموعی فلاح کے لیے ہم کو تعصب و تنگ دلی کا یہ پردہ اٹھانا ہوگا اور اس میں شک نہیں دنیا کی بعض حکومتوں نے اپنے اپنے قوانین میں قرآن حکیم کے اصول و ضوابط شامل کیے ہیں مگر یہ سب کچھ چوری چھپے کیا گیا ہے ————

جب یہ حقیقت ہے تو اس کا برملا اظہار کیا جانا چاہیے، عقل یہ کہتی ہے کہ اسلامی انقلاب سے دنیا کا ہر انقلاب متاثر ہوا ہے ———— ——

(ج)

علم و دانش کی اس دنیا میں جنگل کا قانون نہیں چل سکتا ـــــــ انسان کا قانون چلتا ہے ـــــــ مگر انسان کے احوال بدلتے رہتے ہیں ـــــــ رجحانات بدلتے رہتے ہیں ـــــــ کیفیات بدلتی رہتی ہیں ـــــــ پھر قوموں میں وہ رنگارنگی کہ ایک کا رنگ دوسرے کو نہیں بھاتا ایک کی ڈگر پر دوسرا نہیں چلتا ـــــــ راہیں الگ الگ رنگ الگ الگ ـــــــ بنے تو کیوں کر بنے؟ ـــــــ ایسا رنگ کہاں سے لائیں کہ سب کا من بھاتا ہو؟ ـــــــ جو سب کی آنکھ کا تارا ہو ـــــــ جو سب کے دلوں کا سرور ہو ـــــــ اور ایسی ڈگر کہاں سے لائیں جس پر ہاتھ ملائے سب ساتھ ساتھ چل نکلیں ـــــــ فاصلے سمٹ گئے ـــــــ زمانے سکڑ گئے ـــــــ ہاں، جسموں کے فاصلے گھٹ گئے مگر روحوں کے فاصلے بڑھ گئے ـــــــ

من، تن سے دور ہو گیا ـــــــ تن، من سے چھوٹ گیا ـــــــ

ہاں اے زندگی سے بھاگنے والو! ـــــــ اور ہاں اے دنیا کی زندگی کو سب کچھ سمجھنے والو! ـــــــ ایک جہاں اور بھی ہے ـــــــ ایک مکاں اور بھی ہے ـــــــ یہی سب کچھ نہیں ـــــــ اگر یہ نہ ہوتا تو ہم بھی پتھروں اور جانوروں کی طرح زندگی گزارتے ـــــــ ہر قانون سے آزاد ہوتے ـــــــ ہر تکلیف سے آسودہ حال ہوتے ـــــــ حیف! ہم اتنے تنگ نظر کیوں ہو گئے ـــــــ ہمارے پیچھے بھی وسعتیں ہیں، ہمارے آگے بھی وسعتیں ہیں ـــــــ آنکھیں کھولو ـــــــ ہوش سنبھالو ـــــــ ایٹم کی طاقت کا پتہ لگانے والو! من کی قوت کا بھی پتا لگاؤ ـــــــ روح کی وسعت کا بھی پتا لگاؤ ـــــــ اور اس سرچشمۂ ہدایت کی طرف چلو جہاں زمانے سمٹ رہے ہیں ـــــــ عقل حیران ہے

—— یہ کیا ہو رہا ہے ؟

اے دنیا کے انسانو! ——— اے دکھ درد کے مارو! ———

اے پھولوں کی سیج پر سونے کی آرزو میں کانٹوں پر لوٹنے والو! ——— اے بے قرار نگاہو! ——— اور اے مضطرب دلو! ——— تمہارا خالق تم کو بلا رہا ہے ——— تمہارا مالک تم کو پکار رہا ہے ——— وہی رحمن و رحیم جو پیدا ہونے ہی پردۂ غیب سے تمہارا رزق ظاہر کرتا ہے اور شکم مادر سے دودھ کی نہریں بہاتا ہے ——— وہی رازق و کریم جب تم بڑے ہو جاتے ہو تو تمہارے لیے زمین سے طرح طرح کے اناج، میوے اور پھل نکالتا ہے ——— وہی خالق و مالک جب تمہارا دل پیاسا ہوتا ہے ——— تمہاری روح بھوک سے بیقرار ہوتی ہے تو پہلے ہی خوان نعمت رکھتا ہوتا ہے ——— جو من کی پیاس بجھاتا ہے اور روح کی بھوک مٹاتا ہے ——— شعور زندگی کے ساتھ تم کو وقار زندگی بخشتا ہے ——— تم اس خوان نعمت کو چھوڑ کر کہاں جا رہے ہو ؟ ———

انسان انسان کو کھائے جا رہا ہے ——— انسان انسان کو دبائے جا رہا ہے ——— انسان انسان کو ستائے جا رہا ہے ——— تم اس کی طرف کیوں نہیں آتے جو تم کو اٹھاتا ہے ——— تم اس کی طرف کیوں نہیں آتے جو تم کو جگاتا ہے ؟ ——— تمہارے حوصلے بلند کرتا ہے ——— نہیں زمین سے اٹھا کر آسمان پر لے جاتا ہے ——— نہیں نہیں زمین ہی پر ہمدوش ثریا کر دیتا ہے۔

آؤ آؤ! ذرا اس خوان نعمت کو بھی دیکھو! ——— حقیقت کے پردے اٹھاؤ ——— غیریت کی رکاوٹیں مٹاؤ ——— قریب آجاؤ، بالکل قریب آ، ——— یہ تو دیکھو، تمہارا رب تم کو بلا رہا ہے ——— اسی کے بندے

اور اسی کی جناب سے ایسے بیگانہ! ——— تم نے یہ کیسا انداز زندگی اختیار کیا ہے!
——— ذرا سوچو تو سہی؟ ——— غور تو کرو! ——— ہاں زمانہ تم کو پکار
رہا ہے، بہاریں تمہارا انتظار کر رہی ہیں ——— روشنیاں بچھی جا رہی ہیں ———
خوشبوئیں پھیلی جا رہی ہیں ——— آنکھیں پُر نور ہو رہی ہیں ——— دماغ معطر ہو
رہے ہیں ——— آج زندگی، زندگی معلوم ہو رہی ہے ——— کہ ایک نئی
بہار آ رہی ہے ——— بہار حسن و جمال! اس حسن جہاں ساز کی کیا بات! ———
جب اس حسن نے "نور" میں جلوہ دکھایا تو محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) جیسا پیکر نورانی جلوہ
افروز ہوا ——— جب اس حسن نے "ذرّے" میں جلوہ دکھایا تو آدم علیہ السلام جیسے
مسجودِ ملائک جلوہ گر ہوا ——— اور جب اس حسن نے "نقطے" میں جلوہ دکھایا تو
قرآن عظیم جیسا عظیم شہکار جلوہ ریز ہوا ——— قرآن کیا نازل ہوا دل روشن ہو گئے
ذہن بیدار ہو گئے ——— مردہ زمینوں سے گل بوٹے نکلنے لگے ———
دیکھتے ہی دیکھتے بیاباں، گلستاں بن گئے ——— جہاں ہو کا عالم تھا وہاں گویا
دبستان کھل گئے ——— ہر طرف چہچہے تھے ——— سب بولنے لگے،
——— سب چہکنے لگے ——— ہر علم میں بہار آئی ——— ہر فن پر نکھار
آیا ———

اور علوم و فنون کا وہ سیلاب امڈا کہ صدیاں گزر گئیں تھمنے کا نام نہیں لیتا
——— بہتا چلا جاتا ہے ——— سیراب کرتا چلا جاتا ہے،
——— بیشک قرآن اور صاحب قرآن نے عالم میں ایک انقلاب برپا کر دیا
——— ہر چیز نئی نئی معلوم ہونے لگی، آنکھ نئی، دماغ نیا، سیرت و کردار نئے،
جسم و بال، نئے، در و دیوار نئے ———

آج دنیا کا ہر انسان اس انقلاب کی بھیک مانگتا نظر آتا ہے ———

بیشک صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل بیداری ملی، روشنی ملی، ایمان ملا، زندگی ملی گویا سب کچھ مل گیا:—

وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغ وادیٔ سینا
نگاہ عشق و مستی میں وہی اوّل، وہی آخر
وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسیں وہی طٰہٰ

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ
پرنسپل
گورنمنٹ ڈگری کالج
ٹھٹھہ (سندھ)

ربیع الاوّل ۱۴۰۵ھ
دسمبر ۱۹۸۴ء

ماخذ و مراجع

القرآن الحکیم	
ابن اثیر علی بن محمد جزری	اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، جلد اول مطبوعہ قاہرہ سنہ ۱۳۹۰ھ / ۱۹۷۰ء
ابن حزم	کتاب الفصل فی الملل والاہواء والنحل، مطبوعہ قاہرہ سنہ ۱۳۱۷ھ / ۱۸۹۹ء
ابن خلدون	مقدمہ ابن خلدون، مطبوعہ مصر
ابن صاعد اندلسی، قاضی	طبقات الامم، مطبوعہ قاہرہ
ابن کلیم	تاریخ فن خطاطی، مطبوعہ ملتان، سنہ ۱۹۶۹ء
ابو بکر واسطی، علامہ	الارشاد فی القرآت العشر
ابو بکر احمد بن حسین بن علی بیہقی	السنن الکبیرۃ، جلد سوم
ابن ندیم	الفہرست، مطبوعہ لاہور سنہ ۱۹۶۹ء
ابو حامد محمد بن محمد غزالی	احیاء علوم الدین، مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۵۸ھ / سنہ ۱۹۳۹ء

ابوالحسن	فتوح الهند والسند (سندھی ترجمہ از مخدوم امیر احمد)، مطبوعہ حیدرآباد سندھ ۱۹۶۶ء
ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری	صحیح مسلم، مطبوعہ دہلی ۱۳۴۹ھ ۱۹۳۰ء، مطبوعہ مصر
ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی	سنن ابوداؤد مطبوعہ کراچی ۱۳۸۹ھ ۱۹۶۹ء
ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی	المنہاج فی شرح مسلم بن الحجاج
ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ قزوینی	سنن ابن ماجہ، مطبوعہ دہلی ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۴ء، مطبوعہ لاہور
ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم	المستدرک علی الصحیحین، مطبوعہ ہند
ابوعبداللہ محمد بن سعد زہری	طبقات الامم
ابوعبداللہ بن مسلم بن قتیبہ	معارف ابن قتیبہ، مطبوعہ مصر ۱۹۳۴ء
ابوعبداللہ مالک بن انس	المؤطا، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء، (ترجمہ مولانا محمد عبدالحکیم شاہجہان پوری مظہری)
ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی	جامع ترمذی، مطبوعہ دہلی
ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمن السمرقندی الدارمی،	کتاب السنن، مطبوعہ کانپور ۱۲۹۲ھ ۱۸۷۵ء
ابوعمر یوسف بن عبداللہ الشہیر بن عبدالبر قرطبی	الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، مطبوعہ حیدرآباد دکن ۱۳۳۶ھ ۱۹۱۷ء
ابوالفداء اسماعیل بن عمر قرشی دمشقی	تفسیر ابن کثیر، جلد سوم، مطبوعہ
ابوالفضل [illegible]	[illegible]

ابوالفضل احمد بن علی الشہیر بابن حجر عسقلانی	الاصابۃ فی معرفۃ الصحابہ، مطبوعہ مصر ۱۳۲۸ھ
ابوالفضل، شیخ	آئین اکبری، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء
ابی جعفر محمد بن جریر الطبری	تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری)، لیڈن ۱۹۶۴ء
ابی عیسیٰ محمد بن سورۃ الترمذی	الشمائل النبویہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء
ابی الفرج علی بن الحسن الاصبہانی	کتاب الاغانی، مطبوعہ قاہرہ
ابی یعلی، قاضی	الاحکام السلطانیہ،
ابی نعیم احمد بن عبداللہ الاصبہانی	حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، مطبوعہ قاہرہ
ابی محمد عبداللہ مسلم بن قتیبۃ الدینوری	المعارف، مطبوعہ قاہرہ ۱۳۵۳ھ ۱۹۳۴ء
احمد بن حنبل شیبانی	المسند، مطبوعہ بمبئی ۱۳۰۸ھ/۱۸۹۰ء
احمد بن محمد الغمار الحسنی	مطابقۃ الاختراعات العصریہ لما اخبر بہ سید البریہ، مطبوعہ مصر ۱۹۶۹ء ۱۳۸۷ھ
احمد رضا خان، مولانا	جمع القرآن وبم عزوہ لعثمان، مطبوعہ لاہور ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء
احمد میاں برکاتی، مولانا	اسلام اور عصری ایجادات، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۰ء
	علوم القرآن، مطبوعہ لاہور

اسماعیل حقی	تفسیر روح البیان، جلد ۹، مطبوعہ استانبول سنہ ۱۹۲۶ء
اسماعیل بن عمر الدمشقی	البدایہ والنہایہ، (تاریخ ابن کثیر)
اطہر مبارک پوری، قاضی	عرب و ہند عہد رسالت میں، مطبوعہ کراچی سنہ ۱۹۸۱ء
افتخار احمد قادری، مولانا	فضائل قرآن، مطبوعہ الٰہ آباد سنہ ۱۹۸۱ء
افتخار احمد بلخی	تاریخ افکار و علوم اسلامی، مطبوعہ لاہور سنہ ۱۹۶۸ء
الاصطخری	المسالک والممالک
بدر الدین محمود بن احمد عینی	عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، مطبوعہ مصر
الباقلانی	اعجاز القرآن، مطبوعہ قاہرہ
البلاذری	فتوح البلدان
البیرونی	آثار الباقیہ
البیضاوی	انوار التنزیل و اسرار التاویل، مطبوعہ قاہرہ سنہ ۱۳۵۸ھ ۱۹۳۹ء
الزرکشی	البرہان فی علوم القرآن، مطبوعہ قاہرہ سنہ ۱۹۵۷ء
القاضی شمس الدین احمد بن ابراہیم بن خلکان	وفیات الاعیان انباء ابناء الزمان، مطبوعہ قاہرہ سنہ ۱۳۶۷ھ ۱۹۴۷ء

المسعودی — مروج الذہب، جلد دوم

المسعودی — کتاب التنبیہ والاشراف

بزرگ بن شہریار — عجائب الهند، مطبوعہ لیڈن

جلال الدین سیوطی — الاتقان فی علوم القرآن، جلد اوّل، مطبوعہ کراچی جلد ثانی، مطبوعہ مصر

جلال الدین سیوطی — جوامع الجوامع،

جلال الدین سیوطی — تفسیر در منثور، جلد اوّل، مطبوعہ مصر

جمن تالپور، ڈاکٹر — سنڌ جا اسلامي درسگاھ، مطبوعہ حیدرآباد سندھ ۱۹۸۲ء

حفظ الرحمن سیوہاروی، مولانا — بلاغ مبین، مطبوعہ دہلی

حنیفہ رضی، ڈاکٹر — عبداللہ بن مسعود، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۱ء

خالد امین مفتی الخیری، پروفیسر — سلسلہ خیریہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۱ء

خرم علی، مولانا — ترجمہ مشارق الانوار

خطیب البغدادی، ابی بکر احمد بن علی بن ثابت — اکمال فی اسماء الرجال، مطبوعہ بمبئی

خورشید عالم گوہر رقم — عجائب القرآن، پارہ اوّل، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء

دائرۃ المعارف الاسلامیہ — جلد ۱۶، مطبوعہ پنجاب یونیورسٹی لاہور

زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی منذری — الترغیب والترہیب، مطبوعہ مصر ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء

سلیمان ندوی، سید — عرب وہند کے تعلقات، مطبوعہ الٰہ آباد ۱۳۴۹ھ/۱۹۳۰ء

شبلی نعمانی، مولانا	سیرۃ النبی، جلد اوّل، دوم، سوم، مطبوعہ اعظم گڑھ ۱۹۴۷ء
صدیق حسن خان، نواب	فتح المغیث بفقہ الحدیث، مطبوعہ لکھنو
ظہیر الدین بابر بادشاہ	تزک بابری
عبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی	سنن نسائی
عبدالرزاق نجفی	زبدۂ تمہید، مطبوعہ نجف اشرف
عبدالصمد صارم الازہری	تاریخ القرآن، مطبوعہ لاہور
عبداللطیف رحمانی، مولانا	تاریخ القرآن، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء
عبدالمصطفیٰ، علامہ	عجائب القرآن، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء
عرام بن الاصبغ سلمی	کتاب اسماء جبال تہامہ وسکانہا وما فیہا من القریٰ، مطبوعہ قاہرہ
علی اکبر	اسرائیل والنبوات فی القرآن، مطبوعہ انگلستان ۱۹۷۴ء
علی متقی علاء الدین ہندی	کنز العمال و سنن الاقوال والاعمال، مطبوعہ حیدرآباد دکن، ۱۳۱۲ھ
غلام طیب، مولانا	اسلامی آرٹ اور فن تعمیر، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۱ء
غلام علی آزاد بلگرامی	سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان، مطبوعہ ہند، ۱۳۰۳ھ ۱۸۸۵ء

گل زار آفاقی	مقالات، مطبوعہ اسلام آباد ۱۹۸۰ء
محمد بن اسماعیل بخاری، ابو عبداللہ	صحیح بخاری، جلد اول، دوم، سوم، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء
	(ترجمہ مولانا محمد عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری
	مظہری) مطبوعہ کراچی، مطبوعہ مصر
محمد بن علوی المالکی الحسنی	حول الاحتفال بالمولد النبوی الشریف، مطبوعہ مکہ مکرمہ ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۱ء
محمد بن ادریس الشافعی	کتاب الام
محمد احمد مصباحی، مولانا	تدوین قرآن، مطبوعہ الہ آباد ۱۹۷۴ء
محمد اسحاق بھٹی، ڈاکٹر	فقہائے ہند، جلد اول، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۴ء
محمد امیر شاہ قادری گیلانی، علامہ	انوار غوثیہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء
محمد حمید اللہ، ڈاکٹر	رسول کریم کی سیاسی زندگی، مطبوعہ کراچی ۱۹۶۱ء
محمد طاہر بن عبدالقادر الکردی المکی	تاریخ القرآن و غرائب رسمہ و حکمہ، مطبوعہ قاہرہ ۱۳۷۲ھ/۱۹۵۳ء
محمد فرید وجدی	الادلۃ العلمیۃ علی جواز ترجمۃ القرآن الی اللغۃ الاجنبیۃ، مطبوعہ بیروت ۱۹۷۱ء
محمد فرید وجدی	دائرۃ المعارف القرن العشرین، مطبوعہ بیروت ۱۹۷۱ء
محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر	اردو میں قرآنی تراجم و تفاسیر ۱۹۶۶ء، قلمی
محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر	تمدن ہند و اسلامی اثرات، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۴ء

محمد ہاشم تتوی، علامہ	بیاض ہاشمی (قلمی)
محمود الحسن خسرو، پروفیسر	قرآن حکیم کا نزول اور وحی، مطبوعہ کراچی ۱۹۶۹ء
مناظر احسن گیلانی، سید	النبی الخاتم، مطبوعہ دہلی
محی الدین نووی، امام	المنہاج فی شرح مسلم بن الحجاج، مطبوعہ مصر
مجد الدین فیروز آبادی	بصائر ذوی التمیز فی لطائف الکتاب العزیز، مطبوعہ قاہرہ ۱۳۸۵ھ
مسعود عالم ندوی، مولانا	ہندوستان عربوں کی نظر میں، مطبوعہ اعظم گڑھ ۱۹۶۰ء
مصطفیٰ بن عبداللہ، ملا کاتب چلپی الشہیر بہ حاجی خلیفہ	کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، مطبوعہ لندن
ممتاز حسین جونپوری	خط و خطاطی، مطبوعہ کراچی ۱۹۶۱ء
نواب علی، پروفیسر	تاریخ صحف سماوی، مطبوعہ کراچی ۱۹۶۳ء
نور الدین جہانگیر، بادشاہ	تزک جہانگیری، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۸ء
ولی الدین محمد بن عبداللہ	مشکوٰۃ المصابیح، مطبوعہ دہلی

1. ALI AKBER : Israel and the Prophecies of the Holy Quran, Cardiff (UK), 1974.

2. ENCYLOPAEDIA BRITTANICA: VOLS: 12, 13 & 15 USA 1974

3. FAZLUR REHMAN ANSARI: The Quranic Foundation and the Structure of Muslim Society, Karachi 1973.

4. JAMES DAVID: Islamic Art. London, 1954

5. MAHMUD BARALVI: Seerat-Al-Nabi, Jamshoro,1982

6. MAURICE BUCCAILLE: The Bible, The Quran and Science.

7. M.M.PICKTHAL NEW YORK,1954: The Meaning of the Glorious Quran

8. S.M.IKRAM: Cultural Heritage of Islam, Lahore, 1955.

9. Y.H.SAFAD: Islamic Calligraphi, London,1978



عجائب القرآن

سورة الفاتحة مكية وهي سبع آيات

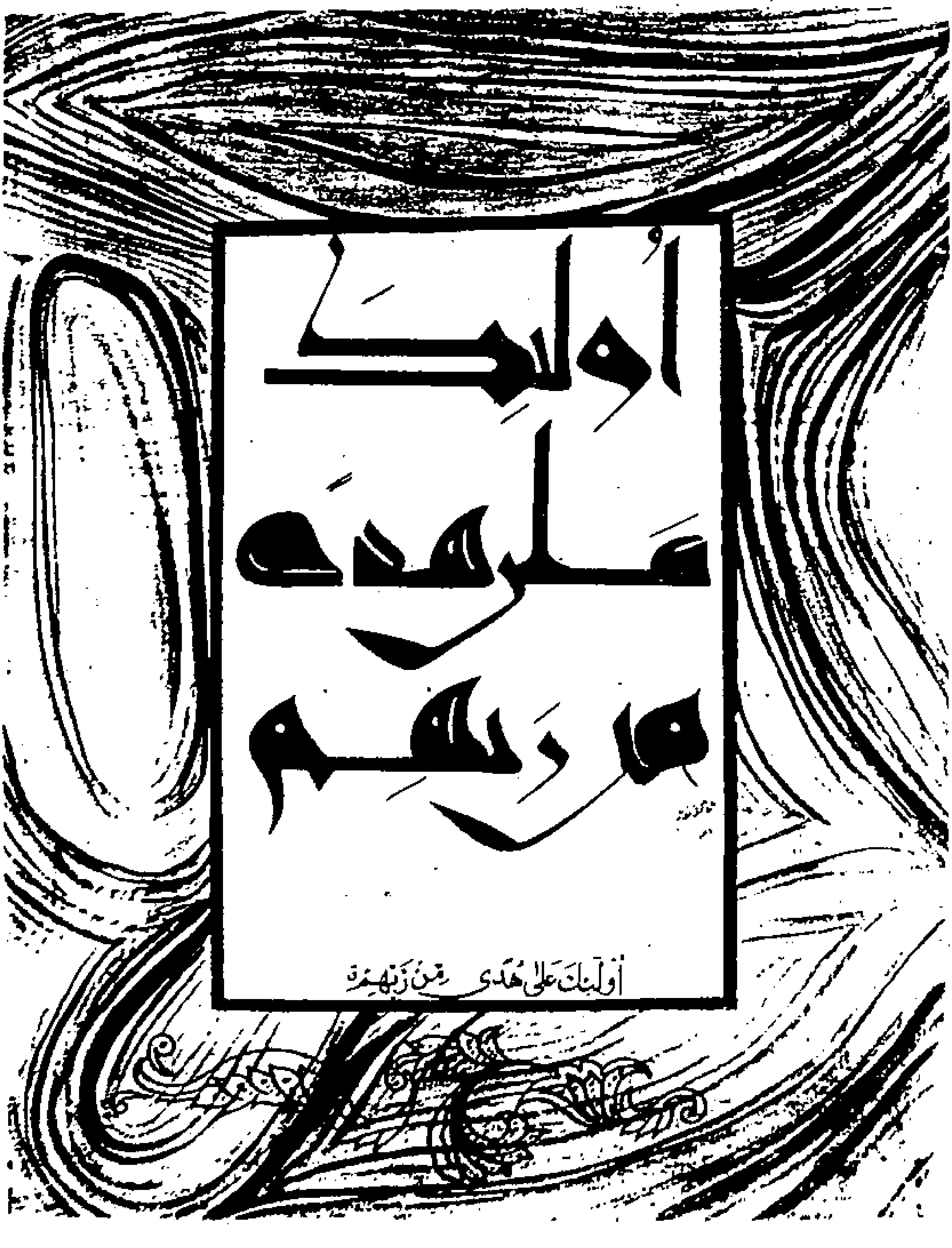
بسم الله الرحمن الرحيم

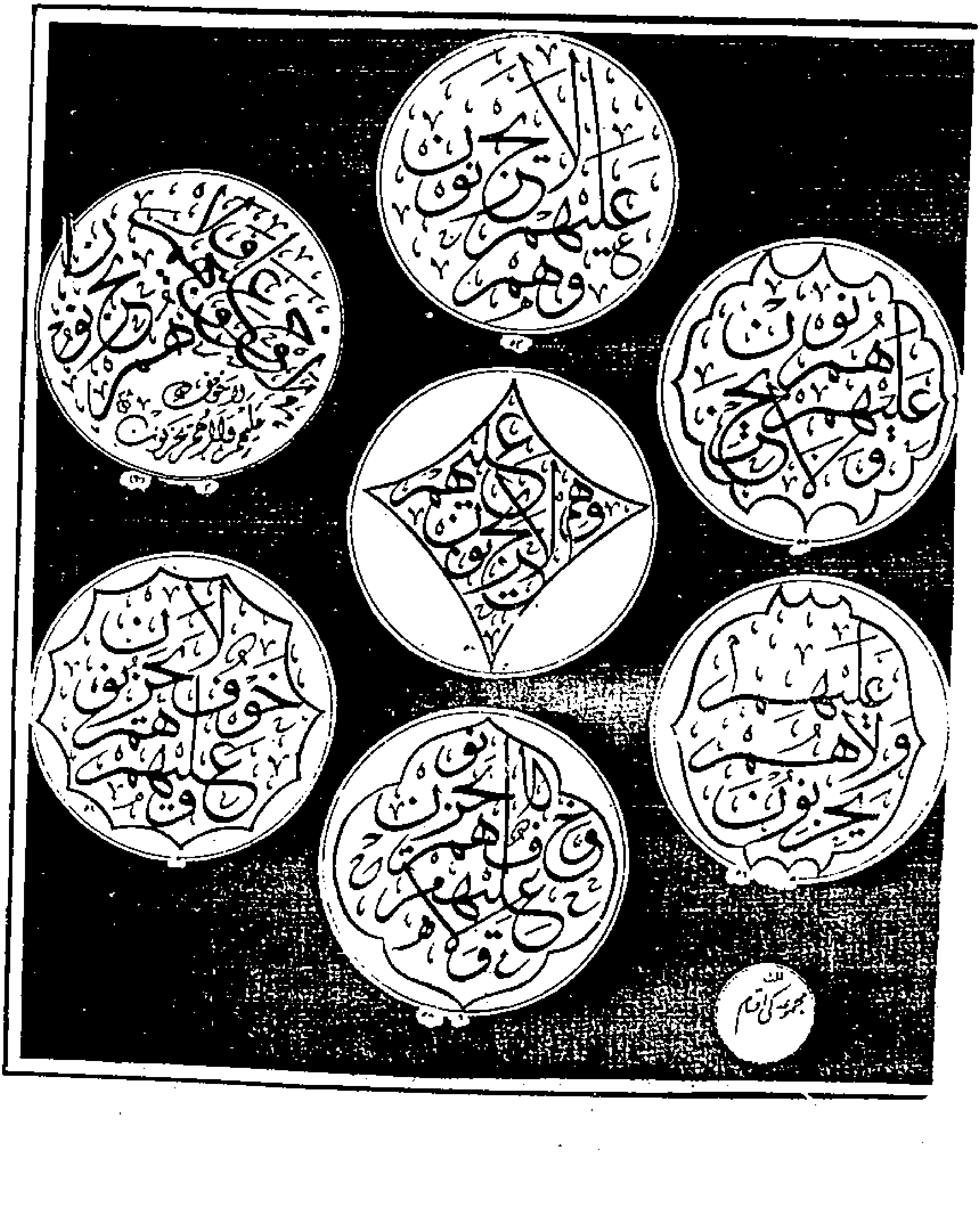
الحمد لله رب العالمين ﴿١﴾

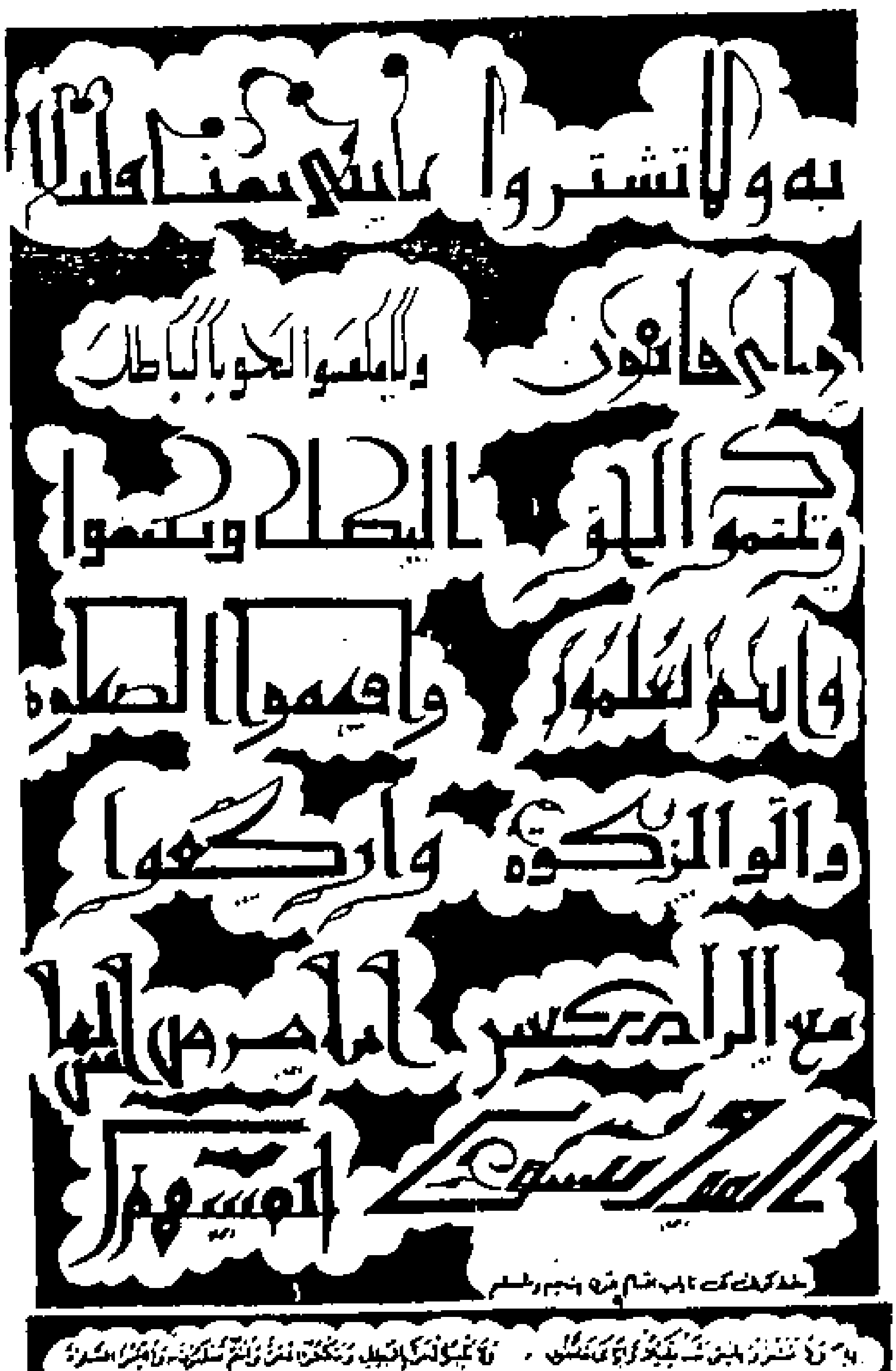
الرحمن الرحيم ﴿٢﴾ ملك

يوم الدين ﴿٣﴾ اياك نعبد

واياك نستعين ﴿٤﴾


أولئك على هدى من ربهم




به ولا تشتروا بآياتي ثمنا قليلا
وإياي فاتقون ولا تلبسوا الحق بالباطل
وتكتموا الحق
وأنتم تعلمون وأقيموا الصلوة
وآتوا الزكوة واركعوا
مع الراكعين


ولقد علموا لمن اشتراه
ماله فى الآخرة
من خلاق ولبئس ما
شروا به أنفسهم لو


يا أيها الذين آمنوا
لا تقولوا راعنا

تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ وَقَالُوا كُونُوا هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ

تَهْتَدُوا قُلْ بَلْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا

وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَمَا أُوتِيَ

النَّبِيُّونَ مِنْ رَبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ۝ فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا

هُمْ فِي شِقَاقٍ

فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝

خط [illegible]

مصنّف کی اہم مطبوعات

(۱) تمدن ہند پر اسلامی اثرات	لاہور	۱۹۶۴ء
(۲) موجِ خیال	کراچی	۱۹۷۷ء
(۳) محبت کی نشانی	کراچی	۱۹۸۰ء
(۴) آخری پیغام	کراچی	۱۹۸۶ء
(۵) فتاویٰ مسعودی	کراچی	۱۹۸۷ء
(۶) جانِ جاناں	کراچی	۱۹۹۰ء
(۷) قیامت	کراچی	۱۹۹۲ء
(۸) جانِ جاں	کراچی	۱۹۹۳ء
(۹) علمِ غیب	کراچی	۱۹۹۳ء
(۱۰) تعظیم و توقیر	کراچی	۱۹۹۴ء
(۱۱) نسبتوں کی بہاریں	کراچی	۱۹۹۴ء
(۱۲) نئی نئی باتیں	کراچی	۱۹۹۵ء
(۱۳) عورت اور پردہ	کراچی	۱۹۹۵ء
(۱۴) قبلہ	کراچی	۱۹۹۵ء
(۱۵) مصطفوی نظامِ معیشت	کراچی	۱۹۹۶ء
(۱۶) فاروق اعظم کا غیر مسلموں سے حسن سلوک	کراچی	۱۹۹۶ء
(۱۷) آئینۂ حقائق	لاہور	۱۹۹۷ء
(۱۸) صراطِ مستقیم	کراچی	۱۹۹۷ء

IDARA-I-MAS'UDIA, KARACHI

SINCE 1992

اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ

Islamic Republic of Pakistan